ٹائیٹل بار اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خلق الانسان علمہ البیان

مِنَن الرحمٰن

جسمیں

عربی کو اُمّ الالسنہ ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۸- جون ۱۹۲۲ء تعداد - ۱۰۰۰ - سنہ ۱۳۴۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿۱﴾

الحمد للّٰہ مَوْلَی النعم والصّلٰوۃ والسلام علٰی سیّد الرسُل وسِرَاج الامم و اصحابہ الھادیّن المھدین و اٰلہ الطاھرین المطھرین **امابعد** چونکہ قرآن مجید ایک ایسا لعل تاباں اور مہر درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزار ہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں اور جس قدر مخالف دین متین کوشش کر رہے ہیں کہ اس ربانی نور کو بجھاویں اُسی قدر وہ زور سے ظاہر ہوتا اور اپنے حسن اور جمال سے ہر یک اہل بصیرت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اس لئے اِس تاریک زمانہ میں بھی جبکہ پادریوں اور آریوں نے توہین اور تحقیر کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی نابینائی کی وجہ سے اس نور پر وہ تمام حملے کئے جو ایک سخت جاہل اور سخت متعصب کر سکتا ہے اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہر یک پہلو سے ثبوت دیا ہے اس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں اور منجملہ ان دلائل اور براھین کے جو اس نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو اُمّ الالسنہ

کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے جس کا آب زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر یک معرفت ﴿۲﴾
کے پیاسے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک وشبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا
ہے یہ دلیل کسی پہلی کتاب نے اپنی سچائی کی تائید میں پیش نہیں کی اور اگر وید یا کسی اور کتاب
نے پیش کی ہے تو واجب ہے کہ اس کے پیرو مقابلہ کے وقت پہلے اس وید کے مقام کو پیش
کریں۔ اور خلاصہ مطلب اُس دلیل کا یہ ہے کہ زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا
کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات بپایۂ ثبوت
پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔
اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع
ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف اُمّ الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے
خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا
نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے **الہامی زبان** صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی
اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی **مناسبت** رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت
ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی **ہدایت** کے لئے آئی ہے وہ **الہامی زبان** میں ہی
نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو اُمّ الالسنہ ہو تا اس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک
فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو
ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں لیکن چونکہ دوسری زبانیں
بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکم رب قدیر نکل کر بگڑ
گئی ہیں اور اسی کی ذریات ہیں اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ ان زبانوں میں بھی
خاص خاص قوموں کے لئے الہامی کتابیں نازل ہوں ہاں یہ ضروری تھا کہ اقویٰ اور اعلیٰ
کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خدا تعالیٰ
کے منہ سے نکلی ہے اور چونکہ یہ دلیل **قرآن** نے ہی بتلائی اور قرآن نے ہی دعویٰ

﴿۳﴾ کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں اِس لئے بداہت قرآن کا منجانب اللہ ہونا اور سب کتابوں پر **مہیمن** ہونا ماننا پڑا ورنہ دوسری کتابیں بھی باطل ٹھہریں گی لہٰذا میں نے اسی غرض سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ تا اوّل بعونہٖ تعالیٰ تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کروں اور پھر بعد ازاں زبان عربی کے اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی ہونے کے **دلائل** سناؤں اور پھر عربی کی اس خصوصیت کے بناء پر کہ کامل اور خالص اور الہامی زبان صرف وہی ہے اس آخری نتیجہ کا قطعی اور یقینی ثبوت دوں کہ الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی **اُمّ الکتب** ہے جیسا کہ عربی اُمّ الالسنہ ہے اور اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے ذمّہ تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہوگا۔

پہلا مرحلہ زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا مرحلہ عربی کا اُمّ الالسنہ ہونا بپایۂ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا مرحلہ عربی کا بوجہ کمالات فوق العادت کے الہامی ثابت کرنا۔

مگر چونکہ ہمارے مخالف خوب جانتے ہیں کہ اس تحقیقات سے اگر عربی کے حق میں **ڈگری** ہوگئی تو صرف یہی ماننا نہیں پڑے گا کہ قرآن منجانب اللہ ہے بلکہ یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ صرف **قرآن ہی** ہے اور دوسری سب زبانیں اس کی طفیلی ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے ان تمام قوموں میں بہت ہی سیاپا ہو خاص کر قوم **آریہ** میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ انہیں کی زبان سنسکرت پرمیشر کی بولی ہے اور وہی نہایت کامل اور الہامی اور اُمّ الالسنہ ہے حالانکہ آج تک کوئی ایک شُرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ **وید** نے اپنے منہ سے ایسا دعویٰ بھی کیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے دین اسلام کے مقابلہ پر بعض بدزبان اور نادان آریہ بہت سی یاوہ گوئی کر چکے ہیں اور باوجود سخت جہالت اور بے علمی کے پھر بھی وہ مذہبی مباحثات میں دخل دیتے رہے ہیں اور بعض شریر بے حیا سفلہ طبع نے ناحق وید کی طرف داری

کر کے خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے ادبیاں کیں اور جو کچھ گند اندر بھرا تھا وہ سب نکالا اور نادانوں کو دھوکا دیا کہ گویا وہ بڑے وید دان اور ودّیا وان ہیں اور گویا انہوں نے بہت کچھ وید کے فضائل دیکھے تب اس کی طرف جھک گئے مگر اب یہ علمی تحقیقات ہے جس میں کسی مذہب کا جاہل بول نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جگہ کلام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے اس میں فضول اور غیر متعلق باتیں کام نہیں دے سکتیں۔ یہ سلسلۂ تحقیقات ایسا کامل ہے جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یعنی انسان اس درخت کے اوپر چڑھتا چڑھتا آخر روحانی سچائی کے پھل کو پالیتا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ گو شاخوں کو جڑھوں سے ہی قوت ہے مگر پھل جو کھائے جاتے ہیں وہ جڑھوں میں تو نہیں لگتے بلکہ شاخوں میں لگتے ہیں ایسا ہی کل واقعات کا اصل نتیجہ اس علم کی شاخوں میں ہی ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے واقعات پر منصفانہ بحث کرتے ہیں اور ثابت شدہ حقائق کو اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں وہ بہت صفائی سے ان پھلوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے شاخیں لدی پڑی ہیں۔ ﴿۴﴾

جاننا چاہیئے کہ اس معرفت تک پہنچنے کے لئے کہ قرآن منجانب اللہ اور **اُمّ الکُتب** ہے صرف تین امور تنقیح طلب ہیں جن کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص ان تینوں امروں کو اچھی طرح سمجھ لے گا اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور ہو جائیں گے اور جو واقعات سے نتیجہ نکلتا ہے بہر حال اسے ماننا پڑے گا۔

تنقیح کے تین امروں سے پہلا امر جو **اشتراک اَلسنہ** ہے اس کا فیصلہ ہماری اس کتاب میں ایسی صفائی سے ہو گیا ہے جو اس سے بڑھ کر کسی اعلیٰ تحقیقات کے لئے کوئی کارروائی متصور نہیں کیونکہ اشتراک کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک لفظ کا اشتراک دکھلا دینا کافی ہوتا ہے مگر ہم نے تو اس کتاب میں ہزارہا الفاظ مشترکہ دکھلا دیئے اور کمال صفائی سے ثابت کر دیا کہ عربی زبان کو ہر یک زبان کے ساتھ اشتراک ہے۔

دوسرا امر تنقیح کے امروں میں سے یہ ہے کہ مشترکہ زبانوں میں سے صرف

﴿۵﴾ عربیؔ ہی **اُمّ الالسنہ** ہے چنانچہ اس کی وجوہ بجائے خود مفصل لکھی گئی ہیں اور ہم نے ثابت کر دیا
ہے کہ عربی کے کمالات خاصہ میں سے یہ ہے کہ وہ فطری نظام اپنے ساتھ رکھتی ہے اور الٰہی
صنعت کی خوبصورتی اسی رنگ سے دکھلاتی ہے جس رنگ سے خدا تعالیٰ کے اور کام دنیا میں
پائے جاتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ باقی تمام زبانیں زبان عربی کا ایک ممسوخ شدہ
خاکہ ہے جس قدر یہ مبارک زبان ان زبانوں میں اپنی ہیئت میں قائم رہی ہے وہ حصّہ تو لعل
کی طرح چمکتا ہے اور اپنے حسن دلربا کے ساتھ دلوں پر اثر کرتا ہے اور جس قدر کوئی زبان بگڑ گئی
ہے اسی قدر اس کی نزاکت اور دلکش صورت میں فرق آ گیا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر یک
چیز جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہے جب تک وہ اپنی اصلی صورت میں ہے تب تک اس میں
خارق عادت شمائل ضرور ہوتے ہیں اور اس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہیں ہوتا اور جوں ہی وہ
چیز اپنی اصلی حالت سے گر جاتی ہے تو معاً اس کی شکل اور حسن میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے دیکھو
جب ایک درخت اپنی اصلی حالت پر ہوتا ہے تو کیسا خوبصورت اور پیارا دکھائی دیتا ہے اور
کیسے اپنی خوش نما سبزی سے اپنے آرام بخش سایہ سے اپنے پھولوں سے اپنے پھلوں سے
بآواز بلند پکارتا ہے کہ انسان میری نظیر بنانے پر قادر نہیں اور جب کہ وہ اپنے مقام سے
گر جاتا یا خشک ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے تمام حالات میں فرق آ جاتا ہے نہ وہ رنگت اور
آب و تاب باقی رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما سبزی دکھائی دیتی ہے اور نہ آئندہ نشو و نما اور پھل لانے
کی توقع کر سکتے ہیں یا مثلاً انسان جب زندہ اور جوان ہوتا ہے تو کیسا چہرہ چمکیلا اور تمام قویٰ
عمدگی سے کام دیتے ہیں اور کیسا وہ لباس فاخرہ سے ملبوس ہوتا ہے اور پھر جبکہ جان نکل جاتی ہے تو
نہ وہ ملاحت آنکھوں میں رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما چہرہ اور سننا دیکھنا سمجھنا پہچاننا بولنا پھرنا چلنا
دکھائی دیتا ہے بلکہ معاً سب باتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ یہی فرق عربی اور غیر زبانوں میں پایا
جاتا ہے۔ زبان عربی اس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے
اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام

لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھاوے یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی **الف لام** تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف **تنوین** سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کرسکتیں ایسا ہی **زیر وزبر و پیش** بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے مثلاً **عــرضــتُ** کے یہ معنی ہیں کہ میں مکہ اور مدینہ اور جو ان کے گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا اور **طهفلتُ** کے یہ معنی ہیں کہ میں چینی کی روٹی کھاتا ہوں اور ہمیشہ چینی کی روٹی کھانے کے لئے عہد کر چکا ہوں اور **جشم** کے یہ معنی ہیں کہ آدھی رات چلی گئی اور **حیعل** کے یہ معنے ہیں کہ آؤ نماز پڑھو وقت نماز ہے اور اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے ﴿۶﴾

فِ وفا کر	قِ نگہ رکھ	لِ نزدیک ہو	عِ یاد کر	اِ وعدہ کر
خِ نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر۔ بلکہ میانہ روی اختیار کر	هِ پھٹ جا کمزور ہوجا	دِ خون بہادے	رِ بھڑک اور روشن ہو اور آتش زنہ سے نکل اور گندہ ہوجا	شِ اپنے کپڑا کو منقش کر
		نِ: سُست ہوجا		

اور عربی کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اور متفرق زبانوں میں جس قدر خواص ہیں اس میں وہ سب جمع ہیں مثلاً بعض زبانوں میں جیسا کہ چینی زبان میں یہ خاصیت ہے کہ اس کے سارے الفاظ ایک ہی جز کے ہیں اور ہر یک جز اپنی اپنی جگہ مستقل معنی رکھتی ہے سو یہ خاصیت بھی بعض حصہ عربی میں پائی گئی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا گیا ہے کہ **امریکہ** کی اصل زبان کے الفاظ کئی کئی اجزاء سے مل کر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور ان اجزاء کے

﴿۷﴾ خودؔ کچھ معنے نہیں ہوتے سو یہ خاصیت بھی عربی کے بعض حصوں میں موجود ہے۔ پھر **امریکہ** اور **سنسکرت** زبان میں معانی کے تغیر کے اظہار کے لئے گردانیں ہیں۔ سو وہ گردانیں عربی زبان میں بھی پائی جاتی ہیں اور **چینی** زبان میں گردانیں نہیں ہیں بلکہ وہاں نئے خیال کے اظہار کے لئے علیحدہ لفظ ہے سو بعض الفاظ میں یہ صورت بھی عربی میں موجود ہے۔ پس جبکہ غور کرنے اور پوری پوری خوض اور عمیق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت زبان عربی تمام زبانوں کے خواص متفرقہ کی **جامع** ہے تو اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ تمام زبانیں عربی کی ہی **فروعات** ہیں۔

بعض لوگ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر تمام زبانوں کی جڑ اور اصل ایک ہی زبان کو تسلیم کیا جائے تو عقل اس بات کو قبول نہیں کرسکتی کہ صرف تین چار ہزار برس تک ایسی زبانوں میں جو ایک ہی اصل سے نکلی تھیں اس قدر فرق ظاہر ہو گیا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض درحقیقت از قبیل بنیاد فاسد برفاسد ہے ورنہ یہ بات قطعی طور پر طے شدہ نہیں کہ عمر دنیا کی صرف چار یا پانچ ہزار برس تک گذری ہے اور پہلے اس سے زمین و آسمان کا نام ونشان (نہ) تھا بلکہ نظر عمیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک مدت دراز سے آباد ہے ماسوا اس کے اختلاف السنہ کے لئے صرف باہمی بُعد زمان یا مکان سبب نہیں بلکہ اس کا ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ خط استوا کے قُرب یا بُعد اور ستاروں کی ایک خاص وضع کی تاثیر اور دوسرے نامعلوم اسباب سے ہر یک قسم کی زمین اپنے باشندوں کی فطرت کو ایک خاص حلق اور لہجہ اور صورت تلفظ کی طرف میلان دیتی ہے اور وہی محرک رفتہ رفتہ ایک خاص وضع کلام کی طرف لے آتا ہے اسی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملک کے لوگ حرف **زا** بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور بعض **را** بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے جیسے انسانوں میں ملکوں کے اختلاف سے رنگوں کا اختلاف، عمروں کا اختلاف، اخلاق کا اختلاف، امراض کا اختلاف ایک ضروری امر ہے۔ ایسا ہی یہ اختلاف بھی ضرور ہے کیونکہ انہیں مؤثرات کے نیچے زبانوں کا بھی اختلاف ہے۔

پسؔ یہ خیال ایک دھوکا ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہزار ہا برس سے ایک ہی حد تک رہا اس سے آگے نہ بڑھا کیونکہ مؤثرات نے جس قدر اختلاف کو چاہا اسی قدر رہا اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتا۔ یہ ایسا ہی سوال ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ اختلاف امکنہ میں رنگوں اور عمروں اور مرضوں اور اخلاق کا اختلاف ہو گیا۔ یہ کیوں نہ ہوا کہ کسی جگہ ایک آنکھ کی جگہ دس۱۰ آنکھ ہو جاتیں سو ایسے وہم کا بجز اس کے ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اختلاف یوں ہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبعی قاعدہ کے نیچے تھا سو جس قدر قاعدہ نے تقاضا کیا اسی قدر اختلاف بھی ہوا۔ غرض جو کچھ موثرات سماوی ارضی کی وجہ سے انسان کی بناوٹ خلق یا خیالات کے طبعی رفتار میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ تبدیلی بالضرورت سلسلہ کلمات میں تبدیلی ڈالتی ہے لہٰذا وہ طبعاً اختلاف پیدا کرنے کے لئے مجبور ہوتی ہیں اور اگر کوئی دوسری زبان کا لفظ ان کی زبان میں پہنچے تو وہ عمداً اس میں بہت کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں پس یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ اپنی خلقت کے لحاظ سے جو موثرات ارضی سماوی سے متاثر ہے فطرتاً تبدیل کے محتاج ہیں ماسوا اس کے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو ضرور یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ اُمّ الالسنہ عربی ہے کیونکہ **توریت** کی نصّ صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتدا میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے بمقام **بابل** ان میں اختلاف ڈال دیا۔ دیکھو توریت پیدائش باب ۱۱ اور یہ بات ہر یک فریق کے نزدیک **مسلّم** ہے کہ بابل اُسی سرزمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب **کربلا** ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ماحصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دو سو میل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا اور نہایت عجیب اور پُرتکلف باغ بھی اس میں تھے اور دریائے **فرات** اس کے اندر بہتا تھا وہ **عراق** عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے **بصرہ** اور **کوفہ** اور **حلّہ** اور **بغداد** اور **مداین** آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کی حدود کے ﴿۸﴾

﴿۹﴾ قریب قریب ہیں پس اس تحقیق سے ثابت ہے کہ بابل عرب کی سرزمین میں تھا چنانچہ **عرب** کے نقشہ میں جو حال میں **بیروت** میں چھپا ہے بابل کو عراق عرب میں ہی دکھلایا ہے۔

اصل توریت عبرانی کتاب پیدائش آیت ایک میں یہ عبارت ہے **ویہی خُل ہارص شفہ آحت ودبریم آحدیم**۔ اور تھی تمام زمین ہونٹ ایک اور باتیں یکساں۔ واضح ہو کہ اس تمام زمین سے مراد صرف بابل کی زمین نہیں ہو سکتی جو **سِنعار** کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ آیت اُس قصہ سے پہلے اور ان قصوں سے متعلق ہے جو دسوٰیں باب میں گذر چکی ہیں پس آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام وہ قومیں جو زمین میں رہتی تھیں ان کی ایک ہی زبان تھی اس وقت تک کہ ایک گروہ ان میں سے بابل میں نہیں پہنچا تھا پھر بابل میں پہنچنے کے بعد خدا تعالیٰ نے ان کی زبانیں متفرق کر دیں۔ اور زبانوں میں اختلاف یوں ڈالا گیا کہ بابل کے رہنے والے مختلف ملکوں میں نکال دیئے گئے جیسا کہ اسی باب کی یہ آٹھویں آیت اُس پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے **و یفص یہوہ آتم مِشّم عَل بنی کل ھارص**۔ یعنی خدا نے ان کو وہاں سے سب زمین پر پریشان کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ بابل سے متفرق ہو کر ہر یک ملک میں چلے گئے پس کل ہارص کا لفظ جو پہلی آیت میں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے کہ ساری دنیا کی ایک بولی تھی وہی لفظ آٹھویں آیت میں اس بات کے لئے مستعمل ہوا کہ بابل کے رہنے والے مورد غضب الٰہی ہو کر کل دنیا میں متفرق ہو گئے پس ان دونوں آیتوں کے تظاہر سے اور نیز گذشتہ باب پر نظر ڈالنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطلب ان آیات کا یہی ہے کہ بابل کے واقعہ سے پہلے دنیا میں ایک ہی بولی تھی اور یہی متفق علیہ عقیدہ یہود اور نصاریٰ کا ہے۔ اور جس نے اس بارے میں شک کیا اس نے سخت غلطی کھائی ہے یہ **مسئلہ** توریت کی نصوص صریحہ میں سے ہے جو قدیم سے اہل کتاب میں مسلّم چلا آتا ہے ہاں یہ ماننا پڑتا ہے کہ جبکہ بموجب آیت اول گیارھویں باب پیدائش کے کُل دنیا کی بولی ایک ہی تھی تو پھر یہ بے ہودہ خیال ہوگا کہ ہم ایسا سمجھیں کہ کل بنی آدم اپنی اپنی ولایتوں سے کوچ کر کے بابل میں ہی آٹھہرے تھے اور اس کی کوئی وجہ معلوم

نہیں ہوتی کہ کیوں انہوں نے اپنی ولایتوں کو چھوڑ دیا تھا بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ ﴿۱۰﴾
نوح کے طوفان کے بعد خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بہت جلد دنیا اپنی توالد تناسل میں ترقی کرے اس لئے اس قادر مطلق نے ایک مدت تک ان کو صحت اور امن کی حالت میں چھوڑ دیا تھا تب وہ بہت بڑھے اور پھولے اور ایک خارق عادت طور پر ان میں ترقی ہوئی تب بعض قوموں نے اپنے ملک میں گنجائش کم دیکھ کر **سِنعار** کی زمین کی طرف جو بابل کی زمین تھی حرکت کی اور اس جگہ آ کر اس شہر کو آباد کیا اور اس قدر کثرت ہوگئی جس کی نظیر کسی زمانہ میں ثابت نہیں ہوئی پھر وہ دوسرے شہروں کی طرف متفرق ہوگئے اور تمام دنیا میں بولیوں کا تفرقہ پڑنے کا موجب ہوئے۔

لیکن اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ زبان عربی جو اُمّ الالسنہ قرار دی گئی ہے اس کی نسبت تمام زبانوں کی نسبت مساوی نہیں ہے بلکہ بعض سے کم اور بعض سے زیادہ ہے **مثلاً** عبری زبان پر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے سے تغیر کے بعد عربی زبان ہی ہے لیکن سنسکرت یا یورپ کی زبانوں کے ساتھ وہ تعلق پایا نہیں جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو **عبری** اور دوسری شاخیں اس کی درحقیقت **عربی** کے تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوئی ہیں اور **سنسکرت** وغیرہ دنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بدلا کر طرح طرح کے قالبوں میں لائے گئے ہیں۔

اور عربی کے فضائل خاصہ سے جو اسی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کی ہم انشاء اللہ اپنے اپنے محل پر تشریح کریں گے اور جو اس کے اُمّ الالسنہ اور کامل اور **الہامی زبان** ہونے پر قطعی دلیل ہے **پانچ خوبیاں** ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں۔

پہلی[۱] خوبی۔ عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری[۲] خوبی۔ عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان اپنی

﴿۱۱﴾ اپنی وجوہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

تیسری۳ خوبی ۔عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا نظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے ان کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی۔

چوتھی۴ خوبی ۔عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں۵ خوبی ۔عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔

اب چونکہ یہ بھاری ثبوت ہمارے ذمہ ہے کہ ہم عربی کے مفردات کا ایسا نظام کامل ثابت کریں جو دوسری کتابیں اس کے مقابلہ سے عاجز رہیں اور نیز اس کی باقی چار خوبیوں کو بھی اسی طرح بپایہ ثبوت پہنچاویں۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہوا کہ ہم ان مباحث کو عربی زبان میں ہی لکھیں کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ تمام خوبیاں مخالف کو دکھلاویں اور اگر وہ کسی اور زبان کو الہامی اور اُمّ الالسنہ قرار دیتا ہے تو اس سے ان خوبیوں کا مطالبہ کریں اور چونکہ یہ بڑا بھاری کام ہے اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ مخالف کو پورے پورے طور پر ملزم اور ساکت کرنے کے لئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے ان سب جھوٹے عذرات کا استیصال ہو جائے جو ایک مخالف مقابلہ سے عاجز آ کر محض بے ہودہ حیلہ سازی کے طور پر پیش کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک آریہ مخالف اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ ان فضائل خمسہ میں عربی کی خصوصیت کا دعویٰ بے دلیل ہے کیونکہ یہ دعویٰ اس وقت صحیح ٹھہر سکتا ہے کہ جب کہ تمہیں سنسکرت کی پوری واقفیت ہوتی اب جبکہ سنسکرت کی ایسی واقفیت نہیں ہے تو یہ دعویٰ صرف یک طرفہ خیال ہے اور ممکن ہے کہ یک طرفہ خیال تحقیق کے وقت غلط نکلے اور گو ہم اس ناکارہ خیال کا جواب دے چکے ہیں کہ ہماری یہ تحقیقاتیں ایک

جماعت کی تحقیقات ہے جس میں سنسکرت دان بھی ہیں۔ لیکن اب ہم پورے طور پر اتمام ﴿۱۲﴾
حجت کے لئے ایک ایسا طریق فیصل لکھتے ہیں جس سے کوئی گریز نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے کہ
اگر ہم اس دعوے میں کاذب ہیں کہ عربی میں وہ پانچ فضائل خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں
جو ہم لکھ چکے ہیں اور کوئی سنسکرت دان وغیرہ اس بات کو ثابت کرسکتا ہے کہ ان کی زبان بھی
ان فضائل میں عربی کی شریک ومساوی ہے یا اس پر غالب ہے تو ہم اس کو **پانچ ہزار روپیہ**
بلاتوقف دینے کے لئے قطعی اور حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ وعدہ انعام ہمارا عام
لوگوں کے بے ہودہ اشتہارات کی طرح نہیں تا کوئی یہ خیال کرے کہ صرف کہنے کی باتیں
ہیں کس نے دینا اور کس نے لینا۔ بلکہ ہم اعلان دیتے ہیں کہ ایسا شخص جس طرح چاہے اپنی
تسلی کرلے اور اگر چاہے تو یہ روپیہ بینک سرکاری میں رکھا جائے اور چاہے تو کسی آریہ
مہاجن کے پاس یہ روپیہ جمع کرا دیا جائے اگر ہم اس کی درخواست کے موافق جمع نہ کرا دیں
یا درخواست کے شائع ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے ہم تک پہنچنے کے بعد ایک ماہ
تک ہم روپیہ کو جمع نہ کراویں تو بے شک ہم کاذب اور لاف زن ٹھہریں گے اور ہماری ساری
کارروائی پایۂ اعتبار سے گر جائے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ جو شخص جمع کرانے کی
درخواست کرے وہ اس درخواست میں یہ بھی تحریر کردے کہ وہ فلاں مدت تک اس کام سے
عہدہ برا ہوگا اور اس بات کا اقرار کردے کہ اگر وہ اُس مدت تک عہدہ برا نہ ہو اور مقابلہ
کرکے نہ دکھلا سکا تو جو کچھ حرجانہ منصفوں یا عدالت کی تجویز سے ایک تجارتی روپیہ کی مدت
مذکورہ تک بند رہنے سے متصور ہے تو وہ بلا عذر و حیلہ ادا کردے گا۔

اور واضح ہو کہ یہ کتاب قریباً ڈیڑھ مہینہ کی محنت اور کوشش سے ہم نے تیار کی ہے
چنانچہ اپریل ۱۸۹۵ء کے کچھ دن گذرے یہ کام شروع ہوا اور مئی ۱۸۹۵ء کو ابھی کچھ باقی رہتا تھا
کہ انجام کو پہنچ گیا اور اس محنت کے دنوں میں پورا دن اس کام کے لئے کبھی نہیں لگا بلکہ زیادہ
سے زیادہ تیسرا یا چوتھا حصہ اس فکر میں خرچ آتا رہا اور اگر تمام روز محنت کی جاتی تو شاید ہفتہ عشرہ
تک ہی یہ کام انجام تک پہنچ جاتا۔ لیکن اب بالمقابل لکھنے والوں کے لئے یہ محنت راہ میں نہیں جو

ہمیں کرنی پڑے کیونکہ ہمارے لئے ضروری تھا کہ تمام زبانوں پر ایک عمیق نظر ڈالیں اور عربی ﴿۱۳﴾
زبان کا ان سے اشتراک ثابت کریں اور پھر بعد ثبوت اشتراک یہ ضروری تھا کہ عربی کے فضائل خاصہ اور فوق العادت کمالات سے اس کا الہامی اور اُمّ الالسنہ ہونا بپایہ ثبوت پہنچاویں لیکن ہمارے مخالفوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس قدر محنت کریں۔ بلکہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ صرف عربی کے فضائل کے مقابل پر اپنی زبان کے فضائل دکھلاویں اور جس قدر ہم نے عربی زبان کی خوبیاں اس کتاب میں ثابت کی ہیں وہ تمام خوبیاں اپنی زبان میں ثابت کر کے پیش کریں اور جیسا کہ ہم نے نمونہ کے طور پر عربی زبان کے مفردات کو عبارات کے سلسلہ میں مندرج کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی مفردات کا نظام کامل ہے اور ہر یک قسم کے خیالات کے ادا کر دینے پر قادر ہے یہی نمونہ اپنی زبان کے مفردات سے وہ بھی دکھلاویں اور یہ کام نہایت تھوڑا اور صرف چند روز کا ہے۔ پس اس صورت میں محنت کا کام نہایت کم رہ گیا بلکہ مثلاً ویدک سنسکرت کا واقف صرف دو چار روز میں یہ نمونہ پیش کر سکتا ہے بشرطیکہ سنسکرت میں ایسا نمونہ بھی ہو۔ اس وقت ہم غیر زبان والوں سے کیا مانگتے ہیں صرف یہی کہ وہ یہ خوبیاں جو ہم نے زبان عربی میں ثابت کی ہیں اپنی زبان میں ثابت کر کے دکھلاویں۔ مثلاً یہ بات ظاہر ہے کہ کامل زبان کے لئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنی یہ واجبات سے ہے کہ کامل زبان جو الہامی اور اُمّ الالسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پورا ذخیرہ مفردات کا اپنے اندر رکھتی ہو ایسے طور سے کہ جب انسان مثلاً ایک توحید کے مضمون کے متعلق یا شرک کے مضمون کے متعلق یا حقوق اللہ کے متعلق یا حقوق عباد کے متعلق یا عقائد دینیہ کے متعلق یا ان کے دلائل کے متعلق یا محبت اور مخالطت کے متعلق یا بغض اور نفرت کے متعلق یا خدا تعالیٰ کی مدح اور ثنا اور اس کے اسماء مطہرہ کے متعلق یا مذاہب باطلہ کے رد کے متعلق یا قصص اور سوانح کے متعلق یا احکام اور حدود کے متعلق یا علم معاد کے متعلق یا تجارت اور زراعت اور نوکری کے متعلق یا نجوم اور ہیئت کے متعلق یا طبعی اور طبابت اور منطق وغیرہ

کے متعلق کوئی مبسوط کلام کرنا چاہے تو اس زبان کے مفردات اس کو ایسے طور سے مدد دے سکیں کہ ہر یک خیال کے مقابل پر جو دل میں پیدا ہوا ایک لفظ مفرد موجود ہو تا یہ امر اس بات پر دلیل ہو کہ جس ذات کامل نے انسان اور اس کے خیالات کو پیدا کیا اسی نے ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے اور ہمارا دلی انصاف اس بات کے قبول کرنے کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اگر یہ خصوصیت کسی زبان میں پائی جائے کہ وہ زبان انسانی خیالات کے قد و قامت کے موافق مفردات کا خوبصورت پیرایہ اپنے اندر طیار رکھتی ہے اور ہر یک باریک فرق جو افعال میں پایا جاتا ہے وہی باریک فرق اقوال کے ذریعہ سے دکھاتی ہے اور اسکے مفردات خیالات کے تمام حاجتوں کے متکفل ہیں تو وہ زبان بلاشبہ الہامی ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے جو اس نے انسان کو ہزارہا طور کے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا ہے۔ پس ضرور تھا کہ انہیں خیالات کے اندازہ کے موافق اس کو ذخیرہ قولی مفردات بھی دیا جاتا تا خدا تعالیٰ کا قول اور فعل ایک ہی مرتبہ پر ہو لیکن حاجت کے وقت ترکیب سے کام لینا یہ بات کسی خاص زبان سے خصوصیت نہیں رکھتی۔ ہزارہا زبانوں پر یہ عام آفت اور نقص درپیش ہے کہ وہ مفردات کی جگہ مرکبات سے کام لیتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ضرورتوں کے وقت وہ مرکبات انسانوں نے خود بنا لئے ہیں۔ پس جو زبان ان آفتوں سے محفوظ ہوگی اور اپنی ذات میں مفردات سے کام نکالنے کی خصوصیت رکھے گی اور اپنے اقوال کو خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق یعنی خیالات کے جوشوں کے مطابق اور ان کے ہم وزن دکھلائے گی۔ بلاشبہ وہ ایک خارق العادات مرتبہ پر ہو کر اور تمام زبانوں کی نسبت ایک خصوصیت پیدا کر کے اس لائق ہو جائے گی کہ اس کو اصل الہامی زبان اور فطرت اللہ کہا جائے اور جو زبان اس مرتبہ عالیہ سے مخصوص ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی اور فوق العادات کمالات سے مختص اور اُمّ الالسنہ ہے اس کی نسبت یہ کہنا ایمانداری کا فرض ہوگا کہ وہی ایک زبان ہے جو حقیقی طور پر اس لائق ٹھہرائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا اعلیٰ اور اکمل الہام اسی میں نازل ہو اور دوسرے الہام اس الہام کی ایسی ہی فرع ہیں جیسا کہ دوسری بولیاں اس بولی کی فرع ہیں لہٰذا ہم اس بحث کے ﴿۱۴﴾

﴿۱۵﴾ بعد اس بحث کو لکھیں گے کہ وہ حقیقی اور کامل اور اتم اور اکمل وحی جو دنیا میں آنے والی تھی وہ صرف قرآن شریف ہے اور انہیں مقدمات سے اس نتیجہ کو بہ تفصیل ظاہر کریں گے کہ عربی کو اُمّ الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہیئے۔ اور اب ہم مفردات کا نظام دکھلانے کے لئے اور نیز دوسری خوبیوں کے لحاظ سے اس کتاب کا عربی حصہ شروع کریں گے و لا حول و لا قوّة الّا باللّٰہ و ھُو العَلیّ العِظیم۔

تنبیہ

قبل اس کے جو ہم اس کتاب کے عربی حصہ کو شروع کریں یہ بات ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ پہلے ہم نے ارادہ کیا تھا کہ صرف عربی کے الفاظ مفردہ جمع کر کے دکھلاویں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ اس صورت میں شاید بعض لوگ ہمارے مدعا کو صفائی سے نہ سمجھ سکیں کیونکہ بظاہر تھوڑی بہت مفردات ہر یک قوم کے پاس ہیں۔ مثلاً اگرچہ سنسکرت مفردات کا ذخیرہ بہت ہی کم رکھتی ہے۔ چنانچہ اس زبان کے فاضل بیان کرتے ہیں کہ اس میں چار سو روٹ سے زیادہ نہیں مگر تاہم اگرچہ صرف چار سو ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کچھ بھی نہیں اور عربی کے محققوں نے گو تحقیق کیا ہے کہ اس کے مفردات ستائیس لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن جب تک ایک دشمن متعصب کو ایک قاعدہ کے ساتھ ملزم نہ کیا جائے وہ اپنے بخل اور شرارت اور چون و چرا سے باز نہیں آتا لہٰذا ہمیں یہ تجویز نہایت معقول معلوم ہوئی کہ ہر یک مضمون میں مفردات کا نظام طلب کیا جائے اور نظام مفردات سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ ہر یک مضمون جہاں تک کہ طبعی طور پر ختم ہو اس کو محض ایسی عبارت سے جو مفردات سے ہی ترکیب پاتی ہو انجام تک پہنچایا جائے اور پھر مخالفوں سے اس کی نظیر مانگی جائے یہ ایک ایسا طریق ہے جس سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو جائے گا اور

ہریک زبان کی بلاغت فصاحت کا بھی اندازہ ہو جائے گا ماسوا اس کے چونکہ مفردات کا نظام ﴿۱۶﴾
ثابت کرنے کے لئے ہر یک فریق کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ صرف متفرق مفردات پیش
نہ کرے بلکہ ان ضروری مضامین کے رنگ میں پیش کرے جو ہمارے مضامین کے مقابل
لکھے جائیں گے۔ لہٰذا اس فاضلانہ بحث میں ہریک جاہل جو علم سے بے بہرہ ہو دخل نہیں
دے سکے گا اور جیسا کہ پہلے اس سے مثلاً آریہ سماج والوں نے ایک نہایت ذلیل نادان اور
سخت درجہ کے احمق اور جاہل لیکھرام نام ایک ہندو کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا تھا اور وہ
صرف گالیوں سے کام نکالتا تھا اور عیسائیوں کا چیلہ بن کر ان کے بے ہودہ اعتراض جوان
کے جاہلوں نے اسلام پر کئے ہیں پیش کرتا تھا۔ اس بحث میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ یہ علمی بحث
ہے اب ایسے حرامی سیرت، گندہ طبع اور بدخو اور ساتھ اس کے سخت درجہ کے نادان اور بے علم
کو بولنے کی گنجائش نہیں رہے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا تھی۔

اور ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا **شکر** ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے
ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے ہم نہایت خوشی سے
اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے **اشتراک السنہ** ثابت کرنے کے
لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحہ دنیا میں یادگار رہے گی جب تک کہ یہ
دنیا آباد رہے۔ ان **مردان خدا** نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن
رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس **عظیم الشان** کام کو انجام دے دیا ہے۔ میں جانتا
ہوں کہ ان کو جناب الٰہی میں بڑا ہی ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے
جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے۔ پس ہر ایک ان میں سے
الٰہی تمغہ پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کرسکتا کہ وہ کیونکر ہریک جلسہ میں
اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صدہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے
ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح دنیا

﴿۱۷﴾ کی زبانیں ہمارے پاس جمع ہوگئیں میں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں اس کا اندازہ بیان کرسکوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ ان کی محنتیں قبول فرماوے اوران کو اپنے لئے قبول کرلیوے اورگندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا **انس** اور **شوق** بخشے اوران کے ساتھ ہو **آمین ثم آمین**۔

ان احباب کے نام نامی یہ ہیں۔

(۱) اخویم حکیم مولوی **نور دین** صاحب بھیروی (۲) اخویم مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی

(۳) اخویم منشی غلام قادر صاحب سیالکوٹی (۴) اخویم خواجہ **کمال الدین** صاحب بی۔اے لاہوری

(۵) اخویم مرزا خدا بخش صاحب اتالیق (۶) اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی

نواب محمد علی خان صاحب کوٹلہ مالیر (۸) اخویم میاں **محمد خان** صاحب

(۷) اخویم منشی **غلام محمد** صاحب سیالکوٹی کپورتھلہ ریاست

اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کی کوششیں اس کام میں زیادہ ہیں اور وہ کسی مخلص کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا مگر جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش **اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب** اور اخویم مولوی **عبد الکریم** صاحب کی ہیں جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نور دین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ جزاھم اللّٰہ خیرا۔

واللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین۔ اٰمین

«۱۸» یہ وہ پہلا خطبہ اور تمہید ہے جس کا مقابلہ نظام **مفردات** میں سنسکرت کے **مدعی** آریہ اور دوسری قوموں سے مطلوب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الرّب الرّحمان. ذی المجد و الفضل و الاحسان. خلق[1]

تمام تعریفیں اس اللہ کو جو رب اور رحمٰن ہے۔ بزرگی اور فضل اور احسان اسی کی صفات ہیں۔ انسان

«۱» [1] چونکہ اصلی غرض عربی عبارتوں کے املا سے یہ دکھلانا ہے کہ یہ زبان علاوہ اس صفت خاص کے کہ الٰہیات اور دینی تعلیم کے تمام شاخوں کی کامل طور پر خادم ہے ہر یک قصہ اور خطبہ اور مبادی اور مقاصد کے بیان کرنے میں اور ہر یک نازک سے نازک مضمون کے ادا کرنے کے وقت صرف مفردات سے کام لیتی ہے اور اس کے خزانہ میں وہ مفردات کا نظام موجود ہے جو ہر یک قصہ کے نظام سے برابر آجاتا ہے اور مرکبات کی طرف حاجت نہیں پڑتی اس لئے ہم نے اس خطبہ اور تمہید کے وقت اور ایسا ہی اور چند مضامین میں جو بعد میں آئیں گے یہ ارادہ کیا ہے کہ ناظرین کو عربی کے **ان صفات خاصّہ** کی طرف توجہ دلاویں تا اگر ممکن ہو تو ہمارے مخالف اس کا مقابلہ کر کے دکھلاویں اور اگر ہو سکے تو اپنی زبان کو اس دھبہ سے پاک کر دیں کہ وہ ہر یک امر ذی شان کے بیان کرنے میں صرف مفردات سے کاربراری کرنے سے قاصر ہے اور ایسا نہ کر سکیں تو گو وہ سنسکرت کے حامی ہوں یا کسی اور زبان کے انہیں اس بات سے شرم کرنی چاہیئے کہ وہ کبھی کسی مجلس میں عربی زبان کے مقابل پر اپنی زبانوں کا نام بھی لیویں یا کبھی بھولے بسرے بھی منہ پر لاویں کہ ہماری زبان الٰہی زبان ہے اور اسی میں خدا کا کلام نازل ہوا ہے۔

اب واضح ہو کہ اس خطبہ اور تمہید میں تین سو (۳۰۰) کلمے ہیں جو کلمات مفردہ ہیں اور بعض ایسے کلمے ہم نے چھوڑ بھی دیئے ہیں جو ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں اور یہ کلمات صدہا عجائب اور لطائف پر مشتمل ہیں اور اگر ہم ان کے عجائب **خواص** کا بیان کریں تو ان تمام کا لکھنا فی الواقعہ **ایک دفتر** چاہتا ہے لہٰذا ہم اس جگہ بالفعل صرف دو لفظ کی خوبیاں بطور نمونہ پیش کریں گے۔ اور پھر وقتاً فوقتاً انشاء اللہ پیش کرتے جائیں گے لیکن پہلے اس سے اس نہایت مفید قاعدہ کا لکھنا واجبات سے ہے کہ صحیفہ **قدرت** پر نظر ڈالنے سے یہ بات ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ جو چیزیں خداتعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہوئیں یا اس سے صادر ہوئیں ان کی اول علامت یہی ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خداشناسی کی راہوں کے خادم ہوں اور اپنے وجود کی اصلی غرض بزبان قال یا حال یہی ظاہر کریں کہ وہ معرفت باری کا ذریعہ اور اسی کے راہ کے خادم ہیں۔ کیونکہ تمام مخلوقات کی افراد پر

الانسان. علمه البیان . ثم جعل من لسان واحدة السنة

پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھلایا پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں

﴿۲﴾ **بقیہ حاشیہ :** ایک نظر غور ڈالنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کائنات کا تمام سلسلہ انواع اقسام کے پیرایوں میں اسی کام میں لگا ہوا ہے کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے پہچاننے اور اس کی راہوں کے جاننے میں ایک ذریعہ ہو پس چونکہ عربی زبان خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی اور اس کے منہ سے نکلی ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اس میں بھی یہ علامت موجود ہوتا یقینی طور پر شناخت کیا جائے کہ وہ فی الواقعہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی کوششوں کے محض خدائے تعالیٰ سے ظہور پذیر ہوئی ہیں سو **الحمد لله والمنه** کہ عربی زبان میں یہ **علامت** نہایت بدیہی اور صاف طور پر پائی جاتی ہے اور جیسا کہ انسان کے اور قویٰ کی نسبت **مضمون** آیۃ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[۱] ثابت و متحقق ہے اسی طرح عربی زبان میں جو انسان کی اصلی زبان اور اس کی جز و خلقت ہے یہی حقیقت ثابت ہے اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی خلقت اسی حالت میں اتم اور اکمل ٹھہر سکتی ہے کہ جب کلام کی خلقت بھی اس میں داخل ہو کیونکہ وہ چیز جو انسانیت کے جوہر کی چہرہ نما ہے وہ **کلام** ہی ہے اور کچھ مبالغہ نہ ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ انسانیت سے مراد یہی نطق اپنے تمام لوازم کے ساتھ ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے درحقیقت دوسرے لفظوں میں یہ بیان ہے کہ میں نے انسانی حقیقت کو جو نطق اور کلام ہے معہ اس کے تمام قویٰ اور افعال کے جو اس کے زیر حکم چلتے ہیں اپنے لئے بنایا ہے کیونکہ جب ہم سوچتے ہیں کہ **انسان کیا چیز ہے** تو صریح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک **جاندار** ہے کہ جو اپنی کلام سے دوسرے جانوروں سے **تمیز کلی** رکھتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ کلام انسان کی اصل حقیقت ہے اور باقی قویٰ اس حقیقت کی تابع اور خادم ہیں۔ پس اگر یہ کہیں کہ انسان کا کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو یہ کہنا پڑے گا کہ انسان کی انسانیت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا انسان کا خالق ہے اس لئے زبان کا معلم بھی وہی ہے اور اس جھگڑے کے فیصلے کے لئے کہ وہ کس زبان کا معلّم ہے ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کی طرف سے وہی زبان ہے کہ جو بموجب منطوق وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[۲] اسی طرح معرفت الٰہی کی خادم ہو سکتی ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی دوسری بناوٹ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان صفات سے **موصوف** صرف عربی ہی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ معرفت باری تک پہنچانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتی ہے جو الٰہیات کے ایک معنوی تقسیم کو جو **قانون قدرت** میں پائی جاتی ہے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے **مفردات** میں دکھاتی ہے اور صفات

[۱] ، [۲] الذاریات:۵۷

فی البلدان. کما جعل من لون واحد انواع الالوان. و جعل

کر دیں۔ جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع اقسام کے بنا دیئے اور عربی

بقیہ حاشیہ: الٰہیہ کے نازک اور باریک فرقوں کو جو **صحیفہ فطرت** میں نمودار ہیں اور ایسا ہی توحید کے دلائل کو جو اسی صحیفہ سے مترشح ہیں اور خدا تعالیٰ کے انواع اقسام کے ارادوں کو جو اس کے بندوں سے **متعلق** اور **صحیفہ قدرت** میں **نمایاں** ہیں ایسے طور سے ظاہر کر دیتی ہے کہ گویا ان کا ایک نہایت لطیف نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیتی ہے اور ان **دقیق** ﴿۳﴾ امتیازوں کو جو خدا تعالیٰ کے **اسماء** اور **صفات** اور **افعال** اور ارادوں میں واقع ہیں جن کی شہادت اس کا قانون قدرت دے رہا ہے ایسی صفائی سے دکھا دیتی ہے کہ گویا ان کی تصویر کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے چنانچہ یہ بات بداہت **معلوم** ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے **فعل** اور قول کے تطبیق کے لئے **زبان عربی** کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الٰہیات کے **سر مکتوم** اور مقفل کے لئے یہی زبان کنجی ہو۔ اور جب ہم اس **نکتہ** تک پہنچتے ہیں اور یہ عجیب **عظمت** اور خصوصیت عربی کی ہم پر کھلتی ہے تو دوسری تمام زبانیں سخت تاریکی اور نقصان میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کیونکہ جس طرح زبان عربی صفات الٰہیہ اور اس کی تمام تعلیموں کے لئے **مرایا متقابلہ** کی طرح واقع ہے اور الٰہیات کے قدرتی نقشہ کا ایک سیدھا انعکاسی خط عربی میں پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ صورت کسی دوسری زبان میں ہرگز موجود نہیں اور جب ہم عقل سلیم اور فہم مستقیم سے صفات الٰہیہ کی اس تقسیم پر نظر ڈالتے ہیں جو قدیم سے اور ازل سے صحیفہ عالم میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہے تو وہی تقسیم عربی کے مفردات میں ہمیں ملتی ہے مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا رحم عقلی تحقیق کی رو سے اپنی ابتدائی تقسیم میں کتنے حصوں پر مشتمل ہو سکتا ہے تو اس قانون قدرت کو دیکھ کر جو ہماری نظر کے سامنے ہے صاف طور پر ہمیں سمجھ آ جاتا ہے کہ وہ رحم دو قسم پر ہے یعنی قبل از عمل و بعد از عمل کیونکہ بندہ پروری کا **نظام** آواز بلند گواہی دے رہا ہے کہ **رحمت الٰہی** نے دو قسم سے اپنی ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے بنی آدم پر ظہور و بروز فرمایا ہے۔

اول وہ رحمت جو بغیر وجود عمل کسی عامل کے بندوں کے ساتھ شامل ہوئی جیسا کہ زمین اور آسمان اور شمس اور قمر اور ستارے اور پانی اور ہوا اور آگ اور وہ تمام نعمتیں جن پر انسان کی بقا اور حیات موقوف ہے کیونکہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں انسان کے لئے رحمت ہیں جو بغیر کسی استحقاق کے محض فضل اور احسان کے طور سے اس کو عطا ہوئے ہیں اور یہ ایسا فیض خاص ہے جو انسان کے سوال کو بھی اس میں دخل نہیں بلکہ اس کے وجود سے بھی پہلے ہے اور یہ چیزیں ایسی بزرگ رحمت ہے جو

العربیۃ اُمًّا لکل لسان. وجعلھا کالشمس بالضوء واللمعان.

کو ہر یک زبان کی ماں ٹھہرایا۔اور اس کو چمک اور روشنی میں سورج کی طرح بنا دیا

بقیہ حاشیہ: انسان کی زندگی انہیں پر موقوف ہے اور پھر باوصف اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے کسی نیک عمل سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ انسانی گناہ کا علم بھی جو خدا تعالیٰ کو پہلے سے تھا ان رحمتوں کے ظہور سے مانع نہیں ہوا اور کوئی **اواگون** کا قائل یا **تناسخ** کا ماننے والا گو کیسا ہی اپنے تعصب اور جہالت میں غرق ہو مگر یہ بات تو وہ منہ پر نہیں لاسکتا کہ یہ انسان ہی کے نیک کاموں کا پھل اور نتیجہ ہے کہ اس کے آرام کے لئے زمین پیدا کی گئی یا اس کی تاریکی دور کرنے کے لئے آفتاب اور ماہتاب بنایا گیا یا اس کے کسی نیک عمل کی جزا میں پانی اور اناج پیدا کیا گیا یا اس کے کسی زہد اور تقویٰ کے پاداش میں سانس لینے کے لئے ہوا بنائی گئی کیونکہ انسان کے وجود اور زندگی سے بھی پہلے یہ چیزیں موجود ہو چکی ہیں۔اور جب تک ان چیزوں کا وجود پہلے فرض نہ کرلیں تب تک انسان کے وجود کا خیال بھی ایک خیال محال ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ چیزیں جن کی طرف انسان اپنے وجود اور حیات اور بقا کے لئے محتاج تھا وہ انسان کے بعد ظہور میں آئے ہوں پھر خود انسانی وجود جس احسن طور کے ساتھ ابتدا سے تیار کیا گیا ہے یہ تمام وہ باتیں ہیں جو انسان کی تکمیل سے پہلے ہیں اور یہی ایک خاص رحمت ہے جس میں انسان کے عمل اور عبادت اور مجاہدہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔ ﴿۴﴾

دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخم ریزی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر یک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے رحمت الٰہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الٰہی **سنتوں** میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور **رحمت الٰہی** ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے یہ **دونوں** رحمتیں اس قسم کی ہیں کہ ہم ان کے بغیر جی ہی نہیں سکتے۔کیا ان کے وجود میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو اجلیٰ بدیہیات میں سے ہیں جن کے ساتھ ہماری زندگی کا تمام **نظام** چل رہا ہے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ ہماری تربیت اور تکمیل کے لئے دو رحمتوں کے دو **چشمے** قادر کریم نے جاری کر رکھے ہیں اور وہ اس کی دو **صفتیں** ہیں جو ہمارے درخت وجود کی آبپاشی کے لئے دو رنگوں میں ظاہر ہوئے ہیں تو اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ دو چشمے زبان عربی میں منعکس ہو کر کس کس نام سے پکارے گئے ہیں

ھو الذی نطق بحمدہ الثقلان. و اقرّ بربوبیتہ الانس

وہی ہے جس کی حمد آدمی اور جن کر رہے ہیں۔ اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے

بقیہ حاشیہ: پس واضح ہو کہ پہلے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان عربی میں خدا تعالیٰ کو رحمٰن کہتے ہیں اور دوسرے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان موصوف میں اس کا نام رحیم ہے اسی خوبی کے دکھلانے کے لئے ہم عربی خطبہ کے پہلی ہی سطر میں رحمان کا لفظ لائے ہیں۔ اب اس نمونہ سے دیکھ لو کہ چونکہ یہ رحم کی صفت اپنی ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے الٰہی قانون قدرت کے دو قسم پر مشتمل تھی۔ لہٰذا اس کے لئے زبان عربی میں دو مفرد لفظ موجود ہیں اور یہ قاعدہ طالب حق کے لئے نہایت مفید ہوگا کہ ہمیشہ عربی کے باریک فرقوں کے پہچاننے ﴿۵﴾
کے لئے صفات اور افعال الٰہیہ کو جو صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں **معیار** قرار دیا جائے اور ان کے اقسام کو جو قانون قدرت سے ظاہر ہوں عربی کے مفردات میں ڈھونڈا جائے اور جہاں کہیں عربی کے ایسے مترادف لفظوں کا باہمی فرق ظاہر کرنا مقصود ہو جو صفات یا افعال الٰہی کے متعلق ہیں تو صفات یا افعال الٰہی کی اس تقسیم کی طرف متوجہ ہوں جو نظام قانون قدرت دکھلا رہا ہے کیونکہ عربی کی اصل غرض الٰہیات کی خدمت ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی اصل غرض **معرفت باری تعالیٰ** ہے اور ہر یک چیز جس غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی غرض کو سامنے رکھ کر اس کے عقدے کھل سکتے ہیں اور اس کے جوہر معلوم ہو سکتے ہیں مثلاً بیل صرف کلبہ رانی اور بارکشی کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اگر اس غرض کو نظر انداز کر کے اس سے وہ کام لینا چاہیں جو شکاری کتوں سے لیا جاتا ہے تو بے شک وہ ایسے کام سے عاجز آ جائے گا اور نہایت نکما اور ذلیل ثابت ہوگا لیکن اگر اصلی کام کے ساتھ اس کی آزمائش کریں تو وہ بہت جلد اپنے وجود کی نسبت ثابت کرے گا کہ سلسلہ وسائل معیشت دنیوی کا ایک بھاری بوجھ اس کے سر پر ہے غرض ہر یک چیز کا ہنر اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کا اصلی کام اس سے لیا جائے سو عربی کے ظہور اور بروز کا اصلی مقصود الٰہیات کا روشن چہرہ دکھلانا ہے مگر چونکہ اس نہایت باریک اور دقیق کام کا ٹھیک ٹھیک انجام دینا اور غلطی سے محفوظ رہنا انسانی طاقتوں سے بڑھ کر تھا۔ لہٰذا خداوند کریم اور رحیم نے قرآن کریم کو عربی زبان کی بلاغت و فصاحت دکھلانے کے لئے اور مفردات کی نازک

☆ کتاب دساتیر مجوس میں یہ فقرات ہیں ''بنام ایزد بخشائندہ بخشائش گر مہربان دادگر'' جو بظاہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مشابہ ہیں لیکن جو لفظ رحمان اور رحیم میں پُر حکمت فرق ہے وہ فرق ان لفظوں میں موجود نہیں اور جو اللہ کا اسم وسیع معنی رکھتا ہے وہ ایزد کے لفظ میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ لہٰذا

والجان. تسجد له الارواح والابدان. والقلب واللسان
ہیں۔ روحیں اور بدن اس کو سجدہ کرتی ہیں۔ دل اور زبان اس کی تعریف

بقیہ حاشیہ: فرق اورمرکبات کا خارق عادت ایجاز ظاہر کرنے کے لئے بطور ایسے اعجاز کے بھیجا کہ تمام گردنیں اس کی طرف جھک گئیں اور عربی کی بلاغت کو اس کے مفردات اور مرکبات کی نسبت جو کچھ قرآن نے ظاہر کیا اس کو اس وقت کے اعلیٰ درجہ کے زبان دانوں نے نہ صرف قبول ہی کیا بلکہ مقابلہ سے عاجز آ کر یہ بھی ثابت کر دیا کہ انسانی قوتیں ان حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور زبان کا سچا اور حقیقی حسن دکھلانے سے عاجز ہیں اسی مقدس کلام سے **رحمان** اور **رحیم** کا بھی فرق معلوم ہوا جس کو ہم نے بطور نمونہ خطبہ مذکورہ میں لکھا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہریک زبان میں بہت سے مترادف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن جب تک آنکھ کھول کر ان کے باہمی فرقوں پر اطلاع نہ پاویں اور وہ الفاظ علم الٰہی اور دینی تعلیم میں سے نہ ہوں تب تک ان کو علمی مد میں شمار نہیں کر سکتے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان اپنی طرف سے ایسے مفردات پیدا نہیں کر سکتا ہاں اگر قدرت قادر سے پیدا شدہ ہیں تو ان میں غور کر کے ان کے باریک فرق اور محل استعمال معلوم کر سکتا ہے مثلاً صرف اور نحو کے بانیوں کو دیکھو کہ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں نکالی اور نہ نئے قواعد بنا کر کسی کو ان پر چلنے کے لئے مجبور کیا بلکہ اسی طبیعی بولی کو ایک بیدار نظر کے ساتھ دیکھ کر تاڑ گئے کہ یہ بول چال قواعد کے اندر آ سکتی ہے۔ تب مشکلات کے سہل کرنے کے لئے قواعد کی بنا ڈالی سو قرآن کریم نے ہریک لفظ کو اپنے محل پر رکھ کر دنیا کو دکھلا دیا کہ عربی کے مفردات کس کس محل پر استعمال پاتے ہیں اور کیسے وہ الٰہیات کے خادم اور نہایت دقیق امتیاز باہمی رکھتے ہیں اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ **قرآن کریم** دس۱۰ قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے۔ ﴿۶﴾

(۱) ایسے مفردات کا نظام جن میں بیان وجود باری اور دلائل وجود باری اور نیز خدا تعالیٰ کی ایسے صفات اور اسماء اور افعال اور سنن اور عادات کا بیان ہے کہ جو باہمی امتیازوں کے ساتھ اللہ جلّ شانہ کی ذات سے مخصوص ہیں اور نیز وہ کلمات جو اس کی اس کامل مدح اور ثناء کے متعلق ہیں جو بیان جلال اور جمال اور عظمت اور کبریائی کے بارے میں ہیں۔

(۲) ان مفردات کا نظام جو توحید باری اور دلائل توحید باری پر مشتمل ہیں۔

بقیہ حاشیہ: یہ ترکیب پارسیوں کی بسم اللہ سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی غالباً یہ الفاظ پیچھے سے بطور سرقہ لکھے گئے ہیں بہرحال یہ نقص دلالت کرتا ہے کہ یہ انسان کا قول ہے۔ منہ

یــحــمــدان. سبــحــان ربّــنــا ربّ مــایُــوجــد ومــا یــکــون وکــان. یــفــعــل

میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا رب پاک ہے جو موجودہ زمانہ اور آئندہ اور گذشتہ کا رب ہے جو چاہتا ہے

بــقــیـــہ حــــاشــیـــہ : (۳) ان مفردات کا نظام جن میں وہ صفات اور افعال اور اعمال اور عادات اور کیفیات روحانیہ یا نفسانیہ بیان کی گئی ہیں جو باہمی امتیازوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے اس کی مرضی کے موافق یا خلاف مرضی بندوں سے صادر ہوتی ہیں یا ظہور و بروز میں آتی ہیں۔

(۴) ان مفردات کا نظام جو وصایا اور تعلیم اخلاق اور عقائد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اور علوم حکمیہ اور حدود اور احکام اور **اوامر اور نہی** اور حقائق اور معارف کے رنگ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہدایتیں ہیں۔

(۵) ان مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجات حقیقی کیا شے ہے اور اس کے حصول کے لئے حقیقی وسائل اور ذرائع کیا کیا ہیں اور نجات یافتہ مومنوں اور مقربوں کے آثار اور علامات کیا ہیں۔

(۶) ان مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کیا شے ہے اور کفر اور شرک کیا شے ہے اور اسلام کی حقیت پر دلائل اور نیز اعتراضات کی مدافعت ہے۔

(۷) ایسے مفردات کا نظام جو مخالفین کے تمام عقائد باطلہ کا رد کرتے ہیں۔

(۸) ایسے مفردات کا نظام جو انذار اور تبشیر اور وعد اور وعید اور عالم معاد کے بیان کے رنگ میں یا معجزات کی صورت میں یا مثالوں کے طور پر ایسی پیشگوئیوں کی صورت میں جو موجب زیادت ایمان یا
اور مصالح پر مشتمل ہوں ایسے قصوں کی طرز میں جو تنبیہہ یا ڈرانے یا خوشخبری دینے کی غرض سے ہوں ﴿۷﴾
مرتب کیا گیا ہے۔

(۹) ایسے مفردات کا نظام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور پاک صفات اور آنجناب کی پاک زندگی کے اعلیٰ نمونہ پر مشتمل ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل کاملہ بھی ہیں۔

(۱۰) ایسے مفردات کا نظام جو قرآن کریم کے صفات اور تاثیرات اور اس کے ذاتی خواص کو بیان کرتے ہیں۔

یہ دسّ۱۰ نظام وہ ہیں جو اپنے کمال تام کی وجہ سے دسّ۱۰ **دائروں** کی طرح قرآن میں پائے جاتے ہیں جن کو دوائر عشرہ سے موسوم کر سکتے ہیں۔

ان دسّ۱۰ دائروں میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے پاکیزہ اور باہمی امتیاز رکھنے والے مفردات سے

مـا یشـاء و کـل یـوم هـو فـی شان. یُسبّح لـه کـل نـاطق وصـامـت.

کرتا ہے اور ہر یک دن وہ ایک کام میں ہے۔ ہر یک بولنے والا اور نہ بولنے والا اس کی تسبیح میں مشغول ہے۔

بقیہ حاشیہ : کام لیا ہے جو عقل سلیم فی الفور گواہی دیتی ہے کہ یہ اکمل اور اتم سلسلہ مفردات کا اسی لئے عربی میں مقرر کیا گیا تھا کہ تا قرآن کا خادم ہو یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ مفردات کا قرآن کریم کے تعلیمی نظام سے جو اکمل اور اتم ہے بالکل مطابق آ گیا۔ لیکن دوسری زبانوں کے مفردات کا سلسلہ ان کتابوں کے تعلیمی نظام سے ہرگز مطابق نہیں آتا جو الٰہی کتابیں کہلاتی ہیں اور جن کا ان زبانوں میں نازل ہونا بیان کیا گیا اور نہ دوائر عشرہ مذکورہ ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان کتابوں کے ناقص ہونے کی وجوہ سے یہ بھی ایک بھاری وجہ ہے کہ وہ دوائر ضرور یہ سے بے بہرہ اور نیز زبان کے مفردات ان کتابوں کی تعلیم سے وفا نہیں کر سکے اور اس میں بھید یہی ہے کہ وہ کتابیں **حقیقی کتابیں** نہیں تھیں بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی حقیقی کتاب **دنیا میں ایک ہی** آئی جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی لہٰذا وہ **دوائر عشرہ** کاملہ کے ساتھ نازل ہوئی اور اس کے مفردات کا نظام **تعلیمی** نظام کا بالکل ہموزن اور ہم پلہ تھا اور ہر یک دائرہ اس کا **دوائر عشرہ** میں سے اپنے طبعی نظام کے اندازہ اور قدر پر مفردات کا نظام ساتھ رکھتا تھا جس میں الٰہی صفات کے اظہار کے لئے اور اقسام اربعہ مذکورہ کے مدارج بیان کرنے کی غرض سے الگ الگ الفاظ مفردہ مقرر تھے اور ہر یک تعلیم کے دائرہ کے موافق مفردات کا کامل دائرہ موجود تھا۔ اب ہم اسی پر اکتفا کر کے ایک اور لفظ کی چند خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ سو وہ لفظ ربّ کا ہے جو قرآنی الفاظ میں سے ہم نے لیا ہے۔ یہ لفظ قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ اور پہلی ہی آیت میں آتا ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے **الحمد للّٰہ رب العالمین**۔ **لسان العرب** اور **تاج العروس** میں جو لُغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں رب کا لفظ ساتؔ معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ **مالکؔ. سیّدؔ. مدبرؔ. مربیؔ. قیّمؔ. منعمؔ. متممؔ**۔ ﴿۸﴾
چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں منجملہ ان کے **مالک** ہے اور مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیوں کہ قبضہ تامہ ہو اور تصرف تمام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی

﴿۱۹﴾ ویبغی رحمه کل زائغ و سامتٍ. و هو رب العالمین له الحمد و المجد و هو

اور ہر یک کج رو اور راست رو اس کا رحم طلب کرتا ہے اور وہ رب العالمین ہے اسی کے لئے تعریف اور بزرگی مسلّم ہے اور وہ

بقیہ حاشیہ : کے لئے مسلّم نہیں اور سیّد لُغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو اپنے دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اس کے حلقہ بگوش ہوں سو بادشاہ اور سید میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے اور سید کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود بخود متابعت کرتے ہیں اور سچی محبت سے اس کو **سیّدنا** کر کے پکارتے ہیں اور ایسی متابعت بادشاہ کی اس وقت کی جاتی ہے کہ جب وہ بھی لوگوں کی نظر میں سید قرار پاوے۔ غرض سیّد کا لفظ بھی حقیقی طور پر بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر بولا نہیں جاتا کیونکہ حقیقی اور واقعی جوش سے اطاعت جس کے ساتھ کوئی شائبہ اغراض نفسانیہ کا نہ ہو بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی سچی اطاعت روحیں کرتی ہیں کیونکہ وہ ان کی پیدائش کا حقیقی مبدا ہے۔ اس لئے طبعاً ہر یک روح اس کو سجدہ کرتی ہے بت پرست اور انسان پرست بھی اس کی اطاعت کے لئے ایسا ہی جوش رکھتے ہیں جیسا کہ ایک موحّد راستباز مگر انہوں نے اپنی غلطی سے اور قصور طلب سے اس زندگی کے سچے چشمہ کو شناخت نہیں کیا بلکہ نابینائی کی وجہ سے اس اندرونی جوش کو غیر محل پر وضع کر دیا تب کسی نے پتھروں کو اور کسی نے رام چندر کو اور کسی نے کرشن کو اور کسی نے نعوذ باللہ ابن مریم کو خدا بنا لیا۔ لیکن اس دھوکہ سے بنایا کہ شاید وہ جو مطلوب ہے یہ وہی ہے۔ سو یہ لوگ مخلوق کو حق اللہ دے کر ہلاک ہو گئے۔ ایسا ہی اس حقیقی محبوب اور سیّد کی روحانی طلب میں ہوا پرستوں نے دھوکے کھائے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ایک محبوب اور ایک حقیقی سید کی طلب تھی مگر انہوں نے اپنے دلی خیالات کو اچھی طرح شناخت نہ کر کے یہ خیال کیا کہ وہ حقیقی محبوب اور سید جس کو روحیں طلب کر رہی ہیں اور جس کی اطاعت کے لئے جانیں اچھل رہی ہیں وہ دنیا کے مال اور دنیا کے املاک اور دنیا کی لذات ہی ہیں مگر یہ ان کی غلطی تھی بلکہ روحانی خواہشوں کا محرک اور پاک جذبات کا باعث وہی ایک ذات ہے جس نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [1] یعنی جن اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قویٰ کا میں ہی مقصود ہوں وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے کہ تا مجھے پہچانیں اور میری
﴿۹﴾ عبادت کریں سو اس نے اس آیت میں اشارہ کیا کہ جن و انس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بت پرستی نہ انسان پرستی کیونکہ ہر یک خطا

[1] الذاریات:۵۷

مولی النعم فی الاولٰی والاٰخرۃ. والصلٰوۃ والسّلام علٰی رسوله سید الرسل

دونوں جہانوں میں آقائے نعمت ہے۔ اور سلام اور صلٰوۃ اس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار

بقیہ حاشیہ : صواب کی تلاش میں پیدا ہوا ہے۔غرض **سیادت حقیقی** اُسی ذات کے لئے مسلّم ہے اور وہی واقعی طور پر سیّد ہے۔اور منجملہ ان تین ناموں کے جو خدا تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں **مُدبر** بھی ہے اور تدبیر کے معنی ہیں کہ کسی کام کے کرنے کے وقت تمام ایسا سلسلہ نظر کے سامنے حاضر ہو جو گذشتہ واقعات کے متعلق یا آئندہ نتائج کے متعلق ہے اور اس سلسلہ کے لحاظ سے **وضع شئ فی محلّہ** ہو اور کوئی کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو اور یہ نام بھی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی غیر پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ کامل تدبیر غیب دانی پر موقوف ہے اور وہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے مسلّم نہیں۔

اور چار باقی نام یعنے **مربی. قیّم. منعم. متمم** ۔خدا تعالیٰ کے ان فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اُس کے بندوں پر جاری ہیں۔ چنانچہ **مربی** کا لفظ بظاہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے کہ جس قدر خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام شاخوں کی پرورش ہو اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو ایسا ہی جس نُقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کے مبادی شروع ہوتے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا ہے اس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنے نہایت ہی وسیع ہیں اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے اور خالق وغیرہ الفاظ رب کے اسم کی فرع ہیں اور **قیم** کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا اور **منعم** کے یہ معنی ہیں کہ ہر یک قسم کا انعام اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رو سے پا سکتی ہے اور بالطبع اس نعمت کے خواہاں ہے وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہر یک مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ ایک جگہ فرماتا ہے رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۔[1] یعنے وہ خدا جس نے ہر یک چیز کو اس کے مناسب حال کمال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالات مطلوبہ کے لئے رہنمائی کی پس

[1] طٰهٰ:۵۱

و نور الامم وخیر البریّۃ واصحابہ الھادین المھتدین و اٰلہ الطیبین

اور امتوں کا نُور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہتدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب

بقیہ حاشیہ: یہ انعام ہے کہ ہر یک چیز کو اول اس کے وجود کی رو سے وہ تمام قویٰ وغیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے پھر اس کے حالات مترقبہ کے حصول کے لئے اس کو راہیں دکھائی جائیں اور **متمم** کے یہ معنی ہیں کہ سلسلہ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے اور ہر یک پہلو سے اس کو کمال تک پہنچایا جائے۔ ﴿۱۰﴾

سو ربّ کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اول میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے۔

اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ **انگریز عیسائی** نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام **باپ** بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور **قرآن** میں یہ نام نہیں آیا۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت پر یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے کیونکہ ہر یک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اس کو دے نہیں سکی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کا کلام بھی لغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہل عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اول لغت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ خلعت کہاں تک اس کو عطا کی ہے اب اس قاعدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ **اَبْ** یعنی باپ کا لفظ لُغت کی رو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی الحقیقت دوسرے انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تب اس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا **اَبْ یعنی باپ** ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ **خدائے قادر مطلق** کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحم عظیم سے مناسب حال اس کے انعام کرنے والا اور خود اس کا **حافظ** اور **قیّوم** ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو اب یعنی باپ کے لفظ سے ادا کیا جائے بلکہ لغت نے اس کے لئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو ربّ کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رو سے بیان کر چکے ہیں۔ اور

☆**نوٹ:** یاد رہے کہ لفظ اَبْ یا باپ یا فادر کے مفہوم میں ہرگز محبت کے معنے ماخوذ نہیں جس فعل کے شروع سے انسان یا کوئی اور حیوان باپ کہلاتا ہے اس وقت یہ خیال ہرگز نہیں ہوتا بلکہ محبت تو دیکھنے اور اُنس کرنے سے بعد میں رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے لیکن ربوبیت کے لئے محبت ابتدا سے ہی ایک لازمہ ذاتی ہے۔ منہ

المطهرين وجميع عباد الله الصّالحين **امّا بعد** فيقول عبد الله الاحد

اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر۔ اس کے بعد خدائے واحد کا بندہ

بقیہ حاشیہ : ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لُغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آئے ہیں پس اس تحقیق سے ظاہر کہ **ابؔ** یعنی باپ کا لفظ خدائے تعالیٰ کی نسبت استعمال کرنا ایک **سوءادب** اور **ہجو** میں داخل ہے اور جن لوگوں نے حضرت **مسیح** کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ ﴿۱۱﴾ خدا تعالیٰ کو اَبؔ کر کے پکارتے تھے اور درحقیقت جناب الٰہی کو اپنا باپ ہی یقین رکھتے تھے انہوں نے نہایت مکروہ اور جھوٹا الزام **ابن مریم** پر لگایا ہے کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح ایسی نادانی کے مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں ناطاقتی اور کمزوری اور بے اختیاری ہر یک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جلّ شانہ کی نسبت اختیار کریں۔ ابن مریم علیہ السلام کو یہ اختیار ہرگز نہیں تھا کہ اپنی طرف سے لغت تراشی کریں اور لغت تراشی بھی ایسی بے ہودہ جس سے سراسر جہالت ثابت ہو۔ پس جس حالت میں لغت نے اَبؔ یعنی باپ کے لفظ کو اس سے زیادہ وسعت نہیں دی کہ کسی نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں گرے اور پھر وہ نطفہ نہ گرانے والے کی کسی طاقت سے بلکہ ایک اور ذات کی قدرت سے رفتہ رفتہ ایک جاندار مخلوق بن جائے تو وہ شخص جس نے نطفہ گرایا تھا لغت کی رو سے اَبؔ یا باپ کے نام سے موسوم ہوگا اور **اَبؔ** کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں۔ مثلاً ایک بکرا جو بکری پر جست کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے یا ایک سانڈ بیل جو گائے پر جست کر کے اور اپنی شہوات کا کام پورا کر کے پھر اس سے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے یہ خیال میں بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ یا ایک سؤر جس کو شہوات کا نہایت زور ہوتا ہے اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور خنزیرزادے زمین پر کثرت سے پھیل جائیں اور نہ اس کو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے۔ تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں تو بلاشبہ سؤر وغیرہ اپنے اپنے بچوں کے باپ کہلائیں گے۔ اب جبکہ اَبؔ کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگذاری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہو جائے یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا

احــمـد عــافــاه الـلّٰــه و ایّـد انـی کـنـتُ مـولعًـا مِنُ شَرخ الزمـان بتحقیق

احمد کہتا ہے (خدا اسے عافیت میں رکھے اور تائید میں رہے) کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی مذہب کی تحقیق

بقیہ حاشیہ : خیال بھی شرط نہیں اور اس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے بلکہ وہ اسی ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رو سے اَبْ یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اس قادر مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرت کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیوں کر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو بکرا پر بولا گیا۔ بیل پر بولا گیا۔ سؤر پر بولا گیا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی بولا جائے یہ کیسی بے ادبی ہے جس سے ﴿۱۲﴾ **نادان عیسائی** باز نہیں آتے نہ ان کو شرم باقی رہی نہ حیا باقی رہی نہ انسانیت کی سمجھ باقی رہی **کفارہ** کا مسئلہ کچھ ایسا ان کی انسانی قوتوں پر فالج کی طرح گرا کہ بالکل نکما اور بے حس کر دیا۔ اب اس قوم کے کفارہ کے بھروسہ پر یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اچھا چال چلن بھی ان کے نزدیک بے ہودہ ہے۔ حال میں یعنی ۲۱؍جون ۱۸۹۵ء کو پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں جو عیسائی مذہب کا اصول کفارہ کی نسبت چھپا ہے وہ ایسا خطرناک ہے جو جرائم پیشہ لوگوں کو بہت ہی مدد دیتا ہے۔ اس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک سچے عیسائی کو کسی نیک چلنی کی ضرورت نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات میں کچھ بھی دخل نہیں جس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی جز رضامندیٔ الٰہی کی جو نجات کی جڑ ہے اعمال سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ کفارہ ہی کافی ہے۔ اب سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ جبکہ اعمال کو الٰہی رضامندی میں کچھ بھی دخل نہیں تو پھر عیسائیوں کا چال چلن کیونکر درست رہ سکتا ہے جبکہ چوری اور زنا سے پرہیز کرنا موجب ثواب نہیں تو پھر یہ دونوں فعل موجب مواخذہ بھی نہیں اب معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا بے باک ہو کر بدکاریوں میں پڑنا اسی اصول کی تحریک سے ہے بلکہ اس اصول کی بنا پر قتل و نیز حلف دروغی سب کچھ کر سکتے ہیں کفارہ جو کافی اور ہر یک بدی کا مٹانے والا ہوا۔ حیف ایسے دین و مذہب پر۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ اَبْ یا باپ کا لفظ جس کو ناحق بے ادبی کی راہ سے عیسائی نادان خدا تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں **لغات مشترکہ** میں سے ہے یعنی ان عربی لفظوں میں سے ہے جو تمام ان زبانوں میں پائے جاتے ہیں جو عربی کی شاخیں ہیں اور تھوڑے تغیر و تبدل سے ان میں موجود ہیں چنانچہ درحقیقت **فادر** اور **پتا** اور

المذاهب والادیان. وما رضیت قط ببادرۃ الکلمات وما قنعت بطافی من الخیالات

میں مشغول رہا ہوں۔اور کبھی میں اس بات پر راضی نہ ہوا کہ سرسری کلمات پر ہی بس کروں اور کبھی میں نے سطحی خیالات پر قناعت نہ کی۔

بقیہ حاشیہ : **باپ** اور **پدر** وغیرہ اسی عربی لفظ کی خراب شدہ صورتیں ہیں جس کو ہم انشاء اللہ اپنے محل پر بیان کریں گے اور لغت کی رو سے یہ لفظ چار مادوں کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔

(۱) **اباء** سے کیونکہ اباء اس پانی کو کہتے ہیں جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک مرد میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور اسی پانی سے حکیم ذوالجلال بچہ پیدا کرتا ہے۔اس لئے اس پانی کا منبع **اب** کے نام سے موسوم ہوا اور اسی لحاظ سے عرب کے لوگ عورت کی شرم گاہ کو بھی **ابودارس** کہتے ہیں اور دارس حیض کا نام ہے یعنی حیض کا باپ چونکہ حیض بھی ایک مدت دراز تک منقطع نہیں ہوتا۔اسؔ لئے اس کو بھی بطریق مجاز ایک پانی تصور کر کے عورت کی شرم گاہ کا نام ابودارس رکھا گیا ہے گویا وہ بھی ایک کنواں ہے جس کا پانی منقطع نہیں ہوتا اور **دوسرے** **ابی** کے لفظ سے نکالا گیا ہے کیونکہ ابی کے معنی لغت میں رک جانے اور بس کر جانے کے بھی ہیں چونکہ اس کام میں نر جو باپ کہلاتا ہے صرف نطفہ ڈالنے پر بس کر جاتا ہے اور آگے اس کا کوئی کام نہیں بلکہ **اُمّ** جس کے معنے اَبْ کی نسبت بہت وسیع ہیں اپنے رحم میں اس نطفہ کو لیتی ہے اور اسی کے خون سے وہ نطفہ پرورش پاتا ہے پس اَبْ کی وجہ تسمیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے۔**تیسرے** اباء کے لفظ سے مشتق ہے کیونکہ اباء سرکنڈہ کو کہتے ہیں چونکہ نر کا عضو تناسل سرکنڈے سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس کا نام اَبْ یعنی **باپ** ہوا۔**چوتھے**۔**ابی** کے لفظ سے جو سقوط اشتہاء کو کہتے ہیں چونکہ فراغت کے بعد مرد کی خواہش منقطع ہو جاتی ہے اس لئے یہ جزو بھی وجہ تسمیہ **اَبْ** میں ماخوذ ہے۔ ﴿۱۳﴾

غرض یہ چار جزو ہیں جو اُس قانون قدرت میں پائی جاتی ہیں جو باپ کے متعلق ہے لہٰذا انہیں کی بناء پر اَبْ کا نام اَبْ رکھا گیا اور جبکہ اَبْ کا وجہ تسمیّہ معلوم ہو چکا تو دوسری زبانوں میں جو اس کے عوض میں نام بولا جاتا ہے جیسا کہ باپ یا فادر یا پدر یا پتا وغیرہ ان کی وجوہ تسمیہ بھی ساتھ ہی معلوم ہو گئیں کیونکہ وہ سب اسی زبان سے نکلی ہیں اور وہ الفاظ بھی درحقیقت عربی بگڑی ہوئی ہے اب ذرا شرم **اور** حیا سے سوچنا چاہیئے کہ کیا ایسا لفظ جس کی وجوہ تسمیہ یہ ہیں خدا تعالیٰ پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ پھر پہلی کتابوں نے کیوں اطلاق کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو وہ تمام کتابیں

کـکُلِّ غبیّ اسیر الجھلات و محبوس الخزعبلات و ما اصررتُ علی باطل

جیسا کہ ہر یک کُند ذہن جو جہل اور باطل میں مقید ہو قناعت کرتا ہے اور کبھی میں نے بے اصل باتوں پر اصرار نہ کیا

بقیہ حاشیہ : محرف ومبدل ہیں اور ان کا ایسا بیان جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہے ہرگز پذیرائی کے لائق نہیں کیونکہ اب وہ کتابیں **ایک گندے کیچڑ** کی طرح ہیں جس سے پاک طبع انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے اور پھر اگر فرض بھی کرلیں کہ توریت میں بعض جگہ ایسے لفظ موجود تھے تو ممکن ہے کہ ان کے اور بھی معنے ہوں جو باپ کے معنے سے بالکل مخالف ہوں۔ کیونکہ الفاظ کے معنوں میں وسعت ہوا کرتی ہے پھر اگر قبول بھی کریں کہ اس لغت کے ایک ہی معنے ہیں تو اس وقت یہ جواب ہوسکتا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل اور بعد میں ان کی اور شاخیں اس زمانہ میں نہایت تنزل کی حالت میں تھیں اور وحشیوں کی طرح وہ زندگی بسر کرتی تھیں اور اس پاک اور کامل معنی کو نہیں سمجھتی تھیں جو **ربّ** کے مفہوم میں ہے اس لئے الہام الٰہی نے ان کی پست حالت کے موافق ایسے لفظوں سے ان کو سمجھایا جن کو وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ توریت میں عالم معاد کی اچھی طرح تصریح نہیں کی گئی اور ﴿۱۴﴾
دنیا کے آراموں کی طمع دی گئی اور دنیا کی آفتوں سے ڈرایا گیا کیونکہ اس وقت وہ قومیں عالم معاد کی تفاصیل کو سمجھ نہیں سکتی تھیں پس جیسا کہ اس اجمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قوم قیامت کی منکر یہود میں پیدا ہوگئی ایسا ہی باپ کے لفظ کا آخرکار یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نادان قوم یعنی عیسائیوں نے **ایک عاجز بندہ کو خدا بنا دیا** مگر یہ تمام محاورات تنزل کے طور پر تھے چونکہ ان کتابوں کی تعلیم محدود تھی اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہ تمام تعلیمیں جلد منسوخ ہونے والی تھیں۔ اس لئے ایسے محاورات ایک سفلہ اور پست خیال قوم کے لئے جائز رکھے گئے اور پھر جب وہ کتاب دنیا میں آئی جو **حقیقی نور** دکھلاتی ہے تو اس روشنی کی کچھ حاجت نہ رہی جو تاریکی سے ملی ہوئی تھی اور زمانہ اپنی اصلی حالت کی طرف رجوع کر آیا اور تمام الفاظ اپنی اصل حقیقت پر آ گئے یہی بھید تھا کہ قرآن کریم بلاغت فصاحت کا اعجاز لے کر آیا کیونکہ دنیا کو سخت حاجت تھی کہ زبان کی اصل وضع کا علم حاصل ہو۔ پس **قرآن کریم** نے **ہر یک لفظ** کو اس کے محل پر رکھ کر دکھلا دیا اور **بلاغت** اور فصاحت کو ایسے طور سے کھول دیا کہ وہ بلاغت اور فصاحت دین کی **دو آنکھیں** بن گئیں۔ پہلی قومیں اس بات سے بہت ہی غفلت میں رہیں کہ وہ زبان کو دینی اسرار کے حل کرنے کی خادم بناتیں۔ لیکن وہ اس میں بے اختیار اور مجبور بھی تھیں کیونکہ ان کے پاس صرف بگڑی ہوئیں اور خراب حالت

ککل جھول ضنین. وما حرّکنی الی امرٍ الا اعین التحقیق. و ما جرّنی
جیسا کہ ہریک نافہم بخیل کی عادت ہے۔اور کبھی کسی چیز نے بجز تحقیق کی آنکھوں کے کسی امر کی طرف مجھے جنبش نہیں دی۔اور بجز

بقیہ حاشیہ : کی زبانیں تھیں جو **مفردات** اور اسماء کی وجہ تسمیہ بیان کرنے میں گونگی تھیں مفردات کا کچھ نظام نہ تھا۔اطراد مواد کا کچھ بھی سرمایہ نہ تھا۔ایک گری ہوئی **عمارت** کی طرح **اینٹیں** پڑی تھیں جن کی ترتیب طبعی کا کوئی بھی نشان باقی نہ تھا پس ان کو ایسی نالائق زبانیں کیونکر الٰہیات میں مدد دے سکتی تھیں اس لئے وہ تمام قومیں ہلاک ہوگئیں پھر قرآن کریم ایک ایسی کامل زبان میں نازل ہوا جس میں یہ سارا سامان نظام موجود تھا اس لئے دین اسلام بگڑنے سے محفوظ رہا اور خدائے قادر کی جگہ مخلوق نے نہیں لی۔

اب اس کے بعد اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ چند اور کلمات کی بھی تشریح کی جائے اور دکھلایا جائے کہ عربی کے مفردات کس قدر حقائق عالیہ اپنے اندر رکھتے ہیں مگر افسوس کہ طول کے خوف سے بالفعل ہم اس مضمون کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں لیکن یہ تین سو لفظ جو ہم لکھ چکے ہیں یہ اسی غرض سے لکھے گئے ہیں تا ہمارے مخالف بھی ایسی ہی عبارتیں اپنی اپنی زبانوں میں بنا کر مثلاً ایسا ہی خطبہ اور اس کے بعد ایسی ہی تمہید کلمات مفردہ میں ہم کو لکھ کر دکھلاویں تا ہم بھی دیکھیں کہ ان کے پاس کس قدر مفردات ہیں اور وہ اپنے مفردات کو کسی امر کے بیان میں کہاں تک نباہ سکتے ہیں اور مفردات کا نظام اپنے پاس رکھتے ہیں یا یوں ہی لاف وگزاف ہے۔

اس جگہ ہم میکس ملر کے بعض شبہات اور وساوس کو بھی دور کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو اس نے اپنی ﴿۱۵﴾
کتاب لیکچر جلد اول علم اللسان کی بحث کے نیچے لکھے ہیں چنانچہ بطرز قولہ واقول کے ذیل میں تحریر ہیں۔

قولہ ترقی علم کے موانعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض قوموں نے دوسری قوموں کو استخفاف اور تحقیر کی نگہ سے دیکھنے کے لئے ان کی نسبت حقارت آمیز القاب تراشے اس لئے وہ ان محقر قوموں کی لغات کے سیکھنے سے قاصر رہے اور جب تک یہ الفاظ جنگلی اور عجمی کہنے کے انسان کی لغات اور فرہنگ سے نہ نکالے گئے اور بجائے اس کے لفظ برادر قائم نہ ہوا ایسا ہی جب تک تمام قوموں کا یہ استحقاق تسلیم نہ کیا گیا کہ وہ ایک ہی نوع یا جنس کے ہیں اس وقت تک ہمارے اس علم اللسان کا آغاز نہ ہوا۔**اقول** صاحب راقم کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ان کو اہل عرب پر اعتراض ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ عرب کے لوگ جو دوسری زبان والوں کو عجمی بولتے ہیں یہ لفظ محض بخل اور تعصب کے

الٰی عقیدۃ الّا قائد التعمیق. و ما فھمنی الّا ربّی الذی ھو خیر المفھمین

عمیق بینی کی کشش کے اور کسی نے مجھ کو کسی عقیدے کیطرف نہیں کھینچا اور بجز خدا کے مجھ کو کسی نے نہیں سمجھایا اور وہ سب سمجھانے والوں سے بہتر ہے

بقیہ حاشیہ : راہ سے دوسری قوموں کی تحقیر کی غرض سے تراشا گیا ہے لیکن یہ غلطی محض اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ ان کی عیسائیت کا بخل ان کو اس بات کی دریافت سے مانع ہوا کہ آیا عجم اور عرب کا لفظ انسان کی طرف سے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اپنی کتاب میں خود اقرار کر چکے ہیں کہ مفردات زبان کا اپنی طرف سے بنا لینا کسی انسان کا کام نہیں۔ اب ہم ان پر اور ان کے ہم خیالوں پر واضح کرتے ہیں کہ زبان عرب میں دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہیں۔ ایک تو عرب جس کے معنی فصیح اور بلیغ کے ہیں اور دوسرا عجم جو اس کے مقابل پر واقع ہے جس کے معنی غیر فصیح اور بستہ زبان ہے اگر میکس ملر صاحب کے خیال میں یہ دو لفظ قدیم نہیں ہیں اور اسلام نے ہی بخل کے راہ سے ان کو ایجاد کیا ہے تو ان کو اُن لفظوں کا نشان دینا چاہیئے جو ان کی رائے میں اصلی لفظ تھے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کسی قوم کا قدیم سے کوئی بھی نام نہ ہو اور جب قدیم ماننا پڑا تو ثابت ہوا کہ یہ انسانی بناوٹ نہیں بلکہ وہ قادر عالم الغیب جس نے مختلف استعدادوں کے ساتھ انسانوں کو پیدا کیا ہے اس نے مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے یہ دو نام آپ مقرر کر دیئے ہیں۔ پھر دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ دو نام عرب اور عجم کسی انسان نے محض تعصب اور تحقیر کے لحاظ سے آپ ہی گھڑ لئے ہیں تو بلاشبہ یہ واقعات کے برخلاف ہوں گے اور محض دروغ بے فروغ ہوگا لیکن ہم اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ عرب کا لفظ درحقیقت اسم بامسمّٰی ہے اور واقعی طور پر یہ بات سچ ہے کہ زبان عربی اپنے نظام مفردات اور لطافت ترکیب اور دیگر عجائب وغرائب کے لحاظ سے ایسے اعلیٰ مقام کے مرتبہ پر ہے کہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں جمادات کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہیں اور اطراد مواد کی حرکت ایسی ان سے مفقود ہے کہ گویا وہ بالکل بے جان ہیں تو ہمیں بمجبوری یہ ماننا پڑتا ہے کہ درحقیقت ﴿۱۶﴾ وہ زبانیں نہایت تنزل کی حالت میں ہیں اور عربی زبان میں یہ بات نہایت نرم لفظوں میں کہی گئی ہے کہ عرب کے مقابل کے لوگوں کا نام عجم ہے ورنہ اس نام کا استحقاق بھی ان زبانوں اور ان لوگوں کو حاصل نہ تھا اور اگر ٹھیک ٹھیک ان کے تنزل کا حال ظاہر کیا جاتا تو یہ لفظ نہایت موزوں تھا کہ ان زبانوں کا نام مردہ زبانیں رکھا جاتا۔ بہرحال اب ہم اس مقدمہ کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش نہیں کرتے ہم نے اس جھگڑے کے طے کے لئے

﴿۲۰﴾ و انه کشف علیّ اسرارًا من الحقائق و انزل علیّ عهاد المعارف و الدقائق
اس نے حقائق کے کئی اسرار مجھ پر کھولے اور معارف اور دقائق کی بارشیں میرے پر کیں

بقیہ حاشیہ: پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار اس کتاب کے ساتھ شائع کیا ہے پس اگر کوئی اس بیان کا مکذب ہے میکس ملر ہوں یا کوئی اور ہو تو ان کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ وہ اپنی اس لاف و گزاف کو دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کر کے دکھلاویں اور پانچ ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لیں اور ہمیں میکس مولر صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اپنی کتب مقدسہ کے برخلاف اعتراض پیش کر دیا ہے کیونکہ ان کی مقدس کتابوں نے عرب کے نام کو عرب کے لفظ سے ہی بیان کیا ہے۔ کیا ان کو اس جوش تعصب کے وقت انجیل بھی یاد نہ رہی۔ رسولوں کے اعمال کو دیکھیں کہ ان کے خدا نے عرب کے لفظ کو عرب کے نام سے ہی یاد کیا ہے۔ پس جبکہ ان کی مقدس کتابیں بھی عرب کے لفظ کی وہ عزت بحال رکھتی ہیں جس کے مقابل پر عجم واقع ہے تو بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اس نام کی عزت کو قبول کرنا ناگوار سمجھا ہے اور نیز مقابل کے نام کو بھی تسلیم نہیں کیا ان کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ان کی مقدس کتابوں نے عرب کے اس پاک مفہوم کو تصدیق کر لیا ہے تبھی تو عرب کو عرب کے نام سے ہی جو فصاحت کی خصوصیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جابجا موسوم کیا ہے چنانچہ انجیل کے وجود سے پہلے بائبل میں بھی جابجا عرب کا لفظ موجود ہے اور جن نبیوں نے عرب کے بارے میں نبوت کی ہے انہوں نے عرب کا لفظ استعمال کیا ہے☆ اگر عرب کا لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو لازم آئے گا کہ انجیل اور تمام وہ کتابیں جو کتب مقدسہ کہلاتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اس صورت میں اس بخل کی وجہ سے ان تمام کتابوں کو چھوڑنا پڑے گا۔

قولہ میرے نزدیک واقعی آغاز علم اللسان کا پنتیکوست کے پہلے روز سے ہوا۔ **اقول** چونکہ رسولوں کے اعمال میں حواریوں کا طرح طرح کی بولی بولنا لکھا ہے اس لئے میکس مولر صاحب اس سے یہ حجت پکڑتے ہیں کہ بولیوں کی تحقیق کی بناء عیسائی مذہب نے ڈالی ہے۔ اب اہل نظر سوچیں کہ صاحب راقم ایسے بے اصل کلمات کے ساتھ کس قدر تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اعمال کے دوسرے باب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حواریوں نے اس روز وہی بولیاں بولیں جو یروشلم کے یہودی بولتے تھے یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے اس وقت چینی زبان یا سنسکرت یا جاپان کی بولی میں باتیں کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ صاف لکھا ہے کہ ان تمام بولیوں کو یہودی سمجھتے تھے کیونکہ یروشلم میں وہ

☆ دیکھو یسعیاہ ۲۱ باب۔ النبوۃ فی العرب

واعطانی ما یعطی المخلصین فلما وجدت الحق بفیضانه و رُبّیتُ بلِبانه

اور مجھے وہ نعمتیں دیں جو مخلصوں کو دیا کرتا ہے۔ پس جبکہ میں نے اس کے فیضان سے حق کو پالیا اور اس کے دودھ

رأیت شکر ھٰذہ الآلاء فی اَنْ امون خدمة الدین والشریعت الغرآء. و أری

سے میں پرورش کیا گیا تو میں نے اِن نعمتوں کا شکر اس بات میں دیکھا کہ دین کی خدمت میں اور شریعت کی تائید میں اپنے پر مشقت

الناس نور الدین المتین. و اری ملکوته بعساکر البراهین

گوارا کروں۔ اور دین متین کا نور لوگوں کو دکھلاؤں۔ اور اس کی بادشاہت براہین کے لشکروں کے ساتھ ظاہر کروں۔

بقیہ حاشیہ : سب بولیاں بولی جاتی تھیں پس اس صورت میں حواریوں کی کرامات کیا ہوئی بلکہ ایسی باتوں کا اس زمانہ میں پیش کرنا قابل شرم ہے کیا ممکن نہیں کہ وہ بولیاں جو اسی شہر میں حواریوں کی قوم اور برادری میں بکثرت مستعمل تھیں حواریوں کو بھی یاد ہوں جبکہ ایک ہی قوم ایک ہی شہر ایک ہی برادری تھی اور تمدن کا سلسلہ چاہتا تھا کہ بوجہ رشتہ اور تعلق اور دن رات کی ملاقاتوں اور معاملات کے بعض بعض کی بولیوں سے واقف ہو جائیں تو اس بات میں کون سا استبعاد ہے کہ حواری بھی اپنے عزیز بھائیوں کی بولیوں سے واقف ہوں پس ایسی کرامت اُس کرامت سے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو لاہور کے سادھو بھی دکھلا دیا کرتے ہیں ہاں اگر میکس مولر یہ لکھتے کہ علم اللسان کا آغاز مسیح کے جانی دشمنوں سے ہوا ہے اور انہوں نے اول اول یہ بنا ڈالی تو یہ بات بظاہر سچی معلوم ہوسکتی تھی کیونکہ اعمال کے اِسی باب میں اس بات کا اقرار ہے کہ یہود اُسی شہر میں جہاں حواری رہتے تھے مدت دراز سے یہی بولیاں بولتے تھے سو تقدم یہود کو ثابت ہوا اور حواریوں کو اس قدر عزت دینا غنیمت ہے کہ یہ گمان کریں کہ شعبدہ بازوں کی طرح یہ نکارے نہیں تھے بلکہ یہ بولیاں اپنی برادری سے انہوں نے سیکھ لی تھیں کیونکہ انہیں میں انہوں نے پرورش پائی تھی اور اصل بات یہ ہے کہ بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اسی پاک کلام نے یہ فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ۔[1] (سورہ روم) یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا پیدا کرنا اور بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خداشناسی کے لئے یہ بڑے نشان ہیں مگر ان کے لئے جو

[1] الروم: ۲۳

و اراعی شئون صدوق امین. و ما ھٰذا الّا فضل ربی انہ ارانی
اور صدوق امینؐ کے کاموں کی حفاظت کروں اور یہ خاص فضل الٰہی ہے اسی نے مجھ کو صادقوں کی راہیں
سبل الصادقین. و علمنی فاحسن تعلیمی و فھّمنی فاکمل تفھیمی
دکھلائیں۔ اور اس نے مجھ کو سکھلایا اور اچھا سکھلایا اور سمجھایا اور کامل سمجھایا اور
وعصمنی من طُرق الخاطئین. و اوحی الیّ ان الدّین ھو الاسلام و ان
خطا کی راہوں سے مجھے بچا لیا۔ اور مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور
الرسول ھو المصطفٰی السید الامام رسول اُمّی امین. فکما ان ربنا اَحد
سچا رسول مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سردار امام ہے جو رسول اُمّی امین ہے۔ پس جیسا کہ عبادت صرف خدا کے
یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولاشریک
لئے مسلّم ہے اور وہ وحدہ لاشریک ہے اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے کہ اس کی پیروی کی جاوے اور اس بات میں واحد ہے
معہ وانہ خاتم النبیین. فاھتدیت بھداہ و رأیت الحق بسناہ و رفعتنی
کہ وہ خاتم الانبیاء ہے۔ پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اس کے دونوں
یداہ و ربانی ربی کما یربی عبادہ المجذوبین و ھدانی وادرانی
ہاتھوں نے مجھے اٹھالیا اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس نے مجھ کو ہدایت دی
و ارانی ما ارانی حتی عرفت الحق بالدلائل القاطعۃ و وجدت الحقیقۃ ﴿۲۱﴾
اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا اور روشن براہین کے
بالبراھین الساطعۃ و وصلت الٰی حق الیقین. فاخذنی الاسف علٰی
ساتھ حقیقت کو پا لیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا۔ تب مجھے ان دلوں پر سخت افسوس

بقیہ حاشیہ : اہل علم ہیں اب دیکھو کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خداشناسی کا مدار ٹھہرادیا ہے کیا کوئی ایسی آیت انجیل میں بھی موجود ہے؟ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں پس جائے شرم ہے+

قلوب فسدت و انظار زاغت و عقول فالت و آراءٍ مالت
ہوا جو بگڑ گئے اور ان نظروں پر دل دُکھا جو ٹیڑھی ہوگئیں اور ان عقلوں پر جو ضعیف ہوگئیں اور ان رایوں پر جو
و اھواء صالت و اوباء شاعت من افساد المفسدین
ناراستی کی طرف جھک گئیں اور ان نفسانی خواہشوں پر جنہوں نے حملہ کیا اور ان وباؤں پر جو مفسدوں کے فساد سے پھیل گئیں
و رأیت ان الناس اکبو علی الدنیا و زینتھا فلا یصغون الی
اور میں نے دیکھا کہ لوگ دنیا اور اس کی زینت پر گرے ہوئے ہیں اور مذہب حق اور اس کے دلائل
الملّة و ادلّتھا و لا ینظرون الی نضارھا ونُضرتھا و یعرضون کانھم
کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کی زر خالص اور تازگی کو نہیں دیکھتے اور اس طرح کنارہ کرتے ہیں کہ گویا
مرتابون و لیسوا بمرتابین. ولکنھم آثروا الدنیا علی الدّین. لا یقبلون
شک میں ہیں اور وہ دراصل شک میں نہیں بلکہ انہوں نے دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہے اپنی نابینائی کی
لِعَمُیِھِمُ دقائق العرفانِ ولا یرون علاء البراھین. و کیف و انھم
وجہ سے معرفت کی باریک باتوں کو قبول نہیں کرتے اور براہین کے اونچے مقام کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور کیونکر دیکھیں
یؤثرون سبل الشیطان ویصرّون علی التکذیب والعدوان.
انہوں نے تو شیطان کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں اور ظلم اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں
ولا یسلکون محجة الصّادقین فطفقتُ ادعو اللّٰه لیؤتینی حجة تفحم
اور صادقوں کی راہوں پر چلنا نہیں چاہتے۔ سو میں نے جناب الٰہی میں اس غرض سے دعا کرنا شروع کیا تا کہ وہ مجھے ایسی حجت
کفرة ھذا الزمان و تناسب طبائع الحدثان لأُبکّت سفھائھم
عنایت کرے جو اس زمانہ کے کافروں کو لاجواب کر دیوے اور جو اس زمانہ کے نوجوانوں کی طبائع کے مناسب حال ہو تا کہ میں ان کے
و عقلاء ھم باحسن البیان وتتم الحجة علی المجرمین. فاستجاب ﴿۲۲﴾
کم عقلوں اور عقلمندوں کو ایک عمدہ بیان کے ساتھ ملزم کروں اور تا کہ مجرموں پر حجت پوری ہو۔ پس میرے رب نے میری دعا کو
ربّی دعوتی و حقّق لی مُنیتی وفتح علی بابھا کما کانت مسئلتی
قبول کیا اور میری آرزو کو میرے لئے موجود کر دیا اور میرے پر میری آرزو کا دروازہ ایسے طور پر کھول دیا جو

و مراد مهجتی و اَعطانی الدلائل الجدیدة البینة و الحجج القاطعة
میرا مدعا تھا اور مجھے نئے اور کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور یقینی اور قاطعہ دلیلیں عنایت کیں
الیقینیة فالحمد للّٰہ المولی المعین.
سو اس اللہ کو سب تعریف جو مددگار آقا ہے۔
و تفصیل ذٰلک انّہ صرف قلبی الٰی تحقیق الاَلسِنة
اور اس مجمل کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیر دیا اور
واعان نظری فی تنقید اللغات المتفرقة و علمنی ان العربیة اُمّھا
میری نظر کو متفرق زبانوں کے پرکھنے کے لئے مدد کی۔ اور مجھ کو سکھلایا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں اور
وجامع کیفها و کمّها و انها لسانٌ اصلیّ لنوع الانسان و لغتٌ الهامیة من
ان کی کیفیت کمیت کی جامع ہے اور وہ نوع انسان کے لئے ایک اصلی زبان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
حضرة الرحمان و تتمة لخلقة البشر من احسن الخالقین.
ایک الہامی لغت ہے اور انسانی پیدائش کا تتمہ ہے جو احسن الخالقین نے ظاہر کیا ہے۔
ثم عُلّمت من کلام اللّٰہ ذی القدرة ان العربیة مخزن
پھر مجھے خدائے قادر کی کلام سے معلوم ہوا کہ عربی دلائل نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دلائل النبوّة و مجمع شواهد عظمة هذه الشریعة فخررت
کا ایک ذخیرہ ہے اور اس شریعت کے لئے بڑی بڑی شہادتوں کا مجموعہ ہے سو میں اس
ساجدًا لخیر المنعمین. و قادنی داعی الشوق الی التوغل فی العربیة ﴿۲۳﴾
خیر المنعمین کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔ اور شوق کے جاذب نے مجھے اس طرف کھینچا کہ میں عربی میں توغل
والتبحر فی هذه اللهجة فوردت لجّتها بحسب الطاقة البشریة
کروں اور اس زبان میں تبحر حاصل کروں پس میں طاقت بشری کے اندازہ پر اُس کے بڑے پانی میں داخل ہوا
و دخلت مدینتها بالنصرة الالٰهیة و شرعت الاختراق فی سبلها
اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اس کے شہر میں داخل ہوا اور میں نے اس کی راہوں اور سڑکوں میں چلنا شروع کیا

و مسالکھا و الانصلات فی طرقھا و سککھا. لاستعرف ربیبة خدرھا
اور اس کی گذر گاہوں اور کوچوں میں چلنے لگا تا میں اس کے خانہ پرورده پرده نشین کو پہچان لوں
و اذوق عصیدة قدرھا و اجتنی ثمار اشجارھا و اخرج درر
اور اس کی ہنڈیا کے طعام کو چکھ لوں اور اس کے درختوں کا پھل چُن لوں اور اس کے دریاؤں میں سے
بحارھا فصرت بفضل اللّٰہ من الفائزین. و لم یَفُتنی بھا
موتی نکال لوں پس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابوں میں سے ہوگیا اور کسی چڑھائی میں مَیں ناکام نہ
مطلع و لا خلا منی مرتع و رأیت نضرتھا و رعیت خضرتھا
رہا اور کسی چراگاہ سے میں خالی ہاتھ نہ پھرا۔ میں نے اس کی تازگی کو دیکھا اور میں اس نے اس کے سبزہ کو چرا اور
واعطیت من ربّی حظّاً کثیرًا و دخلًا کبیرًا فی عربیّ مبین. حتی اذا
مجھے میرے رب کی طرف سے زبان عربی میں بہت سا حصہ اور ایک بھاری دخل دیا گیا۔ یہاں تک کہ
حصلت لی دُرُرھا و درّھا و کشف علی مَعْدنھا و مقرھا و ارانی
جب مجھے اس کے موتی اور اس کا دودھ مل گیا اور میرے پر اس کے معدن اور مقام کھولے گئے اور میرے خدا
ربی انھا وحی کریم و اصل عظیم لمعرفت الدّین. و ان شھبھا
نے مجھے دکھلا دیا کہ وہ ایک ذوالکرم وحی اور دین کے پہچاننے کے لئے اصل عظیم ہے اور اس کی آگ کی روشنی
ترجم الشیاطین. و مع ذٰلک رأیت لغاتٍ اُخری کخضراء الدمن
شیطانوں کو سنگسار کرتی ہے اور باوصف اس کے میں نے دوسری زبانوں کو دیکھا کہ گندگی کے سبزہ کی طرح ہیں
و وجدت دارھا خربة و اھلھا فی المحن و وجدتھا شادة الرحال
اور میں نے ان کے گھروں کو ویران پایا اور ان کے اہل کو مصیبتوں میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ زبانیں مسافروں کی طرح
للطعن کالمتغربین. فاُلقی فی روعی ان اُؤلّف کتابا فی ھٰذا الباب ﴿۲۴﴾
کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس باب میں ایک کتاب تیار کروں
واضع الحق امام اعین الطلاب و احسن الی الخلق کما احسن الیّ
اور سچائی کے طالبوں کے سامنے حق کو رکھ دوں اور خلق اللہ پر احسان کروں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر احسان کیا

رب الارباب لعل اللّٰہ یھدی بہ نفسًا الٰی امور الصواب و ما ابتغی
تاہو کہ کوئی اس سے صواب کی راہ اختیار کرے اور میں اس خدمت سے خدا تعالیٰ کی رضا
بہ الاّ رضا الرب الوھاب و ھو مقصودی لا مدح العالمین.
کے بغیر اور کچھ نہیں چاہتا اور وہی میرا مقصود ہے نہ لوگوں کی تعریف اور
و انی ما خرجت شیئًا من عیبتی فبایّ حق اطلب محمدتی. و واللّٰہ
میں نے اپنی لیاقت سے کچھ نہیں نکالا پس مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنی تعریف کا مطالبہ کروں اور بخدا
ما خَرجَت من فمی کلمۃ و ما انکشفت علیّ حقیقۃ الا بتفھیمہ
میرے منہ سے کوئی کلمہ نہیں نکلا اور نہ کوئی حقیقت مجھ پر کھلی مگر اس طرح پر کہ خدا ہی نے
و ما علمت شیئًا الا بتعلیمہ واللّٰہ یعلم و ھو خیر الشاھدین. فلا
مجھے سمجھایا اور خدا نے ہی مجھے سکھلایا اور اس واقعہ کا خدا کو علم ہے اور وہ سب گواہوں سے بہتر گواہ ہے۔ پس اے
تثن علی بصالح فی ھذہ الخُطۃ و اشکروا اللّٰہ فان کلھا من حضرۃ
پڑھنے والے اس بارے میں میری کچھ تعریف نہ کرنا اور خدا کا شکر کرو کیونکہ یہ سب اسی کی طرف سے حاصل ہوا
العزۃ ھو الذی احسن الی وھو خیر المحسنین.
اس نے میرے پر احسان کیا اور وہ ان سب سے بہتر ہے جو نیکوکار ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے۔

و انی رتّبتُ ھذا الکتاب علی مقدمۃ و ابواب وخاتمۃ
اور میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور کئی باب اور ایک خاتمہ پر حق کے طالبوں کے
لطلاب و لا قوۃ الا بکریم ذی قوۃ و لا قدرۃ الا بقدیر ذی عظمۃ ﴿۲۵﴾
لئے منقسم کیا ہے اور بجز فضل کریم ذی قوت کے کچھ بھی قوت نہیں اور بجز قدرت اس قادر ذی عظمت کے کچھ بھی
نرجوا فضلہ و نطلب رحمہ و ھو ارحم الراحمین و انا شرعنا باسمہ
توانائی نہیں ہم اس کے فضل کو ڈھونڈتے ہیں اور اس کے رحم کو طلب کرتے ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے اور ہم نے اس کے نام سے شروع کیا ہے
و نختم انشاء اللّٰہ بفضلہ وھو خیر المتفضلین. وھو المولٰی المعین
اور انشاء اللہ اس کے فضل سے ختم کریں گے اور وہ سب فضل کرنے والوں سے بہتر ہے اور وہ آقا مدد کرنے والا ہے

فـايّـاه نـعـبـد و ايـاه نـسـتـعـيـن و نـريـد ان نـرى مـحـامـده عـلـى راحـلـة قصيدة ☆
پس ہم اسی کی پرستش کرتے اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ اس کے محامد کو ایک قصیدہ کی سواری پر دکھلاویں
و نـزيّـنـهـا بـزهـر اشـعـار جـديـدة مـع نـعـت رسـول هـادى كـل نـفـس سـعـيـدة
اوران محامد کو تازہ شعروں کے پھولوں سے روشن کریں
لـعـل الـلّٰـه يـقـبـل هـذه الـهـديـة و يـجـعـل فـى كـتـابـى البـركـة و اللّٰـه يـعـطـى
اس امید سے کہ خدا تعالیٰ اس ہدیہ کو قبول فرماوے اور اس کتاب میں برکت رکھ دیوے اور جو
من يطلب فبشرٰى للطالبين. (ڈھونڈتا ہے خدا اسے دیتا ہے سو ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری ہو)

القصيدة فى حَمْد حضرة العزة و نعتِ خَيرِ البَرِيّة

قصیدہ جناب باری کے حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

يـا مـن احـاط الـخـلـقَ بـالآلاءِ ... نُثـنـى عـلـيـك و لـيـس حـولُ ثـنـاءِ
انـظـر الـىّ بـرحـمـة وعـطـوفـةٍ ... يـا مـلـجـئـى يـا كـاشـف الـغـمّـاءِ
انـت الـمـلاذ و انـت كـهـف نـفـوسـنـا ... فـى هـذه الـدنـيـا و بـعـد فـنـاءِ
انـا رئـيـنـا فـى الـظـلام مـصـيـبـة ... فـارحـم وانـزلـنـا بـدارضـيـاءِ
تـعـفـوا عـن الـذنـب الـعـظـيـم بـتـوبـة ... تـنـجـى رقـاب الـنـاس مِن اعـبـاءِ
انـت الـمـراد وانـت مـطـلـب مـهـجـتـى ... و عـلـيـك كـل تـوكـلـى و رَجَـائِـى
اعـطـيـتـنـى كـاس الـمـحـبـت ريـقـهـا ... فـشـربـت روحـاءً عـلٰـى رَوُحـاءِ
انـى امـوت و لا يـمـوت مـحـبـتـى ... يُـدْرٰى بـذكـرك فـى الـتـراب نـدائِـى
ما شاهدت عينى كمثلك محسِنًا ... يـا واسـع الـمـعـروف ذا الـنـعـمـاءِ
انـت الـذى قـدكـان مـقـصـد مـهـجـتـى ... فـى كـلّ رشـح الـقـلـم و الامـلاءِ
لـمـا رأيـت كـمـال لـطـفـك والـنـدا ... ذهـب الـبـلاء فـمـا احـس بـلائِـى
انـى تـركـت الـنـفـس مـع جـذبـاتـهـا ... لـمـا اتـانـى طـالـب الـطـلـبـاءِ
مـتـنـا بـمـوت لا يـراه عـدوّنـا ... بـعـدت جـنـازتـنـا مـن الاحـيـاء
لـو لـم يـكـن رحـم الـمـهـيـمـن كـافـلـى ... كـادت تـعـفـيـنـى سيُـول بـكـائـى
نـتـلـوا ضـيـاء الـحـق عـنـد وضـوحـهٖ ... لـسـنـا بـمـبـتـاع الـدجـى بـبـراءِ ﴿۲۶﴾

☆ یہ قصیدہ بروز دوشنبہ ۱۵؍ جولائی ۱۸۹۵ء قریباً آٹھ بجے دن کے بعد شروع کیا گیا اور اسی دن بوقت عصر پانچ بجے سے پہلے سو شعر تیار ہوگیا۔ فذالک فضل اللّٰه و تائيده الخارق للعادة۔منه

نفسی نأت عن کل ما ھو مظلم   فانختُ عند منوری وجنائِی
لما رأیت النفس سدّ محجتی   اسلمتُھا کالمیت فی البیداء
انی شربت کُئوس موت للھُدٰی   فرأیتُ بعد الموت عین بقائِی
فُقِدَت مراداتی بزمن لذاذة   فوجدتھا فی فرقة وصلاء
لو لا من الرحمن مصباح الھدی   کانت زجاجتنا بغیر صفاء
انی ارٰی فضل الکریم احاطنی   فی النشأة الاخرٰی و فی الابداء
اللّٰہ اعطانی حدایق علمہ   لو لا العنایة کنت کالسفھاء
وقد اقتضت زفرات مرضٰی مقدمی   فحضرت حمالا کئوس شفاء
اللّٰہ خلاقی و مھجة مھجتی   حِبٌّ فدتہ النفس کل فداء
و لہ التفرد فی المحامد کلھا   ولہ علاء فوق کل علاء
فانھض لہ ان کنت تعرف قدرہ   واسبق ببذل النفس والاِعْداء
ملکوتہ تبقی بقوة ذاتہ   و لہ التقدس والعلٰی بغناء
غلبت علی قلبی محبت وجھہ   حتی رمیتُ النفس بالالغاء
و اری الوداد انار باطن باطنی   و اری التعشق لاح فی سیمائِی
ما بقی فی قلبی سواہ تصور   غمرت ایادی اللہ وجہ رجائِی
ھوجاء الفتہ اثارت حُرّتی   ففدا جنانی صولت الھوجاء
ابری الھموم بمشرفیة فضلہ   واللّٰہ کافٍ لی ونعم الراعی
ماشم انفی مرغمًا فی مشھد   و اثرتُ نقع الموت فی الاعداء
یا رب اٰمنا بانک واحد   رب السماء وخالق الغبرآء
اٰمنتُ بالکتب التی انزلتھا   و بکل ما اخبرتَ من انباء
یا ملجائِی ادرک فانک موئلی   یا کھفی اعصمنی من الشغباء
یا رب ایّدنی بفضلک وانتقم   ممن یدس الدین تحت عفاء
لا یعلمون نکات دین المصطفٰی   وتھالکوا فی بخلھم وریاءِ
یؤذوننی قوم اضاعوا دینھم   نجس المقاصد مظلم الاٰراء
خشّوا و لا یُخشی الرجال شجاعة   فی نائبات الدھر والھیجاء
زمع الِاناس یحملقون کثعلب   یوذوننی بتحوب و مُواء
حسدوا فسبوا حاسدین ولم یزل   ذوالفضل یحسدہ ذووالاھواء ﴿۲۷﴾

صالوا بابداء النواجذ کالعدا — لمقالة ابن بطالة و وشاءِ
ان اللئام یکفرون و ذمّهم — ما زادنی الا مقام سناءِ
نضّوا السیاب[1] ثیاب تقوٰی کلهم — ما بقی الا لبسة الاغواءِ
ما ان ارٰی غیر العمائم واللحی — او اٰنفا زاغت بفرط مراءِ
و اری تغیظهم یفور کلجّةٍ — موج کموج البحر فی الغلواءِ
کلم اللیام اَسِنَّةٌ مذروبة — اعری بواطنهم لباس عواءِ
من مخبر عن ذلّتی و مصیبتی — مولای ختم الرسل اهل رباء
یا طیّب الاخلاق والاسماءِ — جئناک مظلومین من جهلاءِ
ان المحبة لا تُضاع و تُشترٰی — انّا نحبّک یا ذُکاء سخاءِ
انت الذی جمع المحاسن کلها — انت الذی قد جاء للاِحْیاءِ
انت الذی ترک الهدون لربه — و تخیر المولی علی الحوباءِ
یا کنز نعم اللّٰه والا لاء — یسعی الیک الخلق للارکاءِ پناہ گرفتن
یا بدر نور اللّٰه والعرفان — تهوی الیک قلوب اهل صفاءِ
یا شمسنا یا مبدء الانوار — نورت وجة المُدن والبیداء
انی اری فی وجهک المتهلل — شانًا یفوق شیون وجه ذکاء
ما جئتنا فی غیر وقت ضرورة — قد جئتَ مثل المزن فی الرمضاء
انی رأیت الوجه وجه **محمد** — **وجه کبدرا اللیلة البلماءِ**
شمس الهدی طلعت لنا مِن مکة — عین الندا نبعت لنا بحراء
ضاهت ایاةُ الشمس بعضَ ضیائه — فاذا رأیت فهاج منه بکائیِ
اعلی المهیمن هممنا فی دینهٖ — نبنی منازلنا علی الجَوزاء
نسعٰی کفتیان بدین **محمد** — لسنا کرجل فاقد الاعضاءِ
نلنا ثریّاء السماء و سمکه — لنردّ ایمانا الی الصّیداءِ
انا جُعِلنا کالسیوف فندمغ — رأس اللئام و هامة الاعداءِ
واها لاصحاب النبی و جنده — حفدوا الیه بشدة و رخاءِ
غُمسوا ببرکات النبی و فیضه — فی النور بعد تمزّق الاهواءِ
قاموا باقدام الرسول بغزوه — حضروا جناب امامنا لفداءِ
فدّم الرجال لصدقهم فی حبهم — تحت السیوف اُریق کالاطلاءِ

بلغ القلوبُ الی الحناجر کربة — فتخیروا لِلّٰه کل عناءِ
دخلوا حدیقة ملّة غرّاءِ — عذب الموارد مثمر الشجراءِ
و فنوا بحبّ المصطفٰی فبحبهٖ — قطعوا من الأباء والابناءِ
قبلوا لدِین اللّٰه کل مصیبة — حتی رضوا بمصائب الاجلاءِ
قد اٰثروا وجه النبی و نوره — و تباعدوا من صحبة الرفقاءِ
فی وقت ظلمات المفاسد نوّروا — وجدوا السنا فی اللیلة اللیلاءِ
نهب اللئام نشوبهم فملیکهم — اعطی جواهر حکمة وضیاءِ
واهًا لهم قُتلوا لعزّة ربهم — ماتوا له بصداقتٍ وصفاءِ
شهدوا المعارک کلها حتی قضوا — لرضا المهیمن نحبهم بوفاء
ما فارقوا سبل الهُدٰی و تخیروا — جور العدا و بوائق الهیجاء
هٰذا رسول قد اتینا بابه — بمحبّةٍ و اطاعةٍ و رضاءِ
یالیت شُقّ جنانی المتموّج — لِأُرِی الخلایق بحرها کالماء
انا قصدنا ظلّه بهواجر — کالطیر اذ یأوی الی الدفواءِ
یا من یکذب دیننا و نبیّنا — و تسبُّ وجه المصطفٰی بجفاء
واللّٰه لست بباسل یوم الوغٰی — ان لم اشن علیک یا ابن بغاءِ
انا نشاهد حسنه وجماله — وملاحة فی مقلةٍ کحلاءِ
بدر من اللّٰه الکریم بفضله — والبدر لا یغسوا بلغی ضِراء
لا یبصر الکفار نور جماله — والموت خیر من حیات غشاءِ
انا براء فی مناهج دینهٖ — من کل زندیق عدوّ دهاءِ
نختار آثار النبی وامره — نقفوا کتاب اللّٰه لا الاراءِ
یا مُکفری ان العواقب للتقٰی — فانظر مآل الامر کالعقلاء
انی اراک تمیس بالخیلاء — أ نسیت یوم الطعن والاسراء
تُب ایها الغالی و تأتی ساعة — تمسی تعض یمینک الشلّاء
افتضربنّ علی الصفات زجاجة — هوّن علیک و لا تمت بِاِباء
غرّتک اقوال بغیر بصیرة — سُترت علیک حقیقة الانباءِ
ان السموم لشر ما فی العالم — ومن السموم غوایل الآراء
جاوزتَ بالتکفیر عرصات التقٰی — اشققت قلبی او رأیت خفائی

۱؎ سہو الکاتب والصواب ” الثیاب“۔شمس

تأتیک اٰیاتی فتعرف وجھھا فاصبر و لا تترک طریق حیاءِ
ان المقرب لا یضاع بفتنة والاجر یکتب عند کل بلاء
یا ربّنا افتح بیننا بکرامةٍ یا من یری قلبی و لُبَّ لحائِی
یا من اری ابوابه مفتوحة
للسائلین فلا ترد دعائی

اَلمقَدّمَة

فی ذکر

اسباب تالیف الکتاب و بیان ما عُلِّمنا من اللّٰه الوھاب

﴿۲۹﴾

اعلم حفظک اللّٰه القیّوم. و ایّدک فی خیرٍ تروم. ان ھذا الزمان ھو
اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدائے قیوم تجھے غلطیوں سے نگاہ رکھے اور ہر یک نیک مقصد میں تیرا مددگار ہو جائے کہ یہ زمانہ نہایت
الزمان الظلوم کانه الیوم المسموم. او البلاد الجروم. ضاعت فیه
ستم گار زمانہ ہے گویا وہ ایک نہایت گرم دن ہے یا ایسا ملک ہے جس میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ اس زمانہ میں علم اور معارف
المعارف والعلوم. وشاعت البدعات والرسوم. وخلصت للدنیا
ضائع ہوگئے اور رسوم اور بدعات پھیل گئے۔ اور سارے غم اور ساری ہمتیں دنیا کے لئے
الھمم والھموم. و حمئت بئار الطبائع ونزح الجموم. وحسبوا
خالص ہوگئیں اور طبیعتوں کے کوئیوں میں سیاہ مٹی پڑ گئی اور بہت پانی والا کنواں خشک ہوگیا۔ اور اس زمانہ کے لوگوں
الزقّوم کانه الزقّوم. و قلّ المؤمنون وکثر اللئام
نے درخت زقوم کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا وہ کھجوریں اور مکھن ہے۔ اور مومن کم ہوگئے اور لئیم جھگڑنے والے زیادہ ہوگئے

﴿۳۰﴾ الخصوم۔ وجعلوا المسیح الٰھا وقد رأو انه المسکین الجھوم

اور مسیح کو خدا بنا دیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ مسکین اور عاجز ہے اور اسی طرح ایسے ہی منحوس دن متواتر

وکذالک جاء ت الایّام الحسوم فنشکوا الَی اللّٰہ ربّ العالمین.

آ گئے سو ہم یہ گلہ جناب الٰہی میں کرتے ہیں جو رب العالمین ہے اور اس خدا کی قسم ہے جس نے

والّذی نوّر الشّھَب وازجٰی للمطر السُّحب وخلق السّمٰوات

ستاروں کو روشن کیا اور بارش کے لئے بادلوں کو چلایا اور آسمانوں کو طبقہ بعد طبقہ بنایا اوران کو روشنی

طباقًا وطبّقھا اِشراقًا. انّ الظلمت کثرت فی ھٰذا الزمان. وحلّتْ

سے بھر دیا کہ یہ بات درحقیقت سچ ہے کہ اس زمانہ میں تاریکی بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اور مردوں اور

فی جذر قلوب الرّجالِ والنّسوان. و مالتِ الطبائع الی الضّیم

عورتوں کے دلوں کے اندر بیٹھ گئی ہے اور طبیعتیں ظلم اور جھوٹ کی طرف میل کر گئیں اور بدکاری اور

والزّور واخُتارت سُبُل الفسق والفجور. وترک الناس طرق

دروغ اور بے اعتدالی کے طریقوں کو اختیار کر لیا ہے اور لوگوں نے دیانت اور امانت کے طریق کو

الدّیانة والامانة. و رضوا بانواع الفریة والخیانة و قلّبوا امور

چھوڑ دیا ہے اور جھوٹ اور خیانت پر راضی ہوگئے ہیں۔ اور دین کے احکام کو بدل ڈالا ہے۔ حق اور

الدین. یتخذون الجدّ عبثًا. و یحسبون التِبر خبثًا. و لا یمشون الّا

حکمت کی باتوں کو عبث سمجھتے ہیں اور سونے کو ایک میل قرار دے رہے ہیں اور جب چلتے ہیں تو ٹیڑھے

زائغین. سُلب منھم الفھم الذی یصقل الخواطر ویدری الجھام

چلتے ہیں ان کا وہ فہم ہی جاتا رہا جو دلوں کو صاف کرتا اور برسنے والے اور نہ برسنے والے بادل کے

والماطر فبرزوا کالانعام راتعین. لا یعرفون الزمان. والوقت الّذِی

نشان معلوم کر لیتا ہے۔ سو وہ چارپایوں کی طرح صرف چرنے والے ہی ثابت ہوئے زمانہ کو نہیں

قد حان. و لا یسلکون مسلک الحق والحقیقة. و لا یستقرون

پہچانتے اور نہ اس وقت کو کہ آ گیا۔ وہ حق اور حقیقت کی راہوں پر نہیں چلتے اور اس راہ کی کنجی کو نہیں

مفتاح الطريقة و لا يتدبّرون القراٰن منصفين. و لا يستوكفون صيّب ﴿۳۱﴾
ڈھونڈتے اور قرآن میں منصفوں کی طرح نہیں سوچتے۔ اور الٰہی فیضان کے مینہ کا برسنا نہیں چاہتے اور
الفيضان و يتيهون فی موماة الخسران كالعمين. يؤذون بحدة
زیاں کاری کے ایسے جنگلوں میں پھرتے ہیں جن میں نہ دانہ نہ پانی ہے۔ تیز کلموں کے ساتھ دکھ دیتے ہیں
الكلمات و لا كحد الظباة. و لا يبالون مكانة الصادقين. و اذا قيل
اور وہ کلمے ایسے تیز نہیں جیسا کہ تلواریں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں اور یہ لوگ سچوں کی شان کی کچھ پرواہ
لهم لا تفسدوا. واتقوا اللّٰه واهتدوا. قالوا انما نحن اول
نہیں رکھتے اور جب کہا جائے کہ فساد مت کرو اور خدا سے ڈرو اور ہدایت پذیر ہو جاؤ تو ان کا جواب یہ
المصلحين. فبما كانوا يكذبون. و لا يتركون الفساد
ہے۔ کہ ہم تو اول درجہ کے مصلح ہیں۔ پس اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور فساد کو نہیں چھوڑتے اور
و يزوّرون. ختم اللّٰه على قلوبهم و سقاهم سمّ ذنوبهم فما وُفّقوا
جھوٹ کی بندشوں میں مشغول ہیں خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور انہیں کے گناہوں کی زہر انہیں پلا
وصاروا من الهالكين. و قد نُصِحُوْا فاكدى النصيحة. و وُعِظُوْا فما
دی پس وہ توفیق یاب نہ ہوئے اور ہلاک ہو گئے اور ان کو نصیحت کی گئی۔ پس نصیحت نے کچھ فائدہ نہ بخشا
نفع الموعظة و ما اروا الا اعنادا و ما زادوا الا فسادا و تراهم يعثون
اور ان کو وعظ کیا گیا مگر وعظ نے کچھ نفع نہ دیا اور انہوں نے بجز عناد کے کچھ نہ دکھلایا اور بجز فساد کے کچھ
فی الارض مفسدين. نسلوا من كل حدبٍ و صاروا سبب كل ندبٍ.
زیادہ نہ کیا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زمین پر فساد کرتے پھرتے ہیں۔ ہر یک بلندی سے وہ دوڑے اور ہر یک
و ساروا على نحب صايدين. و اشاعوا الفسق والفجور والكذب
ماتم کا وہ سبب ہوئے اور شکار مارنے کے لئے جلدی جلدی انہوں نے قدم اٹھائے اور انہوں نے بدکاری
والزور. بما كانوا فاسقين. فلذٰلك ترٰى ان الامانت قلّت
اور بے حیائی اور جھوٹ کو پھیلایا کیونکہ وہ خود بدکار تھے۔ اور اسی لئے تو دیکھتا ہے کہ امانت کم ہو گئی

﴿۳۲﴾ والخیانت کثرت. والوقاحت افظعت. والضلالت ضنأت. و کلبة

اور خیانت بہت ہوگئی اور بے حیائی حد سے زیادہ پھیل گئی اور گمراہی کے بہت سے بچے ہوگئے اور بدکاری کی کتیا

الفسق اجعلت. و نعیّ الشرّ نُسأ ت. وحامل المواعظ ایتنت.

اٹھا میں آئی۔ اور شرارت کی زانیہ کے معمولی دن ٹل گئے اور نصیحتوں کی حاملہ الٹا جنی اور بے ہودہ گوئی کے اونٹ

وھجان الھجر سُمِّنَت. وعسبرة الحق عُبطَتُ. فمابکت علیھا عینٌ

موٹے کئے گئے۔ اور تیز رو اور نجیب اونٹنی سچائی کی، باوجود جوانی اور تازگی اور صحت کے ذبح کی گئی پس اس پر کوئی

و ما ذرفت بل دابة الباطل سُرِحتُ. فرعت حمی الحق حتی

بھی نہ رویا اور نہ آنسو بہائے بلکہ باطل کا ٹٹو چراگاہ میں چھوڑا گیا سو وہ سچائی کے مرغزار کو چر گیا یہاں تک کہ اس

تضلّعت. فما منعھا احد بل ایدی المسلمین وُثئت. و سیوف العدا

کی کوکیں بھر گئیں سو اس کو کسی نے منع نہ کیا بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ توڑے گئے اور دشمنوں کی تلواریں میان سے باہر

انطلقت. فاخذ الاحرار و لحومھم سُفّدت ثم نُدأت ثم خُضمت

نکل آئیں سو شریف آدمی پکڑے گئے اور ان کے گوشت سیخوں پر چڑھائے گئے پھر بریاں کرنے کے لئے آگ

وقُضمت والقیامة قامت و ھوجاء الفتن اشتدّت. وسیل الشرور

پر رکھے گئے پھر دانتوں سے چبائے گئے اور پیس کر کھائے گئے اور قیامت قائم ہوگئی اور شرارتوں کا سیلاب غالب

غلبت.و انکسر السکر والمصیبة جلّت. ونزلت النوازل وجبأت. وارض

ہوا اور بند ٹوٹ گیا اور مصیبت بھاری ہوگئی اور حوادث اترے اور یک مرتبہ انہوں نے آ پکڑا اور تقویٰ کی زمین پر

التقوی بردت. وسماء الصلاح تغیمت والمعصیة امتدت و لیلتھا جثمت

اولے پڑے اور نیکی کا آسمان بادل کے نیچے چھپ گیا اور بدکاری بہت لمبی ہوگئی اور اس کی رات آدھی چلی گئی۔ اور

والذنوب اغارت وصالت حتی جنبت الصلاح واسعطت والنفوس ندت

گناہوں نے دھارا مارا اور حملہ کیا یہاں تک کہ نیکی کی پسلی توڑ ڈالی اور اس کے سینہ پر نیزہ مارا اور لوگ آوارہ اور

وعین الانصاف رُمدت. وقروح الخبث تذیّأت. وکل سلیطة

بے قید اور سرخود ہوگئے اور انصاف کی آنکھیں رمد کی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور پلیدی کے زخم بہت خراب ہوگئے

هَـرَأتُ. والـفتـنة تـفـاقـمـت. وسهـامهـا مـن كل جهة مطرت والخبا ثة ﴿۳۳﴾

اور ہر یک زبان دراز نے بدزبانی کی اور فتنہ بہت بڑھ گیا اور ہر یک طرف سے اس کے تیر برسے اور پلیدی نے نکاح کرلیا پس اسے

تـزوّجـت. فـحملت وكمثلها اجزء ت. فجايأتها المتربة وتواردت والبلاد

حمل ٹھہر گیا اور اس نے اپنی شکل جیسی لڑکیاں جنیں پس وہ فقر وفاقہ ساتھ لائیں اور ملک ویران ہوگیا اور مصیبتوں کے مینہ برسے پس

خـربـت. ورهـام الـمـصـائب تصوّبت فما نجت نفس ايمنت او اشأمت او

ان مصیبتوں سے کوئی شخص نجات نہ پاسکا خواہ وہ یمن کی طرف گیا یا شام کی طرف یا مکہ اور مدینہ اور ان کے گرد کے دیہات کو دیکھ کر

عـرضت. و ما عصمت من الفقر و ان طهفلت و ما تركها العدا و ان بابأت

واپس آیا اور کوئی فاقہ سے نہ بچا اگرچہ وہ چینا یا مکی کا غلّہ کھاتا رہا اور اسی اناج پر ہمیشہ کے لئے قناعت کی اور عہد کے طور پر اسی کا کھانا

و كـم مـن نـفـسٍ ارتـدت بـعـد مـا هـلهـلـت. و كفرت بعد مـا آمنت

معمول رکھا اور دشمنوں نے اسے نہ چھوڑا اگرچہ اس نے کہا کہ میرا باپ تم پر قربان ہو اور بہت سے مرتد ہوگئے اور بعد اس کے کہ وہ

وحـمـدلـت. فرأينا فى هذه الليلة اللّيلاءِ. ما عرّفنا جهد البلاءِ وقصصنا

کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دین سے پھر گئے اور ایمان لانے اور الحمد للہ کہنے کے بعد کافر ہوگئے سو ہم نے اس اندھیری رات

قـصـص الاعـداء مسترجعين. محوقلين. والذين يقولون انا نحن علماء

میں وہ مصیبتیں دیکھیں جنہوں نے ہمیں سمجھا دیا کہ نہایت سخت بلا اسے کہتے ہیں اور ہم نے یہ سب قصے دشمنوں کے اس حالت میں

الاسـلام. و فحول ملّت خير الانام. فنراهم الكسالى الأكلين كالانعام.

لکھے جبکہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے تھے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں جو ہم علماء اسلام ہیں اور نبی کے

لا يـنصرون الحق بالاقوال والاقلام. الا قليل من عباد اللّٰه ذى الاكرام.

دین کے ایک نر عالم ہیں سو ہم ان کو ایک سست الوجود اور چارپایوں کی طرح کھانے پینے والے دیکھتے ہیں وہ اپنی باتوں اور قلموں سے

و ترٰى اكثرهم فى حقد اهل الـحـق كاللئام. ما يجيئهم حق الا يستعير

کچھ بھی حق کی مدد نہیں کرتے بجز اللہ جلّ شانہ کے ان خاص بندوں کے جو تھوڑے ہیں اور اکثر کو تو ایسا پائے گا کہ اہل حق کا کینہ رکھتے

بينهـم الاصـطـخـاب ولا يـدرون مـا الـحـقّ والـصـواب لا يـمـتـنعون

ہوں گے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی حق کی بات سن کر ان میں شور وغوغا پیدا نہ ہو وہ نہیں جانتے کہ حق اور صواب کیا چیز ہے وہ فتنہ سے

مَنِ الفتنة و يلبسون الحق بغوائل الزخرفة. ليفتنوا من ازرائهم ﴿۳۴﴾
باز نہیں آتے اور حق کے ساتھ باطل باتوں کو ملاتے ہیں تا اپنی نکتہ چینی سے جاہلوں
قومًا جاهلين. والذى اقامه اللّٰه لاصلاح الناس يحسبونه
کو دھوکا میں ڈالیں اور وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے اس کو
كالخناس ويكفرون المؤمنين. لا تنقل خطواتهم الا الى التزوير
ایک خناس سمجھتے ہیں اور مومنوں کو کافر ٹھہراتے ہیں ان کے قدم بجز دروغ گوئی کے کسی طرف حرکت نہیں
و لا تميلُ السنهم الا الى التكفير. ولا يعلمون ما خدمة الدين
کرتے اور ان کی زبانیں بجز کافر بنانے کے کسی طرف جھکتی نہیں اور نہیں جانتے کہ دین کی خدمت کیا شے ہے
لبسوا الحق بالباطل وكذٰلك عبطوا علينا الكذب متعمّدين
انہوں نے حق کو باطل کے ساتھ ملایا اور دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کیا
فهذا اعظم المصائب علٰى دين خير البرية ان العلماء خرجوا من
پس یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایک بڑی مصیبت ہے کہ اس زمانہ کے اکثر علماء دیانت اور
التّديّن والامانة. و فعلوا افعال اعداء الملّة. واجناؤا على
امانت سے باہر نکل گئے ہیں اور دینی دشمنوں کی مانند کام کر رہے ہیں اور جھوٹ پر
الكذب والفرية. ليحفظوها مِن صول الحق والحكمة و لا
گرے جاتے ہیں تا اس کو حق کے حملہ سے بچالیں
يبالون ديانا ذا العظمة. وينصرون الكفرة كالمعاندين. واحتكاؤا
اور خداوند ذوالجلال کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور عناد رکھنے والوں کی طرح کافروں کو مدد دے رہے ہیں
فى انفسهم انهم على الصّواب وما يسلكون الا مسلك التباب و لا
اور اپنے دلوں میں یہ بات بٹھا لی ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ سراسر ہلاکت کی راہ پر چلتے
يعلمون الا الامانى. و لا يبتغون المعانى و ما كانوا
ہیں وہ صرف اپنی نفسانی آرزوؤں کو جانتے ہیں اور معانی کو نہیں ڈھونڈتے اور نہ غور کرتے ہیں

﴿۳۵﴾ مـمّعنين. يسمعون الحق فيأبون. كأنهم الى الموت يُدْعَوْن و يرون

سچی بات کو سن کر پھر سرکشی کرتے ہیں۔ گویا وہ موت کی طرف بلائے جاتے ہیں اور دیکھتے

ان الـدنيـا غـدور و الـدهر عثور. ثم يكبّون عليها كالعاشقين و لهم

ہیں کہ دنیا سخت بے وفا اور زمانہ منہ کے بل گرنے والا ہے پھر دنیا پر عاشقوں کی طرح گرتے ہیں

عـمـل يـعـملون فى الدار. و عمل اٰخر للانظار فويل للمرائين و قد

اور بعض ان کے کام وہ ہیں جو گھر میں کرتے ہیں اور بعض وہ کام ہیں جو دکھلانے کے لئے ہیں سو ریاکاروں پر واویلا ہے

رأوا فسـاد الـكـفـار و علموا انّ الدّين صار غرض الاشرار. وديس

انہوں نے خوب دیکھ لیا کہ کافروں کا فساد کیسا بڑھ گیا ہے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ دین شریروں کا نشانہ بن گیا اور حق

الـحـق تحت ارجل الفجار ثم ينومون نوم الغافلين ولا يلتفتون الٰى

بدکاروں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ پھر غافلوں کی طرح پڑے سوتے ہیں اور دین کی ہمدردی کے لئے کچھ

مواسات الدين. يسمعون كل صيحةٍ موذية ثم لا يبالون قول كفرة

بھی توجہ نہیں کرتے ہر یک دکھ دینے والی آواز کو سنتے ہیں۔ پھر کافروں ناپاکوں کی باتوں کی کچھ بھی

فـجرة و لا يـقومون كذى غيرة بـل يثـقـلـون كـالحبالٰى و ما هم

پروا نہیں رکھتے اور ایک ذی غیرت انسان کی طرح نہیں اٹھتے بلکہ حمل دار عورتوں کی طرح اپنے تئیں بوجھل بنا لیتے

بـحبـالٰى و اذا قاموا الٰى خير قاموا كسالٰى. و ما تجد فيهم صفة

ہیں حالانکہ وہ حمل دار نہیں۔ اور جب کسی نیکی کی طرف اٹھتے ہیں تو سست اور ڈھیلے اٹھتے ہیں اور تو محنت کشوں کے لچھن

الجاهدين و اذا رأو حظ انفسهم فتراهم يهرعون اليه واثبين.

ان میں نہیں پائے گا اور جب کوئی نفسانی حظ دیکھیں تو تو دیکھے گا کہ اس کی طرف دوڑتے بلکہ اچھلتے چلے جاتے ہیں۔

هذا حال علماء نا الكرام. واما الكفار فيجاهدون لاطفاء الاسلام

یہ تو ہمارے بزرگ علماء کا حال ہے مگر کافر تو اسلام کے مٹانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں اور ان کے تمام مشورے

و مـا كـان نـجـواهـم الا لهذا المرام وما كانوا مُنتهين. حرفوا كتبا

اسی مقصد کے لئے ہیں اور باز نہیں آتے۔ کتابوں اور

﴿۳۶﴾ وآخبـارًا و مـكـروا مكرًا كُبّارًا. و زوّرُوا اطوارًا و اهلكوا خلقًا كثيرًا

اخباروں کو بدل ڈالا اور ایک بڑا مکر کیا اور کئی طور سے جھوٹ کو آراستہ کیا اور ایک دنیا کو جاہلوں

مـن الجاهلين. قتلوا زُمرا كثيرة و ابدوا مكيدة كبيرة. فما نبأ سيفهم

میں سے ہلاک کیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک عجیب مکر ظاہر کیا سوان کی تلوار نے

نبوة و وردوا الـديـار متبوّء يـن. و مـا تركوا دقيقة الفساد. و جهروا

کبھی خطا نہ کیا اور وہ اس نیت سے ملکوں میں گئے کہ اگر ان کو اپنی مرضی پر پاویں تو وہیں ڈیرے جمالیں اور فساد کا

بـالـذحـل مـن الـعـنـاد. وقلبوا امور الحق والسداد وصافوا الشيطان

کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور عناد کی وجہ سے اپنے کینہ کو کھلے کھلے طور پر ظاہر کر دیا اور حق اور صلاحیت کی باتوں کو بدلا دیا اور

مشـافـنين و ما نكّبوا عنهم بغض الصادقين. بل نجد كل فردٍ ذا حنقٍ

شیطان کے زانو بزانو بیٹھ کر اس سے صلح کر لی اور اپنے تئیں سچوں کے بغض سے علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ہم ہر ایک کو ان میں سے

و مُصـرًّا عـلـٰى نـجـس و رهق و ما نجدهم الا مفترين. لا يعلمون الا

جھگڑالو اور غضبناک پاتے ہیں اور ان کو نقصان رسانی اور حق پوشی پر مصر دیکھتے ہیں اور ہم نے ان میں بجز افترا کرنے کے اور کچھ نہیں پایا

الاكـل والـنـيـک و لا يـؤثـرون الا الـزيـنـة والصَّيـک و لا يمشون الا

وہ بجز کھانے اور جماع کے اور کچھ نہیں جانتے اور بجز زینت اور خوشبو کے اور کچھ اختیار نہیں کرتے اور بجز تکبر کی چال

مستـكـبـريـن. فحملنا بهم انواع الاحمال. لو حُمِّلَتْ مثلها راسخات

کے اور کوئی چال نہیں چلتے پس ہم نے ان سے انواع اقسام کے بوجھ اٹھائے اور ایسے بوجھ اٹھائے کہ اگر ان کی مانند مضبوط

الـجبال لخرّت وانهدّت فى الحال. و ناء بها باس الاثقال. و سقطت

پہاڑوں پر بوجھ پڑتے تو فی الفور گر پڑتے اور بوجھ ان کو گرا دیتا اور ایسے گرتے

كالساجدين. ولكنّا كنّا محفوظين.

جیسا کہ کوئی سجدہ کرتا ہے مگر ہم حفاظت کئے گئے تھے۔

و كـان قـلـبـى يـقـلـق و كـادت نـفسى تـزهـق لو لـم يـكـن

اور میرا دل بے قراری میں تھا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی اگر

مّعی قویٌّ متین. وانه مولانا و لا مولٰی للکافرین. و انّہٗ یجیب دعاء نا ﴿۳۷﴾
خدائے قوی میرے ساتھ نہ ہوتا اور وہی ہمارا آقا ہے اور کافروں کا کوئی آقا نہیں اور وہی ہے جو ہماری
و یسمع بکاء نا و یأتینا اذا أتیناہ مضطرین. و کذالک اذا خوفنی
دعا کو قبول کرتا اور ہمارے رونے کو سنتا ہے اور جب ہم بے قرار ہو کر اس کی جناب میں آتے ہیں تو ہماری
ھجوم الاٰفات وارعدنی ضعف المسلمین والمسلمات فبکیت فی
طرف آتا ہے اور اسی طرح جب آفات کے ہجوم نے مجھ کو ڈرایا اور مسلمانوں کے ضعف نے میرے بدن
وقت من الاَوْقات. ودعوت ربی قاضی الحاجات ونادَیتُ مولای
پرلرزہ ڈالا۔ پس میں ایک خاص وقت میں رویا اور اپنے رب کی جناب میں جو قاضی الحاجات ہے دعا کی
کالمتضرّعین. و قلتُ یا رب انت ملجأنا فی کلّ حین. ونحن
اور اپنے مولا کو تضرع کرنے والوں کی طرح پکارا اور میں نے کہا کہ یا الٰہی تو ہر وقت میں ہماری پناہ ہے اور ہم
الیک نشکو وانت احکم الحاکمین. فلا تؤاخذنا ان نسینا او
تیری طرف شکایت کرتے ہیں اور تو احکم الحاکمین ہے پس ہمارے بھولنے اور خطا کرنے پر مت پکڑ اور ہم پر
اخطانا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا. و لا
بوجھ مت ڈال جیسا کہ تو نے ان پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے تھے اور ہمارے سر پر وہ بوجھ مت رکھ جس کے
تحملنا ما لا طاقه لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا
اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں اور ہم سے درگذر کر اور ہمیں ڈھانک لے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا آقا ہے سو
فانصرنا علی القوم الکافرین. فاستجاب لی ربی واعطانی اربی
ہمیں کافروں پر مدد دے۔ سو میرے خدا نے میری دعا قبول کی اور میری حاجت مجھے عنایت کی اور مجھ کو
ونصرنی وھو خیر الناصرین. فکنت یومًا اتذکر قِلّة البعاع
مدد دی اور وہ بہتر مدد دینے والا ہے۔ سو میں ایک دن اپنی کمی سرمایہ کو یاد کر رہا تھا اور نرم اور نوخیز سبزہ
وارتعد کالـلُّعاع. واقلق فی ھذہ الاحزان. واقرء اٰیات القراٰن
کی طرح کانپتا تھا اور انہیں غموں میں بے قرار ہو رہا تھا اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھتا تھا

﴿۳۸﴾ و افکر فیھا بجھد الجنان. وازجی نضو التدبر والامعان وادعوا اللّٰہ ان
اور دلی کوشش سے فکر کر رہا تھا اور تدبر اور سوچ کی دُبلی اونٹنی کو چلا رہا تھا اور خدا تعالیٰ سے مانگ رہا تھا کہ
یھدینی طرق العرفان. ویتم حجتی علی اھل العدوان. ویتلافی ماسلف
مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور اہل ظلم پر میری حجت کو پوری کرے اور اس ظلم کا تدارک کرے جو زیادتی
من جور المعتدین. فبینما انا افتش کالکمیش وقد حمی وطیس
کرنے والوں سے صادر ہو چکا ہے پس اس عرصہ میں جو میں ایک سریع الحرکت انسان کی طرح فکر کر رہا تھا
التفتیش وانظر بعض الاٰیات. واتوسّم فحواء البینات. اذا تلألأت امام
اور تفتیش کا تنور گرم تھا اور میں بعض آیتوں کو دیکھتا اور ان کے بینات میں غور کرتا تھا کہ ناگاہ میری آنکھوں
عینی اٰیة من اٰیات الفرقان. و لا کتلالؤ دُرر العمان. فاذا فکرت فی
کے سامنے ایک آیت قرآن شریف کی چمکی اور وہ ایسی چمک نہ تھی جیسا کہ عمان کے موتیوں کی بلکہ اس سے
فحوائھا. واتبعت انواع ضیاء ھا. واجزت حمٰی ارجائھا. وافضیت الی
بڑھ کر تھی۔ پس جبکہ میں نے ان آیتوں کے مضمون میں غور کیا اور روشنی کی پیروی کی اور ان کے میدان تک
فضائھا وجدتھا خزینة من خزائن العلوم. ودفینة من السرّ المکتوم.
پہنچا تو میں نے ان آیتوں کو مخزن علوم پایا اور چھپے ہوئے بھیدوں کا دفینہ دیکھا۔ سو اس کے دیکھنے نے میرے
فھزت عطفی رؤیتھا و تجلّت لی کجمرة قوتھا. واصبی قلبی
بازو کو ہلا دیا اور اس کی قوت میرے پر ہزار سوار کی طرح ظاہر ہوئی اور اس کی سبزی اور تازگی نے میرے
نضارھا ونضرتھا. واغتالت العدا کریھتھا. وسرت مھجتی صرّتھا
دل کو کھینچ لیا اور اس کی لڑائی نے یکدفعہ دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اس کی جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو
فحمدلت وشکرت للّٰہ ربّ العالمین. و رأیت بھا ما یملأ العین قرة
میں نے الحمد للّٰہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور میں نے ان آیات میں وہ عجائبات دیکھے جو آنکھوں کو خنکی سے
ویعطی من المعارف دولة. ویُسرّ قلوب المسلمین. وعلّمت من سرّ
بھر دیتے ہیں اور معارف کی دولت بخشتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کر دیتے ہیں اور مجھ کو لغتوں کا

اللّغات ومثواها. وزُودت من فَصّ الكلمات ونجواها وكذلك ﴿۳۹﴾

سرّ اوران کی اصل جگہ بتلائی گئی اور کلمات کے پیوند اوران کے راز سے میں توشہ دیا گیا اور اسی طرح بلند بھید مجھ کو عطا کئے

اعطيت من اسرارٍ عُليا ونكاتٍ عظمٰى. ليزيد يقيني ربّى الاعْلٰى.

گئے اور بڑے بڑے نکتے مجھ کو دیئے گئے تا خدا تعالیٰ میرا یقین زیادہ کرے اور تا تجاوز کرنے والوں کا پیچھا کاٹ ڈالے اور

وليقطع دابر المعتدين. وان كنت تحب ان تعرف الأية وصولها

اگر تو چاہتا ہے کہ آیۃ موصوفہ اور اس کے حملہ سے نجات ہو تو قرآن کے اس مقام کو پڑھ جہاں یہ لکھا ہے کہ

فاقرء لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا [1]. و ان فيها مدح القراٰن وعربى

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر

مبين. فتدبرها كالعاقلين. و لا تمرّ بها مرور الغافلين. واعْلم انّ

کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور

هذه الأية تعظّم القراٰن والعربية ومكة و فيها نور مزّق الاعدآء

عربی کی مدح ہے پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح ان پر سے مت گزر اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی

وبكّت. فاقرء ها بتمامها وانظر الٰى نظامها و فتّش كالمستبصرين.

اور مکہ کی عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور لاجواب کر دیا پس تمام آیت کو

وانى تدبرتها فوجدت فيها اسرارًا. ثم امعنتُ فرأيت انوارا. ثم

پڑھ اور اس کے نظام کی طرف دیکھ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر اور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا پس کئی بھید ان میں

عمقت فشاهدت مُنزّلا قهّارًا ربّ العالمين. وكُشف علىّ ان الأية

پائے پھر ایک گہری غور کی تو کئی نور اُن میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو اتارنے والے قہار کا مجھے مشاہدہ

الموصوفة والاشارات الملفوفة. تهدى الى فضائل العربية. وتشير الى

ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پر کھولا گیا کہ آیت موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں

انها اُمّ الا لسنة. وان القراٰن اُمّ الكتب السابقة. وانّ مكة اُمّ الارضين.

اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ اُمّ الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا اُمّ یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا اُمّ ہے

[1] الانعام:۹۳

﴿۴۰﴾ فاقتادنی بروق ھذہ الأیة الی انواع التنطس والدرایة. وفھمتُ

سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا اور مجھے یہ بھید سمجھ آ گیا

سرّ نزول القراٰن فی ھذا اللسان وسرّ ختم النبوة علی خیر البریّة

کہ قرآن کیوں عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی

و ختم المرسلین. ثم ظھرت علی اٰیات اخرٰی و ایّد بعضھا بعضا

اس میں بھید کیا ہے پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں اور بعض نے بعض کی متواتر مدد کی ۔ یہاں

تترًا. حتّی جرّنی ربّی الی حق الیقین. وادخلنی فی المستیقنین.

تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا اور میرے

وظھر علیّ انّ القراٰن ھو اُمّ الکتُب الاولٰی والعربیة امّ الالسنة من

پر ظاہر ہوگیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام زبانوں کی ماں اور

اللّٰہ الاعلٰی. و اما الباقیة من اللغات فھی لھا کالبنین او البنات.

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کے بیٹے بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ

ولا شک انّھا کمثل ولدھا او ولا یدھا و کلّ یاکل من اعشارھا

تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر یک اسی کی دیگوں اور اسی

وموایدھا وکل یجتنون فاکھة ھذہ اللّھجة ویملأون البطون

کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر یک اسی کے پھل چکھ رہا ہے اور اسی خوان سے اپنے پیٹ بھر

بتلک المائدة و یشربون من تلک اللّجة و یتخذون لباسًا من

رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی حُلّہ سے انہوں نے اپنا لباس بنایا ہے اور وہ

ھذہ الحُلّة. فھی مربیة اعارھا الدَّسُت. واختار لنفسھا الدَّست.

ان کی مربی ہے جس نے بعاریت ان کو لباس دیا اور اپنی ذات کے لئے مسند اختیار کیا اور یہ بات

واما اختلاف الالسنة فی صور الترکیب فلیس من العجیب

کہ اگر عربی اُمّ الالسنہ ہی ہے تو زبانوں کی ترکیبوں میں کیوں اختلاف ہے تو یہ کچھ عجیب بات نہیں

وکذٰلک الاختلاف فی التصریف واطراد المواد لیس من دلایل عدم ﴿۴۱﴾

اور اسی طرح جو اختلاف تصریف اور اطراد مواد میں ہے وہ بھی عدم اتحاد کی دلیل نہیں ٹھہر سکتا اور اگر یہ

الا تحاد ولو لا اختلاف بھذا القدر فی الترکیبات لامتنع تغایر یوجب

تھوڑا سا اختلاف بھی جو ترکیبات کا اختلاف ہے لغات میں باقی نہ رہے تو وہ تغایر درمیان سے اٹھ جائے

کثرۃ اللغات. فان وجود التراکیب المختلفۃ ھو الذی غیّر صور الالسنۃ.

گا جو کثرت لغات کا موجب ہے کیونکہ مختلف ترکیبوں کا زبانوں میں پایا جانا ہی تو وہ امر ہے جس نے

وھو السبب الاول للتفرقۃ فلا یسوغ لمعترض ان یتکلّم بمثل ھٰذہ

زبانوں کی صورت کو متغایر کر رکھا ہے اور وہی تو زبانوں کے تفرقہ کا پہلا سبب ہے پس کسی معترض کے لئے

الکلمات. و این منتدحۃ ھذہ الاعتراضات فانھا مصادرۃ

جائز نہیں جو ایسے کلمے منہ پر لاوے اور ایسے اعتراضات کی گنجائش کہاں ہے کیونکہ یہ مصادرہ علی المطلوب

و من الممنوعات وکفاک ان الالسنۃ کلھا مشترکۃ فی کثیر من

ہے جو مناظرات میں ممنوع ہے اور تجھے یہ بات کفایت کرتی ہے کہ تمام زبانیں بہت سے مفردات میں

المفردات. و ما اوغلتُ بل سأُریک کاجلی البدیھیات فاستقم کما

شریک ہیں اور میں نے یہ مبالغہ سے نہیں کہا بلکہ میں عنقریب تجھے بدیہیات کی طرح دکھلاؤں گا پس تو قائم

سمعت و لا تکن من المخطین. وانی لما وجدت الدلائل من

اور ثابت قدم ہو جا جیسا کہ تو نے سن لیا اور خطا کاروں میں سے مت ہو اور میں نے جب قرآن کریم سے

الفرقان واطمئن قلبی بکتاب اللّٰہ الرّحمان اردت ان اطلب الشھادۃ

دلائل پائے اور کتاب اللہ کی گواہی سے میرا دل مطمئن ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ احادیث سے بھی کچھ

من الاٰثار. فاذا فیھا کثیرٌ من الاسرار. ففرحت بھا فرحۃ النشوان

دلائل لوں پس جبکہ میں نے حدیث کو دیکھا تو اس میں بہت بھید پائے پس میں ایسا خوش ہوا جیسا کہ نشہ پینے

بالطلاء و وجدت وجد الثمل بالصھباء وشکرت اللّٰہ نصیر

والا شراب سے خوش ہوتا ہے اور جیسا کہ مست کو شراب سے خوشی پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ کا میں نے شکر

﴿۴۲﴾ الصادقین. ثم بدء لی ان اثبت ھذا الامر بالدلایل العقلیہ. لاتم الحجة علی

کیا جو سچوں کا حامی ہے پھر مجھے یہ خیال آیا کہ اس امر کو دلائل سے ثابت کروں تا سخت ہوا پرست اور جھگڑالو پر

کل جموح شدید الخصومة. وابکت قومًا مرتابین. فلم تزل الاشواق

حجت پوری کردوں اور شک کرنے والوں کو لاجواب کردوں۔ پس میرے شوق ہمیشہ میرے فکر کو جنبش دیتے تھے

تھیج فکری وتُجیل فی عرصاتھا حجری حتی فتحت علیّ ابواب

اور اس کے میدانوں میں میری عقل کو جولان دیتے تھے یہاں تک کہ میرے پر دلائل کے دروازے کھولے گئے

الاستدلال و وُقّفت لامضاض زعم اھل الضلال وقوم ضالین. و واللّٰہ

اور میں اہل ضلال کے گمان باطل کو جلانے کے لئے واقف کیا گیا اور بخدا کہ اس راہ میں میرے دل نے کچھ بھی

ما عانا بالی فی ھذا السبیل وما اخرجت شیئا من الزنبیل. وما فارقتُ

تکلیف نہیں اٹھائی اور میں نے اپنی زنبیل میں سے کچھ بھی نہیں نکالا اور میں خواب کے پیالوں سے الگ نہیں ہوا

کأس الکرٰی وما نصصتُ رکاب السُّرٰی. بل رُزِقتُ کلھا من حضرة

اور میں نے رات کے وقت اونٹوں کو نہیں چلایا بلکہ یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملیں اور اس نے میری

الکبریاء. وقُصِر منه طول لیلتی اللّیلاء. وانقضت من حُسن قضائه

اندھیری رات کی لمبائی کو کوتاہ کیا۔ اور میری آرزو اس کی حاجت روائی سے پوری ہوئی اور کسی رات میں میری

منیتی. وما ارقت فی لیل مقلتی. وما تخبشت غیر امتعتی. حتی ازلفت

آنکھ بیدار نہیں رہی اور میں نے اپنے سرمایہ کو ادھر ادھر سے کچھ اکٹھا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میرا روضہ میرے لئے

لی روضتی. واثمرت شجرتی. وذلّلت علیّ قطوفھا من رب العالمین.

قریب کیا گیا اور میرا درخت پھلدار ہو گیا اور اس کے خوشے میرے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جھکائے گئے اور بخدا

وواللّٰہ انّ فوزی ھذا من ید ربّی. فاحمده واصلّی علی نبی عربیّ منه

یہ میری کامیابی میرے رب کی طرف سے ہے پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں

نزلت البرکات. ومنه اللحمة والسداة. وھو ھیّأ لی اصلی وفرعی

اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا

و آنبت کلّ بذری و زرعی وھو خیر المنبتین. وما کان لی حول اَنْ ﴿۴۳﴾
اور اس نے میرے بیج اور کھیت کو اگایا اور وہ بہتر ہے سب اگانے والوں سے اور میری کہاں طاقت تھی کہ میں
اعفّر العدا. وما ھروتُ اِذْ ھروت ولکن اللّٰہ ھرٰی. وما رأیت رائحة
دشمنوں کو خاک میں ملاؤں اور میں نے یہ سوٹا نہیں چلایا جبکہ چلایا بلکہ خدا نے چلایا اور میں نے مشقت نفس کی بو
شق النفس و ما اشتدت لی حاجة الی انضاء العنس. وما اعدیت
نہیں دیکھی اور مجھے کچھ ضرورت پیش نہ آئی کہ میں اپنی اونٹنی کو لاغر کروں اور میں نے قوی گھوڑے نظروں کے نہیں
ھیاکل الانظار وما جریت طلقا مع الافکار. وما رأیت ذات کسورٍ بل
دوڑائے اور میں ایک تگ بھی فکروں کے ساتھ نہیں چلا اور میں نے اونچی نیچی زمین کو نہیں دیکھا بلکہ میں پرندوں کی
طُرت کطیورٍ او کراکب عیدھورٍ. و وجدت ما تشتھی الانفس
طرح اڑا یا ایسے سوار کی طرح جو قوی اونٹ پر سوار ہوا اور میں نے ہر ایک امر جو جی چاہتا ہے اور آنکھیں اس سے
وتلذّ الاعین و اُرضعت من غیر بکاءٍ وأنین. فتألیفی ھٰذا امر من
لذت اٹھاتی ہیں پالیا اور بغیر رونے کے مجھ کو دودھ پلایا گیا۔ پس یہ میری تالیف اسی کی طرف سے ہے اور ہر یک
لدیه. وکل امر یعود الیه وھو احسن المحمودین. واذا ازمعت لھذه
امر اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ ان سب لوگوں سے جو تعریف کئے جاتے ہیں بہتر ہے اور جب میں نے
الخطة و فکرت فی تلک الاٰیة وکذٰلک فی اٰیاتٍ عُلّمت من
اس بزرگ کام کے لئے قصد کیا اور اس آیت میں فکر کیا اور اسی طرح ان تمام آیتوں میں جو مجھے حضرت احدیت
حضرة الاحدیة. فاحسستُ ان قارعًا یقرع باب بالی. ویعلمنی من
سے سکھلائی گئیں سو مجھے احساس ہوا کہ گویا ایک کھٹکھٹانے والا میرے دل کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور نہایت
علم عالی وینفخ روح التفھیم والتلقین. فسمیت الکتاب منن الرحمان
اونچا علم مجھے سکھلاتا ہے اور تفہیم اور تلقین کی روح پھونکتا ہے۔ پس میں نے کتاب کا نام منن الرحمان رکھا کیونکہ کئی
بما انعم علی ربّی بانواع الفضل والاحسان و ھو خیر المحسنین
قسم کے فضل اور احسان سے خدا تعالیٰ نے میرے پر انعام کیا اور وہ سب سے بہتر احسان کرنے والا ہے

﴿۴۴﴾ وَمَا کان ھذا اوّل آلائہ بل انی نشأت فی نعمائہ. وانہ والانی وربانی
اور یہ اس کی کچھ پہلی ہی نعمت نہیں بلکہ میں نے تو اس کی نعمتوں میں ہی پرورش پائی ہے۔ اور اس نے مجھے
واتانی و تولانی وکفّلنی وصافانی. ونجانی وعافانی وجعلنی من
دوست رکھا اور میری پرورش کی اور مجھے دوست رکھا اور میرا متولی اور متکفل ہوا اور مجھے نجات دی اور مجھے
المحدّثین المامورین.
محدثین مامورین میں سے کیا۔
وامّا تفصیل اٰیات تؤیّد اٰیۃ **امّ القریٰ** وتبیّن أنّ العربیۃ
اور ان آیتوں کی تفصیل جو آیت اُمّ القریٰ کی مؤید ہیں اور جو ظاہر کرتی ہیں جو عربی
امّ الالسنۃ والھام اللّٰہ الاعلی فمنھا اٰیۃ من اللّٰہ المنّان فی سورۃ
اُمّ الالسنہ اور الہام الٰہی ہے سو بہ تفصیل ذیل ہے چنانچہ ان میں سے ایک وہ آیت ہے جو سورہ رحمان
الرّحمٰن. اعنی قولہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ[1] فالمراد من
میں ہے یعنی خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا
البیان اللّغۃ العربیۃ. کما تشیر الیہ الاٰیۃ الثانیۃ اعنی قولہ تعالٰی
سکھایا۔ سو بیان سے مراد جس کے معنے بولنا ہے زبان عربی ہے جیسا کہ دوسری آیت اسی کی طرف اشارہ
عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ[2] فجعل لفظ المبین وصفًا خاصًا للعربیۃ و اشار الٰی
کرتی ہے یعنی عربی مبین سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کے لئے ایک خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات
انّہ من صفاتہ الذاتیۃ. و لا یشترک فیہ احد من الالسنۃ کما لا
کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفات خاصہ میں سے ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت
یخفی علی المتفکّرین. واشار بلفظ البیان الٰی بلاغۃ ھذا
میں اس کی شریک نہیں جیسا کہ فکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان کے لفظ کے ساتھ اس زبان کی
اللّسان. والٰی انھا ھی اللسان الکاملۃ وانھا احاطت
بلاغت کی طرف اشارہ کیا اور نیز اس بات کی طرف اشارہ کہ یہ زبان کامل اور ہر یک امر مایحتاج پر محیط ہے

[1] الرحمٰن:۴،۵ [2] النحل:۱۰۴

كـلـمـا اشتـدت اليـه الحاجة. و تصوّبت مطرها بقدر ما اقتضت البلدة ﴿۴۵﴾

اور اس کا مینہ اس قدر برسا ہے جس قدر زمین کو ضرورت تھی اور دلوں کے خیال ظاہر کرنے کے لئے

وفـاقـت كـل لـغـت فـي ابـراز مـا في الضمائر و ساوى الفطرة البشرية

ہر یک زبان پر فائق ہے اور فطرت بشری سے ایسی برابر ہے۔ جیسا کہ ایک دائرہ دوسرے دائرے

كتسـاوى الـدوائـر. و كل ما اقتضته القوى الانسانية و ابتغته التصورات

سے برابر ہو اور وہ تمام امور جن کو انسانی قویٰ چاہتے ہیں اور انسانی تصورات ان کے خواہشمند ہیں

الانسية و كـل مـا طـلبـه حـوائـج فطرة الانسان. فيحاذيها مفردات هذه

اور وہ تمام امور جن کو انسانی فطرت کی حاجتیں طلب کرتی ہیں سو اس زبان کے مفردات ان کے

الـلسـان مع تيسير النطق. و القاء الاثر على الجنان. فاتبع ماجاءك من

مقابل پر واقع ہیں اور ساتھ اس کے یہ خوبی ہے کہ بولنے کے طریق کو آسان کیا گیا ہے ایسا کہ دل پر

اليقين ثم سياق هذه الأية يزيدك في الدراية. فانه يدل بالدلالة القطعية

اثر پڑے پھر اس آیت کا سیاق درایت کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ وہ سیاق ان پوشیدہ بھیدوں پر دلالت

على ما قلنا من الاسرار الخفية لتكون من الموقنين. فتفكر في اٰية

کرتا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں تا کہ تو یقین والوں میں سے ہو جائے پس اس آیت میں غور کر یعنی الرحمٰن

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ [1]. فـان الـغـرض فيها ذكر الفرقان و الحث على

علّم القرآن کیونکہ اس آیت میں مقصود دو باتیں ہیں۔ قرآن کی فضیلت کا ذکر اور اس کی تلاوت اور

التلاوة و الامـعـان ولا يحصل هذا الغرض الا بعد تعلم العربية و المهارة

سوچنے پر ترغیب اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہوسکتی کہ عربی کو سیکھیں اور اس میں مہارت تامہ

التامة في هٰذه اللّهجة. فـلأجل هذه الاشارة قدم الله اٰية عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ [2] ثم

حاصل کریں پس اسی اشارت کی غرض سے خدا تعالیٰ نے آیت علّم القرآن کو مقدم کیا پھر بعد اس کے آیت

قـفـاه اٰية عَلَّمَهُ الْبَيَانَ [3] كـانـه قـال الـمـنة مـنتـان. تـنـزيل القراٰن

علّمہ البیان کو لایا پس گویا کہ اس نے یہ کہا کہ احسان دو احسان ہیں (۱) قرآن کا اتارنا

[1] الرحمٰن:۲،۳ [2] الرحمٰن:۳ [3] الرحمٰن:۵

﴿۴۶﴾ و تخصیص العربیة بأحسن البیان. وتعلیمها لاٰدم لینتفع به نوع

اورعربی کو بلاغت فصاحت کے ساتھ مخصوص کرنا اور آدم کو عربی کی تعلیم دینا تا نوع انسان اس سے منتفع ہو

الانسان. فانها مخزن علومٍ عالیة وهدایاتٍ ابدیة من المنّان کما لا

کیونکہ عربی علوم عالیہ کی مخزن ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ہدایتیں ہیں جیسا کہ تدبر کرنے

یخفٰی علی المتدبّرین.

والوں پر پوشیدہ نہیں۔

فالحاصل انه ذکر اوّلًا نعمة القراٰن. ثم ذکر نعمة اُخرٰی التی

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اول خدا تعالیٰ نے فرقان کی نعمت کو ذکر کیا ہے پھر اس دوسری نعمت کو ذکر کیا

هی لها کالبنیان. واشار الیها بلفظ البیان. لیعلم انّها هو العربی المبین.

جو اس کے لئے بنیاد کی طرح ہے اور اس بات کی طرف بیان کے لفظ کے ساتھ اشارہ کیا تا معلوم ہو کہ اس صفت

فان القراٰن ما جعل البیان صفة احد من الالسنة من دون هٰذه اللّهجة.

سے موصوف عربی زبان ہے کیونکہ قرآن نے بیان کے لفظ کو بجز عربی کے کسی زبان کی صفت نہیں ٹھہرایا پس کونسا

فایّ قرینة اقوٰی و ادلّ من هذه القرینة لو کنتم متفکّرین. اَلَا ترٰی أنّ

قرینہ اس قرینہ سے زیادہ قوی اور زیادہ دلالت کرنے والا ہے اگر تم فکر کرنے والے ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ

القراٰن سمی غیر العربیة **اعجمیا** فمن الغباوة ان تجعلها للعربیة

قرآن نے غیر زبانوں کا نام اعجمی رکھا ہے پس نادانی ہوگی کہ ان زبانوں کو عربی کا ہمنام اور ہم رتبہ ٹھہرایا جائے

سمیّا. فافهم ان کنت زکیا و لا تکن من المعرضین. والنّص صریح وما

پس اگر تو زکی ہے تو سمجھ لے اور کنارہ کرنے والوں سے مت ہو اور یہ نصّ صریح ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں

ینکره الا وقیح من المعاندین.

کرے گا مگر بے حیا جو معاندوں میں سے ہوگا۔

و منها ما قال ذوالمجد و العزّة فی اٰیة بعد هٰذه

اور ان آیتوں میں سے ایک وہ آیت ہے جو خدائے ذوالمجد والعزت نے بعد اس

الاٰیة اعنی قول اللّٰہ الحنّان. اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ[1]. فانظر الٰی ما ﴿۴۷﴾

آیت کے ذکر فرمائی ہے یعنی خدائے بزرگ اور مہربان کا یہ قول کہ الشمس والقمر بحسبان۔

قال الرحمان. وفکر کذی العقل والامعان. وتذکّر

پس اس مضمون کو سوچ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا اور عقلمندوں اور سوچنے والوں کی طرح غور کر

کالمسترشدین. فانّ ھذہ الاٰیة تؤیّد اٰیةً اولٰی. و یفسّر معناھا بتفسیر

اور رشد کے طالبوں کی طرح یاد کر کیونکہ یہ آیت پہلی آیت کی تائید کرتی ہے اور ایک کھلی کھلی

اجلٰی. کما لا یخفٰی علی المفکّرین. و بیانہ ان الشمس و القمر

تفسیر کے ساتھ اس کے معنی بیان کرتی ہے جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان اس کا یہ

یجریان متعاقبین. ویحملان نورًا واحدًا فی اللونین. و کذٰلک العربیة

ہے کہ آفتاب اور چاند ایک دوسرے کے متعاقب چلتے ہیں اور ایک ہی نور کو دو رنگوں میں

والقراٰن فانّھما تعاقبا واتّحدا البروق واللمعان. اما القران فھو

اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور یہی مثال عربی اور قرآن کی ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بعد چل

کالشارق المنیر. والعربیة کالبدر المستنیر. ومعذٰلک تری العربیة

رہے ہیں اور روشنی اور چمک میں اتحاد رکھتے ہیں سو قرآن تو مہرتاباں کی طرح ہے اور عربی

اسرع فی المسیر. واجرٰی علی لسان الصالح والشریر. و ما کانت

ماہتاب کی طرح اور باوصف اس کے عربی سیر میں تیز رو ہے اور نیک اور بد کی زبان پر زیادہ

شمس القراٰن ان تدرک ھذا القمر. و کذٰلک قدر اللّٰہ ھذا الامر.

جاری ہوگئی ہے اور قرآن کا آفتاب اس کی حرکت کو نہیں پہنچا اور خدا تعالیٰ نے اس امر کو اسی

وانھما بحسبان. ویجریان کما اُجریا ولا یبغیان. بحساب مقدر من

طرح مقدر کیا اور وہ دونوں ایک حساب پر چل رہے ہیں اور جیسا کہ چلایا گیا ویسا ہی چل رہے

الرحمٰن. فتری ان القراٰن یجری برعایة انواع الاستعداد.

ہیں اور اپنے اپنے اندازہ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ سو قرآن تو استعدادوں کے لحاظ پر چلتا ہے

[1] الرحمٰن:۶

﴿۴۸﴾ و یکشف علی الطالب اسرار المعاد. ویُربّی الحکماء کما یربّی
اور طالب پر معاد کے بھید کھولتا ہے اور حکیموں کی پرورش ایسا کرتا ہے جیسا کہ بے وقوفوں کی پرورش کرتا
السفهاء. ویعلم العقلاء کما یعلم الجهلاء. وفیه بلاغ لکل مرتبة
ہے اور عقلمندوں کو اسی طرح سکھلاتا ہے جیسا کہ جاہلوں کو اور اس میں ہریک سمجھ کے مرتبہ کے لئے طریق
الفهم. و تسلیة لکل ارباب الدّهاء والوهم. وساوی جمیع انواع
تبلیغ موجود ہے اور ہریک دانش اور وہم کے لئے تسلی کا راہ ہے اور ادراک کی تمام قسموں سے وہ برابر
الادراک من اهل الارض الٰی اهل الافلاک. وانه احاط دوائر فهم
ہے۔ گو کتنے قسم زمین سے آسمان تک ہوں اور وہ انسانی فہم کے تمام دائرہ پر محیط ہے اور وہ حق اور برہان کا
الانسان. مع التزام الحق واقامة البرهان. و انه نور تام مبین. و امّا اللغة
التزام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ پورا پورا نور اور کھلی کھلی روشنی ہے۔ رہی عربی زبان سو اس کے چلنے کا
العربیة فحسبانها انها تجری تحت مقاصد القراٰن. و تتم بمفرداتهٖ
طریق یہ ہے کہ قرآن کے مقاصد کے نیچے چلتی ہے اور اپنے مفردات کے ساتھ دین کے تمام دائروں کو
جمیع دوائر دین الرحمان و تخدم سائر انواع التعلیم والتلقین. وانها
پورا کرتی ہے اور تعلیم اور تلقین کے تمام قسموں کی خدمت کرتی ہے اور یہ بولی قدرت ربانی کی عظیم الشان
من اعظم مجالی القدرة الربانیة. وخصّها اللّٰه بنظامٍ فطری من جمیع
جلوہ گاہوں میں سے ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو تمام زبانوں میں سے نظام فطری کے ساتھ خاص کیا ہے
الالسنة. و اودعها محاسن الصنعة الالٰهیة. فاحاطت جمیع لطائف
اور اس میں طرح طرح کی صنعت الٰہیہ کے محاسن رکھے ہیں پس یہ بولی بیان کے تمام لطائف پر محیط ہے اور
البیان. و ابدی الجمال کأحسن اشیاء صدرت من الرحمان. و هذا
اپنے جمال کو ایسے طور سے ظاہر کیا ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہیں اور
هو الدلیل علی انها لیست من الانسان. و فیها صبغة حِکمیةٌ من اللّٰه
یہی دلیل اس بات پر ہے کہ یہ بولی انسان کی طرف سے نہیں اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پُرحکمت

الْمنّان. و فیھا حسن و بھاء و انواع اللمعان. و فیھا عجائب صانع ﴿۵۰﴾

رنگ ہے اور حسن اور خوبصورتی اور قسما قسم کی چمک ہے اور صنعت الٰہی کے عظیم الشان عجائبات ہیں اس

عظیم الشان. تلمع وجھھا بین صفوف السنة شتّٰی. کأنّھا کوکب درّیّ

کا منہ کئی زبانوں کی صفوں کے اندر چمک رہا ہے گویا یہ ایک چمکتا ہوا موتی اندھیرے میں ہے اور یہ اس

فی الدّجٰی. و انھا کروضةٍ طیبةٍ علٰی نھر جار. مثمرة بانواع ثمار. و

پاکیزہ باغ کی طرح ہے جو نہر جاری پر ہو جو پھلوں سے لدا ہوا ہو مگر دوسری زبانوں کا یہ حال ہے کہ

اما الاَلْسن الاُخرٰی. فقد غیر وجھھا قتر تصرّف النوکٰی. و ما بقیت

احمقوں کے تصرف کے غبار نے بہت سا حصہ ان کا متغیر کر دیا ہے اور اپنی پہلی صورت پر باقی نہیں رہیں

علٰی صورتھا الاولٰی. فھی کاشجار اجتُثّت من مغارسھا وبعدت من

پس وہ ان درختوں کی طرح ہیں جو اپنی جگہ سے اکھیڑے گئے اور اپنے نگہبان کی آنکھوں سے دور کئے

نواظر حارسھا. و نبذت فی موماةٍ وقفر وفلاة. فاصفرت اوراقھا.

گئے اور ایسے بیابان میں ڈالے گئے جہاں پانی نہیں اور ایسے جنگل میں جہاں کوئی درخت سبز نہیں پس ان

ویبست ساقھا. وسقطت اثمارھا. وذھبت نضرتھا واخضرارھا وترٰی

کے پتے زرد ہو گئے اور ان کے پھل گر گئے اور ان کی تازگی اور سبزی جاتی رہی اور تو دیکھتا ہے کہ ان کا

وجھھا کالمجذومین.

چہرہ جذامیوں کی طرح ہو گیا۔

فواھًا للعربیة ما احسن وجھھا فی الحُلل المنیرة الکاملة.

پس عربی زبان کیا ہی عمدہ ہے اور کیا اچھا اس کا چہرہ ہے جو چمکیلے اور کامل پیرایہ میں

أشرقت الارض بانوارھا التامة. وتحقّق بھا کمال الھویة البشریة.

نظر آتا ہے۔ زمین اس کے پورے نوروں سے چمک اٹھی ہے اور بشری ماہیت کا کمال اس سے

توجد فیھا عجائب الصانع الحکیم القدیر. کما توجد فی کل

ثابت ہو گیا ہے اس میں عجائب کام خدائے صانع حکیم قادر کے ظاہر ہیں جیسا کہ ان تمام چیزوں

شیٓء صدر من البدیع الکبیر. و اکمل اللّٰہ جمیع اعضائھا. وما غادر ﴿۵۰﴾

میں پائی جاتی ہیں جو اس بزرگ بے مثل پیدا کنندہ سے صادر ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام اعضا کو کامل

شیئًا من حُسنھا و بھائھا. فلا جرم تجدھا کاملۃ فی البیان. محیطۃ علٰی

کیا ہے اور اس کے حسن اور خوبی سے کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔ پس اسی وجہ سے تو اس کو بیان میں کامل پائے گا اور

اغراض نوع الانسان. فما من عمل یبدو الی انقراض الزمان. و لا من

دیکھے گا کہ وہ انسان کی تمام غرضوں پر محیط ہے پس ایسا کوئی بھی عمل ان عملوں میں سے نہیں کہ جو زمانہ کے اخیر تک

صفۃٍ من صفات اللّٰہ الدیّان. وما من عقیدۃٍ من عقاید البریّۃ الّا ولھا لفظ

ظاہر ہوں اور نہ ایسی کوئی صفت خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے اور نہ کوئی ایسا عقیدہ لوگوں کے عقائد میں سے ہے جس کے

مفرد فی العربیۃ. فاختبر ان کنت من المرتابین. وان کنت تقوم للخبرۃ

لئے عربی میں لفظ مفرد موضوع نہ ہو پس تو آزمالے اگر تجھے شک ہے اور اگر تو آزمائش کے لئے اٹھے جیسا کہ حق اور

کطالب الحق والحقیقۃ. فو اللّٰہ ما تجد امرًا من امور صحیفۃ الفطرۃ.

حقیقت کے طالب اٹھتے ہیں تو بخدا صحیفہ فطرت میں سے کوئی ایسا امر تو نہیں دیکھے گا اور نہ کوئی ایسا بھید قانون قدرت

و لا سرًّا من مکتوبات قانون القدرۃ الّا و تجد بحذائہ لفظا مفردا فی

کے پوشیدہ بھیدوں میں سے دیکھے گا۔ جس کے مقابل پر کوئی لفظ مفرد اس زبان میں نہ ہو پس ایک باریک نظر سے

ھٰذہ اللّھجۃ فدقق النظر ھل تجد قولی کالمتصلّفین. کلا بل انّ العربیۃ

دیکھ کیا تو لاف زن لوگوں کی طرح میری بات کو پاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ زبان عربی ایک دائرہ

احاطت جمیع اغراضنا کالدائرۃ. وتجدھا وصحیفۃ الفطرۃ کالمرایا

کی طرح ہماری تمام اغراض پر محیط ہے اور تو زبان عربی اور صحیفہ فطرت کو ان دو آئینوں کی طرح پائے گا جو ایک

المتقابلۃ. وما تجد من اخلاق و افعال و عقائد و اعمال ودعوات

دوسرے کے مقابل ہوں اور تو ایسا کوئی خلق نہیں پائے گا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ اور نہ کوئی ایسی دعائیں اور نہ ایسی

وعبادات وجذبات وشھوات الا و تجد فیھا بحذائھا مفردات و لا تجد

عبادتیں اور نہ ایسے جذبات اور نہ ایسی شہوات جن کے مقابل پر زبان عربی میں مفردات نہ پائے جائیں اور

هٰذا الکمال فی غیر العربیة. فاختبر ان کنت لا تومن بھٰذہ الحقیقة و لا ﴿۵۱﴾

یہ کمال کسی غیر زبان میں تو ہرگز نہ پائے گا۔ سوتو اس بات کو آزما لے اگر تو اس حقیقت کو باور نہیں کرتا اور

تستعجل کالمعاندین.

معاندوں کی طرح جلدی مت کر۔

و اعلم أنّ لِلعربیة و صحیفة القدرة تعلقات طبعیة و انعکاسات

اور یہ بات جان رکھ کہ عربی اور صحیفہ قدرت میں طبعی تعلقات واقع ہیں اور ابدی انعکاس ہیں گویا وہ

ابدیة. کانھما مرایا متقابلة من الرحمان او توامان متماثلان او عینان

دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے مرایا متقابلہ ہیں یا توام ہیں جو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتا ہے یا ایک ہی منبع میں

من منبع تخرجان وتصدغان فانظر و لا تکن کالعمین فھٰذہ نصوص

سے دو چشمے نکل رہے ہیں اور ایک دوسرے کے برابر چلے جاتے ہیں پس سوچ اور اندھوں کی طرح مت ہو پس یہ

قاطعة وحجج یقینیة علٰی ان العربیة ھی اللسان. والفرقان ھو النور

قطعی نصوص اور یقینی حجتیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو حقیقی زبان عربی ہے اور حقیقی کتاب اللہ قرآن ہے جو

التامّ الفرقان ففکّر و لا تکن من الغافلین. ومن فکّر فی القراٰن وتدبّر

نور تام اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے پس سوچ اور غافلوں میں سے مت ہو اور جو شخص قرآن میں غور کرے اور

کلمات الفرقان. ففھم ان ھٰذا قد ثبت من البرھان. وما کتبناہ

فرقان میں تدبر کرے وہ سمجھ لے گا کہ یہ ساری باتیں دلیل سے ثابت ہوگئی ہیں اور ہم نے ظن کرنے والوں کی طرح

کالظانین بل اُوتینا علمًا کنورٍ مبین.

نہیں لکھا بلکہ ہم کو ایک کھلے کھلے نور کی طرح علم ملا ہے۔

ثم اعلم یا طالب الرشد والسدادان التوحید لایتم الّا بھٰذا

پھر اے رشد اور صلاح کے طالب اس بات کو جان کہ توحید بجز اس اعتقاد کے پوری نہیں

الاعتقاد ولا بد من ان نؤمن بکمال الوثوق والاعتماد بان کلّ خیر

ہوتی اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کمال وثوق اور اعتماد سے اس بات پر ایمان لاویں کہ ہر یک

صدر من رب العباد وهو مبدء كل فيض للعالمين. ومن المعلوم عند ﴿۵۲﴾
خیر خدا تعالیٰ سے ہی صادر ہوتی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے وہی ہریک فیض کا مبداء ہے اور جو لوگ
ذوی العرفان انّ طاقة النطق والبيان من اعظم كمالات نوع الانسان.
صاحب معرفت ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ نطق اور بیان کی طاقت نوع انسان کے بزرگ تر
بل هی كالارواح للابدان. فكيف يتصور انّها ما اعطيت من يدالمنان.
کمالات میں سے ہے۔ بلکہ وہ انسان کے لئے ایسی ہے جیسے بدنوں کے لئے روح پس کیونکر گمان کریں
كلا بل هی تتمة الخلقة البشرية وحقيقة الارواح الانسيّة وانّها من
کہ وہ انسان کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں ملی۔ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ زبان انسان کی پیدائش کا تتمہ ہے
اعظم نعم حضرة الاحدية. ولا يتم التوحيد الا بعد هذه العقيدة.
اور انسانی روح کی حقیقت ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور توحید بجز اس
أيرضى موحد بامرٍ فيه نقص حضرة العزّة او فيه شرک كعقائد
عقیدے کے پوری نہیں ہوسکتی۔ کیا کوئی موحد کسی ایسے امر پر راضی ہوسکتا ہے جس میں حضرت عزت کی
المشركين. وان الذين يعرفون الله حق العرفان يعلمون انه فی كل خير
نسبت نقص لازم آوے یا اس میں مشرکوں کے عقیدے کی طرح شرک ہو اور جو لوگ خدا تعالیٰ کو حق
مبدء الفيضان. وانه موجدالموجودين. ولا يتكلمون كالدهريين
پہچاننے کا پہچانتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہریک خیر کا مبداء ہے اور ہریک موجود کا موجد ہے اور
والطبيعيين. اولئک الذين اوتوا حظا من المعرفة. وسقوا من كاس
دہریوں اور طبیعیوں کی طرح کلام نہیں کرتے یہ لوگ وہی ہیں جن کو معرفت کا حصہ دیا گیا ہے اور توحید
توحيد الحضرة وجعلوا من الفائزين. و ان ربّنا كامل من جميع الجهات
کے پیالے پلائے گئے ہیں اور کامیابوں میں سے کئے گئے ہیں اور ہمارا خدا ہریک جہت سے کامل ہے
و لا يُعزٰى اليه نقص فی الذات والصفات. وانه حميد لا يفرط اليه
اور کوئی نقص اس کی ذات اور صفات کی طرف عائد نہیں ہوسکتا اور وہ تعریف کیا گیا ہے۔ کوئی

ذمّ و قدوس لا یلحقه وَصْم. و هذا هو محجّة الاهتداء ومشرب ﴿۵۳﴾

بدی اس کی طرف پیش دستی نہیں کرسکتی اور وہ نہایت پاک ہے کوئی عیب اس کے شامل حال نہیں ہوسکتا

الاولیاء والاصفیاء. و صراطُ الذین انعم اللّٰہ علیھم وسبیل الّذین

یہی ہدایت یابی کی راہ ہے اور اولیاء اور اصفیا کا مشرب ہے اور ان لوگوں کی راہ ہے جن کو آنکھیں دی

نوّر عینیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. فواللّٰہ الّذی ھو

گئیں مگر جن پر خدا کا غضب اور گمراہ ہیں ان کی یہ راہ نہیں پس اس خدا کی قسم ہے جو ذوالجلال والاکرام

ذوالجلال والاکرام. ان البشر ما وجد کمالًا الّا من فیضه التّام

ہے کہ انسان نے ہر یک کمال اسی کے فیض سے پایا ہے اور وہ بہتر انعام کرنے والا ہے کیا لوگ یہ کہتے

وھو خیر المنعمین. ام یقولون انّ نعمة النطق ما جاء ت من

ہیں کہ بولنے کی نعمت خدا تعالیٰ سے انسان کو نہیں ملی اور انسان کا پیدا کرنے والا اس نعمت کا دینے والا

الرحمان و ما کان معطیھا خالق الانسان. فھٰذا ظلم و زور وغلو

نہیں۔ پس یہ ظلم اور جھوٹ ہے اور ظلم میں شیطان کی طرح غلو ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

فی العدوان. کالشیاطین. وتلک قوم ما قدروا اللّٰہ حق قدرہ. وما

خدا تعالیٰ کی وہ قدر نہیں کی جو قدر کرنے کا حق تھا اور اس کے سورج اور چاند کی طرف نظر اٹھا کر نہیں

نظروا الی شمسه و بدرہ. و ما فکروا انه ھو رافع کل الدّجیٰ. وانه

دیکھا اور یہ نہیں سوچا کہ وہ خدا ہے جو ہر یک تاریکی کو دور کرتا اور بلند آسمانوں اور زمین کا پیدا

خالق الارض والسمٰوات العُلٰی خلق الانسان ثم انطقه ثم ھدٰی.

کرنے والا ہے اس نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو بولی سکھائی اور پھر ہدایت دی اور کوئی ایسی نعمت

وما من نعمةٍ الا اعطیٰ فھذا ھو ربّنا الاَعْلٰی وخالقنا الاغنٰی.

نہیں جو اس نے عطا نہیں کی پس یہی ہمارا برتر خدا ہے اور ہمارا پیدا کنندہ جو نہایت غنی ہے اس کی نعمتیں

وسعت نعمه ظاھرنا وباطننا واحاطت آلائه ابداننا وانفسنا

ہمارے ظاہر اور باطن پر محیط ہو رہی ہیں اور اس کی بخشش ہمارے بدنوں اور جانوں پر احاطہ کر رہی ہیں

﴿۵۴﴾ ھوؔ الذی خلق الانسان. و أتمّ الخلق و زان. واکمل الاحسان

وہی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی پیدائش کو پورا کیا اور زینت بخشی اور اپنے احسان کو کمال تک

فکیف یظنّ انه ما علّم البیان. اتظن انّه قدر علٰی خلق البشر. و ما

پہنچایا۔ پس ایسے محسن کی نسبت کیونکر گمان کیا جائے کہ اس نے انسان کو بولنا نہ سکھایا کیا تیرا یہ ظن ہے کہ وہ

قدر علی الانطاق و ازالۃ الحصر اوکان من الغافلین. افانت

انسان کے پیدا کرنے پر تو قادر ہوا لیکن اس کے بلانے اور اس کی زبان کھولنے پر قادر نہ ہوسکا یا وہ غافلوں

تعجب ھٰھنا من قدرۃ رب العالمین. و تری انه قوی متین و انه

میں سے تھا کیا تو اس جگہ رب العالمین کی قدرت سے تعجب کرے گا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زبردست قوت والا

خالق الجوھر والعرض. و منور السمٰوات والارض. ومجیب

ہے اور وہ جوہر اور عرض کو پیدا کرنے والا ہے اور زمین اور آسمان کو روشن کرنے والا ہے اور دعاؤں کو قبول

دعوۃ الداعین. فھل لک ان تتوب الیه و تمیل. وتتحامی القال

کرنے والا ہے۔ پس کیا تو اس بات کی طرف رغبت رکھتا ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے اور قیل وقال کو

والقیل. واللّٰه یحب الصالحین.

چھوڑ دے اور خدا نیک بندوں سے محبت رکھتا ہے۔

فلما ثبت ان ربنا ھو نور کل شئ مِن الاشیاء. ومنیر ما فی

اور جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر یک چیز کا نور اور زمین اور آسمان کا روشن

الارض والسماء. ثبت انه المفیض من جمیع الانحاءِ. و خالق الرقیع

کرنے والا ہے تو ثابت ہوگیا کہ وہی ہر یک طرح سے مبدءِ جمیع فیوض ہے اور وہی زمین

والغبراء. و ھو احسن الخالقین. و انه اعطی العینین. و خلق اللسان

و آسمان کا خالق اور احسن الخالقین ہے اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور ہونٹ

والشفتین. وھدی الرضیع الی النجدین. وما غادر من کمال مطلوب

دیئے اور بچہ کو پستانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمال انسانی اٹھا نہ رکھا

الّا اعطاها باحسن اسلوب. فمن الغباوة ان تظن ان النطق الذی هو نور ﴿۵۵﴾
جس کی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہر یک مطلوب احسن طور سے ادا کیا پس یہ نادانی ہوگی کہ ایسا گمان کیا
حقیقة الانسان و مناط العبادة والذکر والایمان. ما اعطی مع الخلقة من
جائے کہ وہ نطق جو انسانی حقیقت کا نور ہے اور ذکر اور ایمان اور عبادت کا مدار ہے وہی خدا تعالیٰ کی
الرحمان. بل وجده البشر بشقّ النّفس وجهد الجنان بعد تطاول امد
طرف سے انسانی پیدائش کو نہیں ملا بلکہ انسان نے اس کو اپنی محنت اور مشقت سے بعد مدت مدید اور زمانہ
وامتداد الزمان. وهل هذا الا افتراء الکاذبین. و من اٰمن بالّذی له کمال
دراز کے پایا اور یہ خیال صریح دروغ گو لوگوں کا افترا ہے اور جو شخص اس ذات پر ایمان لایا ہو جو اپنی
تام فی الذات والصفات. و فیوض متنوعةٌ لاهل الارض والسموات.
ذات اور صفات میں کمال تام رکھتا ہے جو رنگا رنگ کے فیوض زمین اور آسمان کے باشندوں کے لئے رکھتا
وعرف انه مبدء الفیوض من جمیع الجهات یومن بالضرورة بانه اعطی
ہے اور اس نے جان لیا ہو کہ خدا تعالیٰ ہر یک جہت سے مبدء فیض ہے وہ بالضرورت اس بات پر ایمان
کلّ شیء خلقه و ما غادر شیئًا من الکمالات و هو مفیض کل فیض
لائے گا کہ اس نے ہر یک چیز کو اس کے مناسب حال پیدائش بخشی ہے اور کوئی مطلوب باقی نہیں چھوڑا اور
احتاجت الیه طبائع المخلوقات بحسب الاستعدادات. و ما نعب
ہر یک فیض کا مبدء ہے اور مخلوقات کی طبیعتیں بحسب استعداد اس کی طرف محتاج ہیں اور کوئی کوا کاں کاں
غراب الا بتعلیمه. وما زئر اسدٌ الا بتفهیمه. هو منبع کل خیر و فیضان
نہیں کرتا اور نہ شیر گرجتا ہے مگر اسی کی تعلیم اور تفہیم سے اور وہ ہر یک خیر اور فیض کا مبدء اور ہر یک نطق اور
ومعلم کل نطق وبیان وکذلک کان شان رب العالمین. اتزعم انه رَبّی
بیان کا معلم ہے اور ایسی ہی رب العالمین کی شان ہونی چاہئے تھی کیا تیرا یہ زعم ہے کہ اس نے انسان کی اس
الانسان کرجل عاجز من اکمال التربیة لا بل ربّاه بأیدی القدرة التامة
شخص کی طرح پرورش کی جو کامل پرورش کرنے سے عاجز ہو۔ یہ ہرگز درست نہیں بلکہ اس نے قدرت تامہ

حتّی وھب له لقب الخلیفة. و کمله بکمال الفضل و الرحمة. و اعطی ﴿۵۶﴾

کے دونوں ہاتھوں سے پرورش کی ہے یہاں تک کہ اس کو خلیفہ کا لقب عطا کیا اور کمال فضل اور رحمت سے اس کو

له ما لم یعط احدًا من المخلوقین. و انه ھو اللّٰه الذی یربّی الاشجار

کامل کیا اور اس کو وہ نعمتیں دیں جو کسی مخلوق کو نہیں دیں اور وہ وہی خدا ہے جو کامل تربیت کے ساتھ درختوں کی

بتربیة کاملة حتی یجعلھا دوحا ذات عظمة. و یزیّنھا بزھر و انواع

پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے درخت ان کو کر دیتا ہے اور ان کو پھولوں اور قسما قسم کے پھلوں اور

ثمرة. و اظلال باردة ممدودة تسُرّ النّاظرین. فما زعمک انه خلق

ٹھنڈے اور پھیلے ہوئے سایوں سے آرائش دیتا ہے اور ایسی آرائش دیتا ہے کہ دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں

الانسان خلقا غیر تامٍ و ما بلّغه الی مقام. فیه کمال نظام و ترکه ناقصا

پس تیرا کیا زعم ہے کہ اس خدا نے انسان کو ناقص پیدا کیا ہے اور ایسے کمال تک نہیں پہنچایا جس میں نظام کا کمال

کالّلاغبین. ثم العلوم التی توجد فی مفردات اللسان العربیة تشھد

ہے اور تھکنے والوں کی طرح اس کو ناقص چھوڑ دیا۔ پھر وہ علوم جو عربی زبان کے مفردات میں پائے جاتے ہیں

بالشھادة الجلیلة. انھا لیست فعل احد من البریّة. و انھا من خالق

وہ کھلے کھلے طور پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخلوق کا فعل نہیں ہیں اور اس کا فعل ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا

السماء و الارضین. و لا یختلج فی قلبک ان الانسان لا یتولد ناطقا

کیا ہے اور تیرے دل میں یہ بات خلجان پیدا نہ کرے کہ انسان بولتا ہوا اور باتیں کرتا ہوا پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس

متکلمًا بل یجد ھذا الکمال متعلّما کما نشاھد بالحق و الیقین. فان ھذا

کمال کو بذریعہ تعلیم کے پاتا ہے کہ جیسا کہ ہم یقینی طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں کیونکہ یہ اعتراض درحقیقت تیرے

الا یراد علیک لا لک. فاصلح حالک و لا یغفل بالک کالنائمین

پر ہے نہ تیرے لئے پس اپنے حال کو درست کر اور اپنے دل کو سوئے ہوئے لوگوں کی طرح غافل مت کر کیونکہ

فانک اذا قبلت ان النطق لا یحصل الّا بالتعلیم. فلزمک ان تقبل

جب تو نے قبول کر لیا کہ بولنا صرف تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے سو تجھے اس بات کا قبول کرنا بھی لازم

آنّ البشر الاول مَا فهم الا بالتفهيم. فاقررت بما انكرت ان كنت من ﴿۵۷﴾

آ گیا کہ پہلا انسان بھی بجز سمجھانے کے خود بخود نہیں سمجھ سکا۔ پس اس صورت میں تو تو نے اس بات کا اقرار کر دیا جس کا

المتفكرين. وقد جرب الناس و تظاهر الخبرة والقياس. ان الاطفال

انکار کر دیا تھا۔ یہی درست ہے اگر تو سوچے اور فکر کرے اور یہ بات تحقیق شدہ امر ہے کہ لوگ آزما چکے اور آزمائش اور

المتولّدين لو يتركون غير متعلمين. ولا يعلمهم لسانهم احد من

قیاس نے بالاتفاق یہ گواہی دی کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں اگر وہ بے تعلیم چھوڑے جائیں اور کوئی سکھانے والا ان کی زبان

المعلّمين فلا يقدرون علٰى نطق ولا يجيبون المنطقين. بل يبقون كبكم

ان کو نہ سکھاوے پس وہ خود بخود بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور نہ بلانے والوں کو جواب دے سکتے ہیں بلکہ گونگوں کی طرح

صامتين فاىّ دليل اوضح من هذا لمن طلب الحق وهو امين. و ما اتبع

چپ رہتے ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر اس شخص کے لئے کون سی واضح دلیل ہوگی جو طالب حق اور امین ہے جو گمراہوں کی

سبل الضالين. فجاهد حق الجهاد. وفكر كاهل الرشاد ولا تستعجل

راہ پر نہیں چلتا۔ پس کوشش کر جیسا کہ حق کوشش کا ہے اور فکر کر جیسا کہ اہل رشد فکر کیا کرتے ہیں اور کنارہ کش لوگوں کی طرح

كالمعرضين. و من اجلى البديهيات ان اٰدم خلق من يدربّ الكائنات.

جلدی مت کر اور یہ بات تو اجلی بدیہیات میں سے ہے کہ آدم خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور اس وقت

وما كان احد معه من المعلمين والمعلمات. فثبت ان معلمه كان خالق

کوئی سکھانے والا یا سکھلانے والے آدم کے ساتھ موجود نہ تھا پس ثابت ہوا کہ آدم کا معلم اور بولی سکھانے والا

المخلوقات أفلا تؤمن بقدرة قوى متين. افلا تعلم ان وجود البرية ظل

خدا تعالیٰ ہی تھا کیا تو خدائے قادر زبردست کی قدرت پر ایمان نہیں لاتا کیا تجھے خبر نہیں کہ مخلوقات ربوبیت کی صفت کا

لصفة الربوبية وبها كان ظهورهم فى هذه النشأة وكان النطق من تتمة

ظل ہے اور اسی صفت ربوبیت کے ساتھ تمام مخلوقات کا اس عالم میں ظہور ہوا اور بولنا انسان کی پیدائش کا ایک تتمہ ہے

خلق الانسان فكيف يجوز الخداج للذى ظهر من يدى الرحمان. اتزعم

پس کیونکر ان چیزوں کو ناقص الخلقت خیال کیا جائے جو خدا تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے ظہور میں آئے ہیں

﴿۵۸﴾ انّ اللّٰہ الذی نفخ روحہ فیہ. ماکان قادرًا اَنْ ینطق فیہ. مالک لا تفکر

کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا جس نے انسان میں زندگی کی روح پھونکی وہ اس بات پر قادر نہیں تھا کہ اس

کالمسترشدین. اتظن ان اللّٰہ غادر ربوبیتہ ناقصۃ. اووثئت یدہ بعد ما

کے منہ کو کلام کرنے پر قادر کر دیتا تجھے کیا ہو گیا کہ تو رشید لوگوں کی طرح نہیں سوچتا۔ کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ

اریٰ قدرۃ. اوکفأہ رجل من الحاجزین. وانْ کنت تقر بالتعلیم ولکن

خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو ناقص چھوڑ دیا یا قدرت دکھلانے کے بعد پھر ہاتھ اس کے نکمے ہو گئے یا کسی روکنے

لا تقر بتعلیم الرب الکریم. بل تسلک مسلک فلاسفۃ ھذا الزمان.

والے نے اس کو روک دیا اور اگر یہ بات ہے کہ بولی سکھانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن یہ اقرار نہیں کرتا کہ خدا

و تذھب الٰی قدم نوع الانسان. فاعلم ان ھذا باطل بالبداھۃ والعیان.

نے سکھائی بلکہ اس زمانہ کے فلاسفروں کے نقش قدم پر چلتا ہے اور نوع انسان کے قدم کا قائل ہے پس جان کہ

وان ھو الا الدعوی کدعاوی الصبیان. او ھذی کھذیان النشوان. ما

یہ خیال بالبداہت باطل ہے اور یہ صرف بچوں کے دعووں کے مانند دعویٰ ہے اور یا مستوں کی بکواس کی طرح

اتوا علیہ بالبرھان. وما کانوا مثبتین. وکیف وانّ تفرّد حضرۃ الاحدیۃ

ایک بکواس ہے۔ وہ لوگ اس بات پر کچھ دلیل نہیں لا سکے اور اپنے مدعا کو ثابت نہیں کیا اور کیونکر یہ صحیح ہو جبکہ

فی کمال الذات والھویّۃ. یقتضی اراءۃ نقصان البریۃ لیعلموا ان البقاء

خدا تعالیٰ کا اپنے ذاتی کمالات میں متفرد ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے مقابل پر تمام مخلوقات ناقص

الذی ھو نوع من الکمال. لا یوجد الا فی حی ذی العزۃ والجلال.

حالت میں ہو تا کہ سب لوگ جان لیں کہ وہ بقا جو کمال کے نوع میں سے ہے وہ بجز اس زندہ ذوالجلال کے کسی

ولیعلموا انہ صمد غنیّ کفاہ وجودہ. و لا حاجۃ ان یکون احدٌ ولیّہ و

میں نہیں پائے جاتے اور تا جان لیں کہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کا وجود اس کے لئے بس ہے کچھ حاجت نہیں کہ

ودودہ. و لیس علیہ ابقاء احد علی وجہ الوجوب. ولیس امر لذاتہ

کوئی اس کا مددگار ہو یا دوست ہو اور اس پر فرض نہیں کہ کسی کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھے اور اس کی ذات

الغنی کالمطلوب. ولیس له حاجة الی المخلوقین. بل قد تقتضی ذاته ﴿۵۹﴾
غنی کے لئے کوئی امر واجب الطلب نہیں اور اس کو مخلوقات کی طرف کچھ بھی حاجت نہیں بلکہ اس کی
تجلیات الربوبیة. لیُعرف انها من صفاته الذاتیة. فیخلق ما یشاء بالامر
ذات تجلیات ربوبیت کا تقاضا کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ ربوبیت اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے
والارادة. وقد یقتضی تجلیات الاحدیة. لیعرف ان غیره هالکة الذات
پس اپنے امر اور ارادہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور کبھی اس کی ذات تجلیات احدیت کا تقاضا
باطلة الحقیقة. و لیس له الیه مثقال ذرة من الحاجة. فیهلک کلمن علی
کرتی ہے تاکہ جانا جائے کہ اس کے بغیر سب مرنے والی چیزیں ہیں اور ان کی طرف ایک ذرہ اس کو
الارض من نوع الخلقة. و لا یغادر فردًا من افراد البریة۔ الا و یمحوا
حاجت نہیں۔ تب وہ ہر یک کو جو زمین پر ہے ہلاک کرتا ہے اور ایک فرد کو بھی نہیں چھوڑتا بلکہ اس کا
اثره بالاهلاک والاماتة. وکذلک یدیر صفاته الٰی ابد الأبدین. و کل
نشان مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اپنی صفات کو گردش میں رکھتا ہے اور کبھی انتہا نہیں اور ہر یک صفت
صفةٍ یقتضی ظهوره بعد حین فیخلق قرونا بعد ما اهلک قرونا اولٰی.
اپنے وقت پر ظہور چاہتی ہے پس بعض زمانوں کے ہلاک کرنے کے بعد دوسرے زمانے پیدا کر دیتا ہے
لیعرف بصفاتٍ علیها مدار نجات الوری. و لا یحتاج الی قدم نوع
تاکہ وہ اپنی ان صفات سے پہچانا جائے جو مدار نجات ہیں اور وہ کسی نوع کے قدامت کا محتاج نہیں
کما هو زعم النوکیٰ. وهو غنی عن العالمین. ولا تنفک صفات
جیسا کہ نادانوں کا خیال ہے اور وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات اس کی ذات
الرحمٰن من ذات الرحمٰن وتری دور صفات اللّٰه القهّار. کدور اللیل والنهار
سے منفک نہیں ہوسکتی اور خدا تعالیٰ کے صفات کا دور تو ایسا پائے گا جیسا کہ دن اور رات کا دور ہے
ولا تتعطل صفاته کما هو زعم الغافلین. بل یقتضی ذاته وقت الافناء
اور اس کے صفات بیکار نہیں ہوتے جیسا کہ غافلوں کا خیال ہے بلکہ اس کی ذات فنا کرنے کے وقت کو ایسا

کـمـا یـقـتـضـی وقت الانشاء. لیتحقق کل صفة من صفاته الغرّاء. ولیعرف ﴿۶۰﴾

ہی چاہتی ہے جیسا کہ پیدا کرنے کے وقت کو چاہتی ہے تا کہ اس کی تمام صفتیں ثابت ہو جائیں اور تا کہ

الناس تفرد ذاته. ولا یعتقدوا بنقص کمالاته کالمشرکین. ولیبرق توحیده

لوگ اس کی یکتائی کو سمجھ لیں اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اس کے کمالات میں کچھ نقص ہے اور تا کہ اس کی توحید

ویتـجـلـی تـمـجـیـده. ویـعـرف دین اللّٰه بالدائرة الابدیة. والسنن القدیمة

چمکے اور اس کی بزرگی جلوہ گر ہو اور دین الٰہی ابدی دائرہ کے ساتھ پہچانا جائے اور سنن قدیمہ کے ساتھ

الـمستمرة . و یبطل کفارة الـکفرة الـفجرة. و یـمحو طریق الشرک

اس کا علم ہو اور عیسائیوں کے کفارہ کا بطلان ثابت ہو اور شرک اور بدعت کے طریقے مٹ جائیں۔ اور

والبـدعة. و لیستبیـن سبیـل الـمـجـرمیـن. فهذا امر اقتضته ذاته لتعرف به

کھل جائے کہ مجرموں کی یہ راہ ہے پس یہ وہ امر ہے جس کو خدا تعالیٰ کی ذات نے چاہا تا اس کے ساتھ

صـفـاتـه ولینقطع دابر المفترین. فقد یأتی وقـت عـلٰی هذه النشأة لا یبقی

اس کی صفات پہچانیں اور تا مفتریوں کا پیچھا کاٹا جائے پس اس عالم پر کبھی وہ وقت آ جاتا ہے کہ بجز

وجـود الا وجـود الـحـضرة. ویحفش السیل علی کل تلعة الخلقة. و تدرس

خدا تعالیٰ کے ایک فرد بھی باقی نہیں رہتا۔ اور فنا کا سیلاب ہر یک پیدائش کی اونچی اور نیچی زمین پر چڑھ

اطـلال الکینونة ولا ینفع خبط احدا من الخابطین. ثم یاتی وقت تبدو سلسلة

جاتا ہے اور ہستی کے نشان معدوم ہو جاتے ہیں اور کسی کو ہاتھ پیر مارنا نفع نہیں دیتا پھر ایک دوسرا وقت

الـمـخـلـوقـات. فهـذا ان اثـران متـعـاقبـان من رب الکائنات لئلّا یلزم تعطل

آتا ہے کہ مخلوقات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پس یہ دونوں نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک دوسرے کے

الـصفات فاذا ثبت هذا الدور فی صفات الرحمٰن. وثبت الافناء والانشاء من

پیچھے چلتے ہیں تا کہ تعطل صفات لازم نہ آوے پس جبکہ یہ دور خدا تعالیٰ کی صفات میں ثابت ہوا اور پیدا

سـنـن الـمـنـان. من قدیم الزمان فقد بطل منه رای قدم نوع الانسان. وکیف

کرنا اور مارنا خدا تعالیٰ کی قدیم عادتیں ثابت ہوئیں پس اس سے نوع انسان کی قدامت کا مسئلہ باطل ہو گیا

الۤقـدم مع ازمنة العدم والفقدان. و اٰوان الفناء والبطلان. فانظر کالمجدین ﴿۶۱﴾

اور باوجود عدم اور فقدان کے اور فنا کے کیونکر قدم باقی رہ سکتا ہے پس کوشش کرنے والوں کی طرح سوچ اور

ولا تتکلم کالمستعجلین.

جلدی کرنے والوں کی طرح مت بول۔

واعلم ان القدم الحقیقی لا یوجد الا فی ذی الجلال والاکرام.

اور یہ بات جان کہ قدم حقیقی بجز ذات خدائے ذی الجلال کے کسی چیز میں بھی نہیں پایا جاتا اور روحوں اور

ویدور رحی الفناء علی الارواح والاجسام. واحدیته تقتضی فناء الغیر فی

جسموں پر فنا کی چکی چل رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی احدیت ذاتی بعض ایام میں غیر کی نیستی چاہتی ہے بجز ان لوگوں کے جو

بعض الایام الا الذین دخلوا فی دار اللّٰہ. وغسلوا بجار اللّٰہ. وحفّت بهم

باایمان فوت ہوکر خدا تعالیٰ کے گھر میں داخل ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے دریاؤں سے غسل دیئے گئے اور الٰہی نور ان پر محیط

انوار اللّٰہ. وازیل اثر الغیر بآثار اللّٰہ. و ماتوا و هم کانوا فانین. فی حُبّ

ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے نشانوں سے غیر کے نشان مٹائے گئے اور فنا فی اللہ ہوکر خدا تعالیٰ کی محبت میں فوت ہوگئے پس یہ وہی

ربّ العالمین. فاولئک الذین لا یذوقون الموت بعد موتتهم الاولٰی. رحمة

لوگ ہیں جو اپنی پہلی موت کے بعد پھر موت کا مزہ نہیں چکھیں گے یہ تمام رحمت ان کے بزرگ رب کی طرف سے ہے

من ربّهم الاَعلٰی. فلا یرون اَلما و لا بَلْوٰی. ویبقون فی جنة اللّٰہ خالدین.

پس نہ وہ کوئی درد اور نہ سختی دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو اپنی زندگی میں سے

ویعطیهم اللّٰہ حیاتًا من حیاته. وکمالات من کمالاته ولا تفنیهم غیرته بما

زندگی بخشتا ہے اور اپنے کمالات میں سے کمال عطا کرتا ہے اور اس کی غیرت ان کو فنا نہیں کرتی کیونکہ اس کی وحدانیت ان

احاطت علیهم احدیته فطوبٰی للّذین ضلّوا فی حُبّ مولٰی قویّ متین.

پر محیط ہوجاتی ہے پس مبارک وے لوگ جو اس کی محبت میں کھوئے گئے جو زبردست آقا ہے۔

ثم نعود الی کلمتنا الاُولٰی. و نقولُ ان اللّٰہ الاقنٰی جعل

پھر ہم اپنے پہلے کلمہ کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ خدائے بے نیاز نے ہریک چیز کو پانی سے

كلّ شيءٍ من الماء حيًّا. والماء نزل من السّماء بانواع البركات والعطاء ﴿٦٢﴾

زندہ کیا ہے اور پانی کئی قسم کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ آسمان سے اترا ہے پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

فالنتيجة ان كل فيض جاء من حضرة الكبرياء. و هو مبدء كل خير لجميع

ہر یک فیض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا ہے اور وہ تمام چیزوں کے لئے مبدء خیر ہے اور یہ منکروں پر

الاشياء و هٰذا ردٌّ اٰخر على المنكرين. الذين يقولون ان اللّٰه خلق الانسان

ایک اور ردّ ہے یعنی ان پر جن کا قول ہے جو انسان گونگے کی طرح پیدا کیا گیا ہے اور خدا نے ان کو نہ کچھ

كابكم. و ما فهّم و ما علّم و خلقه كالناقصين. هٰذا ما كتبنا لِلْمُلحدين.

سکھلایا اور نہ سمجھایا اور ناقصوں کی طرح ان کو پیدا کیا۔ یہ تو ہم نے ملحدوں اور طبیعوں کیلئے لکھا ہے جو

والطبيعين. الذين لا يؤمنون بدين اللّٰه ويقولون ما يقولون مُجترئين. واما

دین اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور دلیری کی راہ سے جو چاہتے ہیں بول اٹھتے ہیں مگر وے لوگ جو

الذين يومنون بما جاء به رسول اللّٰه خاتم النبيين. فيكفى لهم ما اثبتنا من

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس ان کے لئے تو اسی قدر کافی ہے جو قرآن شریف سے ہم نے

كتاب مبين. أيامرهم توحيدهم ان ينسبوا فعل اللّٰه الٰى غير الربّ القدير. او

ثابت کیا ہے کیا ان کی توحید ان کو اجازت دے سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فعل کو اس کے غیر کی طرف منسوب

يقسموا خلق اللّٰه بين الرب و العبد الحقير . او يحسبوا خلقه الاشرف

کریں یا خدا اور بندہ میں پیدائش کو تقسیم کریں۔ یا اس کی اشرف المخلوقات کو ناقص اور ناقصوں کی طرف

ناقصًا محتاجًا الى الناقصين. كلا بل هى كلمة لا تخرج من افواه المؤمنين

محتاج خیال کریں ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو مومنوں موحدوں کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور نطق کے

الموحّدين. وللنطق شان خاص كشان الحيٰوة و قد خصّه اللّٰه بالبشر من

لئے ایک شان خاص جیسا کہ حیات کے لئے ایک شان خاص ہے اور خدا تعالیٰ نے تمام جانداروں میں

جميع الحيوانات. فكما ان البشر ما وجد الحيات الّا من الرحمان.

سے نطق کو بشر کے ساتھ خاص کیا ہے پس جیسا کہ انسان نے زندگی کو صرف خدا تعالیٰ سے پایا ہے

فکذٰلک ما وجد النطق الا من ذٰلک المنان. و ھذا ھو الحق افانت من ﴿۶۳﴾

اسی طرح اس نے بولنے کو بھی صرف اس محسن حقیقی سے پایا ہے اور یہی سچی بات ہے کیا تو ان لوگوں میں

المرتابین. وان کنت تظنّ انّ امّک علمک اللسان فمن عَلّم اُمّک

سے ہے جو شک کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ گمان ہے کہ تیری ماں نے تجھے بولنا سکھلایا سو تیری پہلی ماں کو

الاولٰی و علّمھا البیان. فلا تکوننّ من الجاھلین. و ان اللّٰہ اومٰی فی مقامات

کس نے بولنا سکھایا تھا اور کس نے اس کو فصاحت کا سبق دیا تھا پس تو جاہلوں میں سے مت ہو اور

من الفرقان الٰی انّ العربیۃ ھی **اُمّ الالسنۃ** و وحی الرحمان. و لاجل ذٰلک

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے کئی مقامات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ زبانوں کی ماں اور

سمّی مکۃ مکۃ و **اُمّ القرٰی**. فان الناس ارضعوا منھا لبان اللسان والھدی.

خدا کی وحی صرف عربی ہے۔ اور اسی واسطے اس نے مکہ کا نام مکہ اور اُمّ القُرٰی رکھا کیونکہ لوگوں نے

فھٰذہ اشارۃ الی انھا ھی **منبع النطق والنّھٰی**. ففکر فی قول ربّ

اس سے ہدایت اور زبان کا دودھ پیا پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی نطق

الورٰی. قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا[1] لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى[2]. وفی ذٰلک اٰیۃ للذی یتق

اور عقل کا منبع ہے پس خدا تعالیٰ کے اس قول میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں

اللّٰہ ویخشی. ویطلب الحق ولا یابی ولا یتبع سبل المعرضین. ثم انت

کی ماں ہے ڈراوے اور اس میں اس شخص کے لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور

تعلم ان رسولنا خاتم النبیین. **کان نذیرًا لِلعَالَمین**. وکذٰلک سماہ

انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

ربہ وھو اصدق الصادقین. فثبت ان مکۃ **اُمّ الدُّنیا کلھا** ومولد کثرھا

تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس

وقلّھا ومبدأ اصل اللغات ومرکز الکائنات **اجمعین**. وثبّت معہ

اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں ہے اور تمام قلیل و کثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا

[1] یوسف:۳ [2] الانعام:۹۳

﴿۶۴﴾ ان العربية ام الالسنة بما كانت مكة ام الامكنة من بدء الفطرة وثبت انّ

کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قرآن

القراٰن اُمّ الصحف المطهرة. ولذٰلك نزل فى اللغة الكاملة المحيطة.

تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اترا ہے جو محیط کل ہے اور الٰہی ارادوں

واقتضت حكم ارادات الالٰهية ان ينزل كتابه الكامل الخاتم فى اللهجة

کے حکمتوں نے تقاضا کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو جڑ زبانوں کی

التى هى اصل الالسنة و امّ كلّ لغت من لغات البرية. وهى عربى مبين. وقد

ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے۔ اور تو سن چکا ہے کہ قرآن میں

سمعت ان اللّٰه جعل لفظ البيان صفة للعربية فى القراٰن. و وصف العربية

اللہ تعالیٰ نے بلاغت فصاحت کو عربی کی صفت ٹھہرایا ہے اور عربی کو عربی مبین کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔

بعربىّ مبين . فهذه اشارة الٰى فصاحت هذا اللسان و علوّ مقامها عند

پس یہ بیان اس زبان کی فصاحت کی طرف اشارہ ہے اور نیز اس کے مرتبہ عالیہ کی طرف ایما ہے مگر

الرحمٰن. و اما الالسنة الاخرٰى فما وصفها بهذا الشان بل ما عزاها الٰى

خدا تعالیٰ نے دوسری زبانوں کو اس وصف سے موصوف نہیں فرمایا بلکہ ان کو اپنی ذات کی طرف

نفسه لتعليم الانسان. وسمّا غير العربية اعجميا ففكر ان كنت زكيًا.

منسوب بھی نہیں فرمایا اور ان کا نام اعجمی رکھا پس اگر تو زکی ہے تو اس بات کو سوچ لے اور مبارک

وطوبٰى للمتفكّرين. و ما نطق التورات بهذا الدعوٰى. و لا ويد الهنود

ہیں وہ جو اس بات کو سوچتے ہیں اور توریت نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہندوؤں کے وید نے یہ

و لا كتبٌ اُخرٰى. و ما اشار احد و ما اومٰى. فلا تعز الى احدٍ منها ما لا

دعویٰ کیا اور کسی نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا پس تو ان کی طرف اس دعویٰ کو منسوب نہ کر جو

عزا. او اخرج لنا هذا الدعوى ان كنت تزعم ان احدًا ادعٰى

انہوں نے نہیں کیا یا ہمیں دعویٰ نکال کر دکھلا اگر تیرا یہ گمان ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے

ولن تستطيع ان تخرجها فلا تتبع سبيل المفترين. ثم اعلم ان العرب ﴿۶۵﴾

اور تو ہرگز نہیں نکال سکے گا پس تو افترا پردازوں کا پیرومت ہو پھر تجھے معلوم ہو کہ عرب کا

مشتق من الاعراب. وهو الافصاح فى التكلم والسؤال والجواب. يقال

لفظ اعراب سے مشتق ہے اور وہ بلیغ وفصیح کلام کو کہتے ہیں جیسا کہ یہ مقولہ ہے کہ اَعْـرَبَ الـرَّجُلُ

اعرب الرجل اذا كانت فى كلامه الابانة والايضاح والرزانة. وما كان

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی کی زبان فصیح ہو اور بستہ زبان نہ ہو مگر اعجم کا لفظ اس پر بولا

كرجل لا يكاد يبين. و اما الاعجم فهو الذى لا يفصح كلامه. ولا

جاتا ہے جو فصاحت بلاغت سے عاری ہو۔ جس کا نظام تقریر عمدہ نہ ہو زبان میں شیرینی نہ

يحفظ نظامه. ولا يرى حلاوة اللسان. ولا يرتب اعضاء البيان. بل

ہو بیان کے اعضا میں ترتیب نہ ہو بلکہ کچھ کہا جائے اور کچھ بیان کرے اور بات کو بوٹی

ياكل اكثرها ويرى بعضها كعضين فهذان لفظان متقابلان و مفهومان

بوٹی کر دے۔ پس یہ دو لفظ باہم متقابل ہیں اور دو متضاد مفہوم ہیں اور کسی نے جوانوں

متضادان. وما اخترعهما احد من الشيوخ والشبان. بل هما من خالق

اور بڈھوں میں سے ان کو اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ بلکہ یہ دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے

الانسان لقوم متدبّرين. وقد جاء لفظ العرب فى كتبٍ اُوْلٰى صُحف

ہیں ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور عرب کا لفظ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ یعنی یسعیاہ نبی

يسعياه و موسٰى و فى الانجيل تقرء و ترٰى. فثبت انّه من اللّٰه الاعلٰى.

کی کتاب اور موسیٰ کی کتاب اور انجیل میں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے

وليس كهذا الاسم اسم لسان من الالسنة الاعجمية ولن تجد نظيره فى

ہے اور کسی دوسری زبان میں ایسا نام نہیں اور کسی ولایت میں تو اس کی نظیر نہیں پائے گا۔

العبرانية وغيرها من اللهجة ففكّر هل تعلم لها سميا فى تلك الالسنة

پس تو عبرانی اور دوسری زبانوں میں فکر کر کیا عربی کے ہمنام کسی اور زبان کو تو پاتا ہے

﴿۶۶﴾ فثبت انّ العربية هی اللسان. ولا يوجد فی غيرها هذا الشان. ففكر ان

پس ثابت ہوا کہ حقیقی زبان عربی زبان ہی ہے اور اس کے غیر میں یہ شان پائی نہیں جاتی ۔

كنت من المشككين. ومن اجلى العلامات ان اللسان الذی كان من

پس اگر تجھے کچھ شک ہے تو شرم کرو ۔ اور یہ بات بہت روشن باتوں میں سے ہے کہ وہ زبان

ربّ الكائنات. وكان من احسن اللغات. وابهی فی الصفات. هو

جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور درحقیقت عمدہ زبان ہے وہ وہی زبان ہے جس کا

اللسان الذی مدحه اللّٰه وسماه باسم حسنٍ كما هی سنة ربّ ذی مِنَنٍ.

خدا تعالیٰ نے آپ تعریف کے ساتھ نام رکھا ۔ جیسا کہ یہی سنت اللہ ہے ۔ پس ایسی زبان کا

فانبئوا بذٰلک اللسان ان كنتم فی شكٍّ من هٰذا البيان. و لن تجدوا

مجھے نشان دو اگر تم اس زبان کے بارے میں شک میں ہو اور ایسا اسم جیسا کہ عربی ہے ہرگز

كالعربية اسمًا فی الحُسن واللمعان. ففی ذٰلک اٰيات للمتوسّمين.

نہیں پاؤ گے اور اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں اور عجم خدا تعالیٰ کے نزدیک

وامّا العجم فهم عند اللّٰه كبكم لالسان لهم. اوكبهائم لابيان لهم. فان

ان گونگوں کی طرح ہیں جن کی زبان نہ ہو یا ان چارپایوں کی طرح جو بول نہ سکیں کیونکہ ان

تكلمهم ما حصل لهم الا بالعربية. وليس لفظ عندهم الا من هذه

کو صرف عربی کے ذریعہ سے بولنا حاصل ہوا ہے اور ان کے پاس بجز اس زبان کے ایک لفظ

اللهجة. و لا يقدرون من دون العربية على المكالمات. فيتحقق حينئذ

بھی نہیں اور بجز عربی لفظوں کے بات کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے ۔ پس اس وقت ثابت ہوتا ہے

انهم كالعجماوات. فقابل بوجه طليق او خاصم بلسان ذليق. انک من

کہ وہ چارپایوں کی طرح ہیں پس کشادہ زبانی کے ساتھ سامنے آ یا تیز زبان کے ساتھ جھگڑ

المغلوبين. فاوصيک ان تفكر فی هذا الدعوٰی. وتذكر قومًا نوكی ان كنت

بے شک تو مغلوب ہے پس تو اس دعویٰ میں غور کر اور بے وقوفوں کو یاد دلا اگر تو عقل مند ہے

مَنَ العاقلین. واشکر اللّٰہ علی ما جاءک من البراھین. و لا تنس ان لفظ ﴿۶۷﴾

اوران دلائل کی وجہ سے جو تجھ کو ملے خدا تعالیٰ کا شکر کر اور اس بات کو فراموش مت کر کہ عجم کا لفظ عجما سے مشتق

العجم قد اشتق من العجماء وھو البھیمۃ فی ھٰذہ اللغۃ الغراء. فتدبر وجہ

ہے اور عجماء لغت عربی میں چارپائے کو کہتے ہیں پس اس وجہ تسمیہ کو سمجھ لے تا کہ تیرے پر حقیقت کا مغز کھلے

التسمیۃ لینکشف علیک لب الحقیقۃ ولتکون من الموقنین. وکم من اٰیۃ

اور تا کہ تو یقین کرنے والوں سے ہو اور بہت سے نشان اس پر دلالت کرتے ہیں اگر تو طالب ہو ان نشانوں

تدل علیھا لو کنتم طالبین. ومنھا ان اللّٰہ سمی الانسان سمیعًا فی الفرقان.

میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کا نام سمیع رکھا ہے۔ پس اس سمیع کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلے

فیفھم منہ انہ اسمعہ فی اول الزمان. و ماترکہ کالمخذولین.

زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہی اس کو سنایا اور اس کو خذلان کی حالت میں نہ چھوڑا۔

و منھا انہ اوضح فی البقرۃ ھذا الایماء وقال عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ[1]

اوران نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے سورہ بقرہ میں اس اشارہ کو زیادہ واضح کر کے لکھا ہے

فھٰذا التعلیم یدل علی اشیاء منھا انہ کان معلم الکلمات بتوسط

اور کہا ہے کہ خدا نے آدم کو نام سکھائے پس یہ سکھلانا کئی باتوں پر دلالت کرتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ

المسمیات و نعنی بالمسمیات کلما یمکن بیانہ بالاشارات فعلا کان او من

خدا تعالیٰ نے کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلایا اور مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا

اسماء المخلوقات. ومنھا انہ کان معلم حقایق الاشیاء وخواصھا المکتومۃ

اشارات کے ذریعہ سے ممکن ہے خواہ وہ فعل ہوں یا اسماء مخلوقات میں سے ہوں اور پھر دوسرا امر یہ ہے کہ حقائق

المخزونۃ فی حیز الاختفاء بلغۃ عربی مبین. وان قلت ان النحویین خصصوا

اشیاء اور ان کے جو چھپے ہوئے خواص ہیں وہ زبان عربی میں سکھلائے گئے۔ اور اگر تو یہ بات کہے کہ نحویوں نے لفظ

لفظ الاسم بالاسماء المخصوصۃ التی لھا معانی ولا تقترن باحد

اسم کو اسماء مخصوصہ سے خاص کیا ہے۔ یعنی وہ اسماء جن کے واسطے معانی ہیں اور تین زمانوں میں سے کسی سے اقتران

[1] البقرۃ: ۳۲

﴿۶۸﴾ مّن الازمنة الثلاثة. فجوابه ان ذلک اصطلاح لهٰذه الفرقة. ولا اعتبار بهٖ

رکھتے ہیں پس جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس فرقہ کی اصطلاح ہے اور جب ہم حقیقی طور پر نظر

عند نظر الحقیقة فانظر کالمبصرین. وان قیل ان المشهور بین العامة من

کریں تو یہ اصطلاح ساقط الاعتبار ہوگی پس دیکھنے والوں کی طرح سوچ۔ اور اگر کوئی کہے

اهل الملة. ان اللّٰه علم اٰدم جمیع اللغات المختلفة. فکان ینطق بکل لغت

کہ عوام مسلمانوں میں تو یہ مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو تمام بولیاں سکھا دی تھیں اور

من العربیة والفارسیة وغیرها من الالسنة فجوابه ان هذا خطأ نشأ من

وہ ہر یک بولی عربی فارسی وغیرہ بولتا تھا پس اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطا ہے اور اس کی

الغفلة. لا یلتفت الیه احد من اهل الخبرة بما خالف امرًا ثبت بالبداهة.

طرف کوئی عقلمند توجہ نہیں کرے گا کیونکہ یہ بدیہی الثبوت امر کے مخالف ہے اور بے خبروں کا

وما هو الا زعم الغافلین. بل العربیة هی اللسان من مستانف الایّام

گمان باطل ہے بلکہ پہلی زبان اور پہلے زمانہ کی بولی صرف عربی ہے اور اس کا غیر اس کا

ومستطرفها ولیس غیرها الا کمرجان من درر صدفها وانت تعلم ان

مال موروثی ہے۔ یا کوئی چھوٹا سا موتی اس کے موتیوں میں سے ہے اور تو جانتا ہے کہ

القراٰن والتورات قد اثبتا ما قلنا واکملا الاثبات الا تعلم ما جاء فی

قرآن اور توریت نے جو کچھ ہم نے کہا وہ ثابت کر دیا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ توریت

الاصحاح الحادی العشر من التکوین. فانه شهد انّ اللسان کانت

کتاب پیدائش گیارھویں باب میں لکھا ہے کہ ابتدا میں تمام زمین کی بولی ایک تھی پھر جب

واحدة فی الارضین. ثم اختلفوا ببابل معرقین. و اما القراٰن فقد سبق فیه

وہ عراق عرب میں داخل ہوئی۔ تو بابل شہر میں بولیوں میں اختلاف پڑا اور قرآن کا بیان

البیان. ففکر کالمحققین. ثم هٰهنا طریق اٰخر لطلاب الحق

تو تُو سن چکا۔ پس تحقیق کرنے والوں کی طرح سوچ۔ پھر اس جگہ ایک اور طریق ثبوت حق

وآلمعرفة و هو انا اذا نظرنا فی سنن اللّٰه ذی الجلال و الحکمة فوجدنا نظام ﴿۶۹﴾

اور معرفت کے طالبوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم اللہ ذوالجلال کی سنتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم اس

خلقه علی طریق الوحدة. و ذٰلک امر اختاره اللّٰه لهدایة البریة لیکون علٰی

کی پیدائش کا نظام وحدت کے طور پر پاتے ہیں اور یہ وہ امر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے

احدیة احد من الادلة. و لیدل علٰی انه الخالق الواحد لا شریک له فی

اختیار کیا ہے تا کہ اس کی وحدانیت پر دلیل ہو۔ اور اس دلیل پر دلالت کرے کہ وہ اکیلا پیدا کرنے والا واحد

السماء و الارضین. فالّذی خلق الانسان من نفس واحدة کیف تعزٰی الیه

لاشریک ہے کوئی اس کا شریک زمین و آسمان میں نہیں پس جس نے انسان کو نفس واحد سے پیدا کیا کیونکر اس کی

کثرة غیر مرتبة و لغات متفرقة غیر منتظمة. الا تعلم انه راعی الوحدة فی

طرف ایک ایسی کثرت منسوب کی جائے جو غیر مرتب ہے اور کیونکر ایسی زبانیں اس کی طرف سے سمجھی جائیں جو

کل کثرة. و اشار الیه فی صحف مطهرة. و کتاب امام العارفین. و ابان فی

غیر منتظم ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس نے ہر یک کثرت میں وحدت کی رعایت رکھی ہے اور اپنی پاک کلام میں

صحفه الغراء انه خلق کل شیء من الماء. فانظر الی سنة حضرة الکبریاء کیف

اس کی طرف اشارہ کیا ہے جو عارفوں کی امام ہے اور اس نے اپنی کتاب روشن میں بیان فرمایا ہے کہ اس نے

رد الکثرة الٰی وحدة الاشیاء وجعل الماء امّ الارض و السماء ففکر کالعقلاء

ہر یک چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا ہے پس خدا تعالیٰ کی سنت کی طرف دیکھ کیونکر اس نے کثرت کو وحدت کی طرف

فانه عنوان الاهتداء و لا تستعجل کالجاهلین و انّ هٰذه الاٰیة دلیل واضح علٰی

رد کیا ہے اور پانی کو زمین اور آسمان کی ماں ٹھہرایا ہے پس عقلمندوں کی طرح سوچ کہ یہ ہدایت پانے کی

سنة خالق الرقیع و الغبراء. وفیها تبصرة لاهل الانظار و الاراء و اللّٰه وتر یحب

علامت ہے اور جاہل مت بن۔ اور یہ آیت خدا تعالیٰ کی سنت پر دلیل واضح ہے اور اس میں اہل نظر کے لئے

الوتر یا معشر الطلباء. هو الذی نوّر من نورٍ واحد نجوم السماء

بصیرت کی راہ ہے اور خدا تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے وہی ہے جس نے ایک نور سے تمام ستاروں کو بنایا

﴿۷۰﴾ وَ خلق نفوسًا متشابهة على الغبراء. وجعل الانسان عالمًا جامع جميع

اور زمین پر تمام نفوس متشابہ پیدا کئے اور انسان کو ایک عالم جمیع حقائق اشیاء کا جامع بنایا

حقائق الاشياء. فلولم يكن نظام الخلق مبنيًا على الوحدة لما وجدت فى

پس اگر مخلوقات کا نظام وحدت پر مبنی نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں یہ مشابہت نہ پائی

خلق اللّٰه وجود هٰذه المشابهة. ولكان خلق اللّٰه كالمتفرقين. بل لو لم يكن

جاتی اور مخلوق متفرق چیزوں کی طرح ہوتی بلکہ اگر نظام وحدانی نہ ہوتا تو حکمت باطل

النظام الوحدانى لبطلت الحكم وضاع السر الروحانى. وسُدّ الصراط

ہو جاتی اور سِرّ روحانی ضائع ہو جاتا اور ربانی راہ بند ہو جاتی اور سالکوں کا امر مشکل

الربانى وعسر امر السالكين. فمالك لا تفهم وحدة دالة على الوحيد.

ہو جاتا۔ پس تجھے کیا ہوگیا کہ تو اس وحدت کو نہیں سمجھتا جو اس یگانہ پر دلالت کرتی ہے اور

وهى فى الاسلام مدار التوحيد و اصل كبير للتعظيم والتمجيد. و سراج منير

وہی اسلام میں توحید کا مدار ہے اور اس کی تعظیم اور تمجید کے لئے اصل کبیر ہے اور خدا

لمعرفة الوحدانية الالٰهية والاحدية الربانية. وانّها من علوم اختصت

تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی یکتائی کے پہچاننے کے لئے ایک چراغ روشن ہے اور ان

بالمسلمين. ثم اعلم ان الاٰثار النبويّة والنصوص الحديثية. قد بلغت فى هذا

علوم میں سے ہے جو اہل اسلام سے خاص ہے پھر جان کہ آثار نبویہ اور نصوص حدیثیہ اس

الٰى كمال الكثرة. حتى اعطت ثلج القلب ونور السكينة. كما لا يخفٰى على

بارے میں اس کثرت تک پہنچ گئے ہیں کہ جن سے دل کو تسلّی اور اطمینان کا نور حاصل ہوتا ہے

المحدّثين و اخرج **ابن عساكر** فى التاريخ و هو المقبول الثقة. قال قال **ابن**

جیسا کہ محدثوں پر پوشیدہ نہیں اور ابن عساکر جو مقبول اور ثقہ ہے ابن عباس سے اپنی تاریخ

عباس ان اٰدم كان لغته فى الجنة **العربية** وكذٰلك اخرج **عبد الملك**

میں بیان کرتا ہے کہ بہ تحقیق آدم کی بولی جنت میں عربی ہی تھی اور اسی طرح عبد الملک آنحضرت

حدّیثا من خیر الورٰی و رجال اٰخرون اولوا العلم والنُّھٰی. وحدّثوا بروایة اخرٰی ﴿۱۷﴾
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث لایا ہے اور دوسرے اہل علم بھی دوسری روایتوں سے بیان کرتے ہیں سو
فقالوا ان العربیة ھی اللسان الاولٰی من اللّٰہ المولٰی. نزلت مع اٰدم من الجنة
انہوں نے کہا ہے کہ عربی ہی پہلی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے
العلیا. ثم بعد طول العھد حرّفت وحدثت لغات شتّٰی. و اول ما ظھر بعد
اتری ہے۔ پھر ایک زمانہ کے بعد محرف ہوگئی اور اس سے اور زبانیں پیدا ہوگئیں اور تحریف کے بعد جو پہلی
التحریف کان سریانیًا باذن اللّٰہ اللطیف. و صرف اللّٰہ الیہ لھجة المبدلین.
زبان ظاہر ہوئی وہ سُریانی تھی اور خدا تعالیٰ نے زبان کے بدلانے والوں کا لہجہ ویسا ہی کردیا اور اسی واسطے
و لاجل ذٰلک سمی العربی الاول عند المتقدمین. وکان عربیا بادنٰی تصریف
متقدمین اس کو پہلی عربی کہا کرتے تھے۔ اور وہ ادنیٰ تغیر کے ساتھ عربی ہی تھی پھر اور اور زبانیں پیدا ہوگئیں
المتصرّفین ثم حدثت السنة اخرٰی کما حدثت الملل والنحل فی الدّنیا. وھذا
جیسا کہ اور اور مذاہب پیدا ہوگئے اور یہی بات عقلمندوں کے نزدیک حق ہے۔ پھر پہچاننے کے طریقوں میں
ھو الحق فتدبر کالعاقلین. ثم من سبل العرفان. انک تجد فی القران ذکرًا
سے ایک یہ ہے کہ تو قرآن میں زبان اور رنگ کے اختلاف کے بارہ میں ایک ہی جگہ ذکر پائے گا پس
واحدًا فی اختلاف اللسان والالوان. فاللّٰہ یشیر الٰی ان اللسان کانت واحدة فی
خدا تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ ذکر کرنے سے یہی اشارہ کرتا ہے کہ زبان ایک زمانہ میں ایک تھی چنانچہ رنگ
زمان کما کان اللون لونًا واحدًا قبل الوان. ثم اختلفا بعد زمان وحین ثم من
بھی ایک زمانہ میں ایک تھا پھر طول زمانہ کے بعد دونوں میں اختلاف ہوگیا پھر ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ
لطایف الایماء ان خاتم الانبیاء. جعل نفسه شریک اٰدم فی تعلم الاسماء کما
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو اسماء کے سکھائے جانے میں آدم کا شریک ٹھہرایا ہے جیسا کہ
اخرج **الدیلمی** فی حدیث الطین والماء ففکر فیما قال خاتم النبیین.
دَیلمی نے حدیث طِین اور مَاء میں روایت کی ہے پس تو اس قول میں فکر کر جو آنحضرت صلعم نے فرمایا

﴿۷۲﴾ مُثِّلتْ لی امّتی فی الماء والطین. وعُلّمت الاسماء کما علّم اٰدم الاسماء.
کہ میری امت میرے لئے پانی اور مٹی میں متمثّل کی گئی اور مجھے نام سکھلائے گئے جیسا کہ آدم کو نام سکھلائے
فانظر الٰی ما اشار فخر المرسلین. وانت تعلم انه صلی اللّٰہ علیه وسلم کان
گئے۔ پس اس امر میں فکر کر جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا اور تو جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اُمّیًّا لا یعلم غیر العربیة. نعم اُوتی جوامع الکلم فی ھٰذه اللھجة. ظھر ان
اُمّی تھے بجز عربی کے کسی اور زبان کو نہیں جانتے تھے۔ ہاں آپ کو جوامع الکلم زبان عربی میں ملی تھی پس ظاہر
المراد من الاسماء فی قصة اٰدم و حدیث خیر الانبیاء ھی العربیة
ہوا کہ اسماء سے مراد حضرت آدم کے قصہ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں زبان عربی ہے جیسا
المبارکة. کما تدل علیه النصوص القطعیة من کتاب مبین. الا تنظر الی
کہ نصوص قطعیہ کلام الٰہی کی اس پر دلالت کرتی ہیں کیا تو زبانوں کے اشتراک کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ وہ بہت
اشتراک الالسنة. فانه یوجد فی کثیر من الالفاظ المتفرقة ولا یمکن ھذا الا
سے الفاظ متفرقہ میں پایا جاتا ہے اور ایسا اور اس قدر اشتراک بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ تمام زبانیں ایک
بعد کونھا شعب اصل واحد فی الحقیقة. وانکارھا کانکار العلوم الحسیة
ہی زبان کی شاخیں ہوں اور اس کا انکار علوم حسیہ کے انکار کی مانند ہے اور ان امور کے انکار کی طرح جو ثابت
والامور الثابتة المرئیة. فان کان تغایر الالسنة من اول الفطرة فکیف وجد
اور مرئی ہوں پس اگر زبانوں کا اختلاف ابتدا سے چلا آتا ہے پس کیونکر باوجود اس اختلاف قدیم کے زبانوں
الاشتراک مع عدم الاتحاد فی الاصل والجرثومة فلا بد من ان نقر بلسان ھی
میں اشتراک ہو گیا پس یہ بات ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی زبان کا اقرار کریں کہ وہ تمام زبانوں کی ماں ہو
ام کلھا لکمال بیان وانکاره جھل و سفاھة واللدد تحکم ومکابرة. وقد تبین
اور انکار اس بات کا جہالت اور کم عقلی ہے اور جھگڑنا ناحق کی حکومت اور ناحق کا کبر ہے اور تم طالب ہو تو حق تو
الحق لو کنتم طالبین. و فی العربیة کمالات و خواص و اٰیات تجعلھا اُمّ غیرھا
کھل چکا اور زبان عربی میں وہ کمالات اور نشان ہیں جو محققوں کے نظر میں اس کو اس کے

عنْد المحققين و انها وقعت لها كالظل او كالعصفور عند البازى المطل فاسمع ﴿۷۳﴾

غیر کی ماں ٹھہرایا ہے۔اور وہ زبانیں عربی کے لئے سایہ کی طرح واقع ہوئی ہیں یا باز صید گیر کے آگے چڑیا کی طرح پس تو

بعض اياتها وكن من المنصفين فمنها ان التحقيق العميق والنظر الدقيق يُلجئنا

انصاف سے عربی کے بعض نشان سن۔ پس ان کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ تحقیق عمیق اور نظر دقیق کے بعد مشاہدہ اور

بعد المشاهدات و رؤية البينات الٰى ان نقرّ بانّ لغت العرب اوسع اللغات

رؤیت بیّنات کے ہمیں اس اقرار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ لغت عرب تمام لغتوں سے وسیع تر ہے اور وہ مدارج میں سب

وارفعها فى الدرجات و اعظمها فى البركات و ابرقها بالمعارف والنكات.

سے بلند اور برکات میں سب سے بزرگ تر اور معارف اور نکات میں سب سے زیادہ چمکنے والے اور مفردات کے نظام میں

واتمها فى نظام المفردات وابلغها فى ترصيف المركبات وادلها على اللطائف

سب سے زیادہ کامل اور مرکبات کے درجہ بدرجہ رکھنے میں سب سے زیادہ محل مناسب تک پہنچے ہوئے اور لطائف اور اشارات

والاشارات. واكملها فى جميع الصفات من الله رب العالمين. وتوجد علوم

پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والے اور سب صفتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ کامل اور اس کے اسماء کی

كثيرة فى لف اسماء ها. و تلمع لطائف فى تراكيبها. وطرق ادائها. وسنذكرها

بناوٹ میں بہت سے علوم پائے جاتے ہیں اور اس کی ترکیبوں اور ادا کے طریقوں میں لطائف چمک رہے ہیں اور ہم عنقریب

فى مقاماتها لكشف غطاء ها. ونُبيّن علوم مفرداتها و فنون مركباتها لقوم

ان کا ذکر حقیقت نمائی کے لئے اپنے مقام پر کریں گے اور اس کے مفردات کے علوم اور مرکبات کے فنون طالب ہدایت لوگوں

مسترشدين والأن نثبت كمال نظام المفردات. فانها اول علامة لغة هى اُمّ اللغات

کے لئے بیان کریں گے اور اب ہم مفردات کے نظام کا کمال ثابت کرتے ہیں کیونکہ وہ پہلی علامت اس زبان کی ہے جس کو

و وحى من حكيم قوىّ متين. فانا نرى ان فطرة الانسان. قد اقتضت من اول الأوان

اُمّ الالسنہ کہنا چاہئے اور جس کو خدا تعالیٰ کی وحی ماننا چاہئے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش نے پہلے ہی سے یہ تقاضا کیا

ان يعطى لها مفردات فيها كمال البيان كما هى كاملة من احسن الخالقين

ہے کہ اس کو وہ مفردات دیئے جائیں جن میں کمال درجہ کا بیان ہو جیسا کہ وہ فطرت خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہے

وَ نریٰ ان الفطرة الانسانية والجبلة البشرية قد كملت بقوى مختلفة ﴿۷۴﴾

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی اور جبلت بشری مختلف قوتوں کے ساتھ کامل کی گئی ہے اور ایسا ہی قسما

وتصورات متنوعة. وارادات متفننة. وحالات متفرقةٍ وخيالات متغائرة.

قسم کے تصورات کے ساتھ اور قسما قسم کے ارادات کے ساتھ اور حالات متفرقہ اور خیالات متغائرہ اور

واخلاق متلوّنة. وجذبات متضادة. ومحاورات موضوعة للأباء والبنين.

اخلاق متلونہ اور جذبات متضادہ کے ساتھ اس کا کمال ہوا ہے اور ایسا ہی وہ محاورات جو باپوں اور بیٹوں اور

والاعداء والمحبين. والاكابر. والصاغرين. ثم انضمت بها افعال تصدر

دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹے اور بڑوں میں ہوتے ہیں۔تتمہ کمالات خلقت انسانی ہیں پھر ان کے ساتھ وہ

من جوارح الانسان كالايدى والارجل والاعين والأذان. وكذلك كلما

افعال بھی ہیں جو انسان کے ہاتھ پیر سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ اور کان سے اور اسی طرح

يطلب بوسيلة هذه الاعضاء من علوم الارض والسماء و ما يتعلق بها

وہ تمام چیزیں جو ان اعضاء کے ذریعہ سے طلب کی جاتی ہیں جیسا کہ علوم ارضی اور علوم سماوی اور جو ان کے

كالخادمين. فلما خلق الله الانسان بهذه القوىٰ والاستعدادات. والافعال

متعلق ہیں پس جبکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ان قوتوں اور استعدادوں اور صناعتوں کے ساتھ پیدا کیا اور ان

والصناعات. والمقاصد والنيّات. اقتضت رحمته ان يكمل فطرته بعطاء

مقاصد اور نیتوں کے ساتھ اس کو بنایا تو اس کی رحمت نے تقاضا کیا کہ انسانی فطرت کو نطق کے ساتھ مشرف کر

نطق يساوى الحاجات و يمده فى جمع الضرورات والمهمات ولا يتركه

کے حاجات پیش آمدہ کے ساتھ برابر اور ہموزن کر دے اور تمام مہموں اور ضرورتوں میں اس کی مدد کرے

كالناقصين. وكان تمشية هذه الارادات موقوفا على لغت هى كامل النظام

اور اس کو ناقصوں کی طرح نہ چھوڑے اور ان ارادوں کا پورا ہونا ایسی زبان پر موقوف تھا جو مفردات کے

فى المفردات ليساوى ضمائر الانسان و جميع الخيالات و يعطى

نظام میں کامل ہو تا کہ وہ انسان کے ضمیروں اور اس کے تمام خیالات کے ساتھ برابر اترے

حلل الالفاظ للطالبين. فهذه هى العربية. وخصت بها هذه الفضيلة هى ﴿۷۵﴾

اورطلب گاروں کے لئے الفاظ کے (حلل) عطا کرے پس یہ زبان عربی ہے اور یہ فضیلت اس کے ساتھ خاص کی گئی

الّتى اعطى اللّٰه له نظامًا كاملاً فى المفردات. وجعل دائرتها مساوية

ہے یہ وہی زبان ہے جس کو خدا تعالیٰ نے مفردات میں کامل نظام بخشا ہے اور اس کے دائروں کو ضرورتوں

بالضرورات و لاجل ذٰلک احاطت دقائق الافعال. و أرت تصوير الضمائر

کے ساتھ برابر کر دیا ہے اور اسی واسطے یہ عربی باریک معانی کے الفاظ پر مشتمل ہے اور ضمیروں کی تمام وکمال

بالتمام والكمال كالمصوّرين. وان اردنا ان نكتب فيه قصّة. او نملى

تصویروں کو دکھلا رہی ہے جیسا کہ مصور دکھلاتے ہیں۔ اور اگر ہم عربی زبان میں کوئی قصہ لکھنا چاہیں یا کوئی

حكايةً او واقعةً او نؤلف كتابًا فى الالٰهيات. فلا نحتاج الى المركبات. ولا

حکایت یا واقعہ لکھیں یا کوئی کتاب الٰہیات میں تحریر کریں تو ہم مرکبات کی طرف محتاج نہیں ہوتے اور ہم

نضطرّ ان نورد التركيبات مورد المفردات كالهائمين المتخبطين. بل

اس بات کی طرف بے قرار نہیں ہوتے کہ ترکیبات کو مفردات کی جگہ میں لاویں بلکہ ہمیں عربی کا نظام کامل

يمدنا نظامه الكامل فى كل ميدانٍ ومضمارٍ. ونجد مفرداتها كحلل كاملة

ہر یک میدان میں مدد دیتا ہے اور ہم اس کے مفردات کو معانی اور اسرار کے لئے کامل لباسوں کی طرح

لانواع معانى واسرار. و لا نجدها فى مقام كابكم غير مبين. وذلک

پاتے ہیں۔ اور ہم اس کو کسی مقام میں گونگے کی طرح نہیں پاتے اور یہ اس لئے کہ اس کا نظام کامل ہے اس

لكمال نظامها وعلوّ مقامها و غزارة موادها وكثرة افرادها. وتناسبها

کا مقام عالی ہے اس کے مواد بہت ہیں اس کے مفردات زیادہ ہیں اس میں تناسب اور سامان بہت ہے

ورشادها واطراد اشتقاقها واتحاد انتساقها ولكونها متساوية باٰمال

اس کا اشتقاق لمبا ہے اس کے انتساق میں اتحاد ہے اور وہ امیدوں کے سلسلہ سے برابر ہے اور قانون

الأملين. وان صحيفة القدرة و مواد هذه اللهجة قد صدغتا كثورى فلاحة

قدرت اور اس زبان کے مواد دوش بدوش چلے جاتے ہیں جیسے کلبہ رانی کے دو بیل یا ایک

﴿۷۶﴾ و تقابلتا کجداری باحة فانظر کالمُبصرین. و من العجائب انها کانت لسان

صحن کے مقابل کی دو دیواریں ہیں۔ پس تو سوجا کھوں کی طرح دیکھ۔ اور عجائب میں سے یہ بات ہے کہ وہ امیوں کی

الاُمّیین. و ما کانوا ان یصقلوها کالعُلماء المتبحرین. ولم یکن لهم فلسفة

زبان ہے اور وہ اس کو علماء متبحر کی طرح صیقل نہیں کرتے تھے۔ اور ان کو یونانیوں کے فلسفہ میں سے کچھ حصہ نہیں تھا

الیونانیین. و لا فنون الهنود و الصینیین. ومعٰذلک نجدها افصح الالسنة

اور نہ ہندوؤں اور چینیوں کے ان کے پاس علوم تھے اور باوصف اس کے ہم اس زبان کو حکماء کے نازک خیالوں

لتعبیر خواطر الحکماء و اراء ة صور اراء اهل الاراء کانها تصورها کما

کے ادا کرنے اور ہر یک رائے کی صورت دکھلانے کے لئے تمام زبانوں سے زیادہ فصیح پاتے ہیں گویا یہ زبان ان

یُصوّر فی البطن الجنین. و من فضائلها انها ما مدت قط ید المسئلة الی

خیالات کی ایسی تصویر کھینچتی ہے جیسا کہ جنین کی تصویر پیٹ میں کھینچی جاتی ہے اور اس کی فضیلتوں میں سے ایک یہ

الاغیار. و ما زیّنها احد من الحکماء و الاحبار. و لیست علیها منة احد من

ہے کہ اس نے کبھی غیر کی طرف سوال کا ہاتھ لمبا نہیں کیا اور کسی حکیم اور دانشمند نے اس کو زینت نہیں دی اور اس پر

دون القادر الجبار. هو الذی اکملها بید الاقتدار. و صانها من کل مکروه فی

سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کا احسان نہیں۔ اسی ذات نے اس کو اپنے ہاتھ سے کامل کیا ہے اور ہر یک ایسی حالت

الانظار. و عصمها من موجبات الملال و الاستحسار. فهی ربیبة خدر الازل

سے بچایا ہے جن سے نظریں کراہت کرتی ہیں اور تھکنے اور ملال کے موجبات سے اس کو محفوظ رکھا ہے پس یہ بولی

کالبنات و کقاصرات الطرف و القانتات. و هی حاملة باجنّة الحکم و النکات. لا

پردہ ازل کی خانہ پروردہ ہے جیسا کہ لڑکیاں اور پرہیز گار بیویاں ہوتی ہیں اور یہ بولی طرح طرح کی حکمتوں اور

تسمع صوتها فی مجمع الهاذین. و الحکمة تبرق من اسرّة وجهها بنور یزین.

معارف دقیقہ کے ساتھ حاملہ ہے بے ہودہ گوئیوں کا مجمع اس کی آواز نہیں سنتا اور خدا تعالیٰ نے اس کی سرشت کو

واللّٰه احسن خلقها کخلق الانسان. و اعطاها کل ما هو من کمال اللسان

ایسا ہی نیک پیدا کیا ہے جیسا کہ انسان کی سرشت کو اور جو زبان کا کمال ہونا چاہئے سب کچھ اس کو عطا کیا

و اَعطاها حسنًا یصبی قلوب المبصرین. فلأجل هٰذه الکمالات و وجازة ﴿۷۷﴾
اور اس کو ایسا حسن عطا کیا ہے جو دیکھنے والوں کے دلوں کو کھینچتا ہے پس انہیں کمالات کی وجہ سے اور کلمات
الکلمات تعصمنا عن اضاعة الاوقات. و تُسعدنا الٰی ابلغ البیانات. وتحفظنا
کے اختصار سے اوقات کے ضائع ہونے سے بچاتی ہے اور نہایت بلیغ بیانات کی طرف ہمیں رہبر ہوتی ہے
عن فضوح الحَصَرِ وتعضدنا فی قید ظبأ المعانی والشصر. فلا نقف موقف
اور زبان کی بستگی سے ہمیں نگہ رکھتی ہے اور معانی کے ہرنوں اور آہو بچوں کے قید کرنے میں ہمیں مدد دیتی
مندمة فی میدان. و لا نرهق بمعتبة عند بیان. وتکشف علینا کلام رب العالمین
ہے پس ہم کسی میدان میں شرمندہ نہیں ہوتے اور نہ کسی بیان کے وقت مورد عتاب ہوتے ہیں اور ہمارے پر
وان القراٰن والعربیة کضرتی الرحٰی. والامر من غیرهما لا یتأتی. ومثلهما کمثل
رب العالمین کا کلام کھولا جاتا ہے اور قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں اور ان دونوں کے ملنے کے
العروسین. فالعربیة کزوجة کملت فی الحُسنِ والزین. ومن خواص العربیة
سوا امر مقصود حاصل نہیں ہوتا یا ان دونوں کی مثال میاں بیوی کی طرح ہے اور عربی اس بیوی کی طرح ہے جو
وعجائبها المختصة انها لسان زیّنت بلطائف الصنع ووضع فیها بازاء معانی
حسن اور زینت میں کامل ہو اور عربی کے خواص اور اس کی خاص عجائب باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک
متعددة بالطبع لفظ مفرد فی الوضع لیخفّ النطق به حتی الوسع ولا یحدث
ایسی زبان ہے جو لطائف صنعت سے زینت دی گئی ہے اور جو طبعًا معانی متعددہ ہیں۔ ان کے مقابل پر ایک
ملالة الطبع. وهذا امر ذو شان ممد عند بیان. لا یوجد نظیره فی لسان من
ہی لفظ وضع میں رکھا گیا ہے تاحتی الوسع بولنا اس کا آسان ہو اور ملالت طبع پیدا نہ ہو اور یہ ایک امر ذو شان
السن الاعجمین. فلذٰلک تجد تلک الالسنة غیر بریة من معرة اللکن.
ہے جو بیان میں مدد کرتا ہے اور کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اسی لئے تو دیکھے گا کہ تمام زبانیں لکنت
وخالیة من فضیلة اللسن. و مع ذٰلک لا تعصم عن الفضول فی الکلام.
کے عیب سے خالی نہیں ہیں اور فصاحت کے ہنر سے محروم ہیں اور پھر وہ زبانیں فضول گوئی سے بچا نہیں سکتیں

﴿۷۸﴾ ولّا تکفی مفرداتها فی استیفاء انواع المرام. و لا توجد فیها ذخیرة المفردات.

اوران کے مفردات مقصودوں کے حاصل کرنے کے لئے کفایت نہیں کر سکتے اوران میں مفردات کا ذخیرہ نہیں پایا جاتا

سیما مفردات مشتملة علی المعارف والالٰهیات ودقایق الدینیات. بل لا

بالخصوص وہ مفردات جو معارف اورالٰہیات اور دینی دقائق پر مشتمل ہیں بلکہ تجھے یہ طاقت نہ ہوگی کہ اس کے مفردات کے

تستطیع ان تؤلّف بمفرداتها قصةً او تکتب حکایةً مبسوطة من امور الدنیا

ساتھ کوئی قصہ تالیف کرے یا کوئی لمبی چوڑی حکایت لکھے خواہ دنیا کے متعلق خواہ دین کے متعلق کیونکہ وہ بولیاں ناقص

والدّین فانها ممسوخة مبدلة. و نا قصة مغیرة فلا طاقت فیها و لا قوة. ولا نظام

بولیاں ہیں جو بدلائی گئی ہیں اوران کی صورت مسخ ہوگئی ہے پس ان بولیوں میں کچھ طاقت اور قوت نہیں اور نہ کچھ نظام اور

ولا عظمة. ولا کمال کعربی مبین. و لاجل ذلک لا یفوز اهلها غلبة عند

نہ عظمت اور نہ عربی کی طرح کچھ کمال اسی لئے ان بولیوں کے بولنے والا مقابلہ کے وقت غالب نہیں آ سکتا اور جنگ

مقابلة. ویفر کزمّل عند مناضلة. ویرهق بمعتبة ومذلة. و یرٰی یوم تبعة کالمخذولین.

میں ایک بزدل نامرد کی طرح بھاگتا ہے اور ذلت اور ملامت اٹھاتا ہے اور انجام بدی کا دن دیکھتا ہے جیسا کہ ذلیل اور

وانها قد بلغت مخارم الجبال. فی علو الشان وانواع الکمال. وخرجت کفاتکٍ

نامراد لوگ دیکھتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ زبان عربی اپنی شان میں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ گئی ہے اور ایک بہادر

ماضی العزیمة و تنادی رجل الکریهة. فهل من مبارزٍ فی المخالفین. و هل فی

پورے ارادے والے کی طرح میدان میں نکلی ہے اور مقابل کے آدمی کو بلا رہی ہے پس کیا کوئی مخالفوں میں بہادر ہے

ندوة حیّهم احدٌ من الباسلین. وما هذا من الدعاوی التی لا دلیل علیها. بل ترٰی

اور کیا کوئی ان کی مجلس میں دلیر موجود ہے اور یہ وہ دعویٰ نہیں ہے جن پر کوئی دلیل نہ ہو بلکہ تو دلائل کے لشکر اس دعوے کے

عساکر البراهین لدیها کالطوافین. وتری انها قائمة کجحیش شیحان وتجول

پاس پائے گا جیسا کہ طواف کرنے والے ہوتے ہیں اوراس بولی کو تو ایسا قائم پائے گا جیسا کہ ایک بہادر مستقل ارادہ اور

بمفصل و سنان. فمن ارته شعاعًا. طارت نفسه شعاعًا و سقط کمیتین

تلوار اور نیزہ کے ساتھ جولان کر رہی ہے پس جس کو اس نے اپنا شعاع دکھلایا سو اس کی ہوائیاں اڑ گئیں اور مُردوں

وما کان للاعداء ان یاتوا ببرھان علٰی دعواھم. اویخرجوا من مثواھم وان ھم ﴿۷۹﴾

اور دشمنوں کو یہ توفیق نہیں کہ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل لاویں یا اپنی خواب گاہ سے باہر نکلیں اور وہ تو دفن شدہ مردوں کی طرح

الا کالمدفونین. وما تری وجہ السنھم ببشریشف ونضرۃ ترف بل تراھا

ہیں۔ان کی زبانوں کا ایسا منہ نہیں جو پورا اور باآب اور بھرا ہوا ہو اور نہ ایسی تازگی جو چمکیلی ہو بلکہ ان زبانوں کو تو ایسا پائے

کموماۃ لیس فیھا من غیر رمل و حصاۃٍ و لا تجد فیھا عین ماء معین. والذین

گا جیسا کہ جنگل بے آب و دانہ جس میں بجز ریت اور سنگریزہ کے اور کچھ نہیں اور ان میں تو پانی صاف کا چشمہ نہیں پائے گا

مارسوا اللغات وفتشوھا. واطلعوا علی عجائب العربیۃ و نظروھا. و رأوا لطائف

اور جو لوگ زبانوں کے مشاق اور تفتیش کرنے والے ہیں جو عربی کے عجائبات پر اطلاع رکھتے ہیں انہوں نے اس کے

مفرداتھا و وزنوھا. وشاھدوا ملح مرکباتھا و ذاقوھا. فاولئک یعلمون بعلم

مفردات دیکھے اور ان کو وزن کیا اور اس کے مرکبات کے ملیح جملوں کا مشاہدہ کیا اور ان کو چکھا سو وہ لوگ علم یقینی سے اس

الیقین. ویقرّون بالعزم المتین بانّ العربیۃ متفرّدۃ فی صفاتھا. و کاملۃ فی

بات کو جانتے اور پختہ عزم سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عربی اپنی صفات میں یگانہ اور اپنے مفردات میں کامل اور

مفرداتھا. ومعجبۃ بحسن مرکّباتھا ومُصْبِیَۃ بجمال فقراتھا. ولا یبلغھا لسان

اپنے مرکبات کے حسن میں عجب انگیز اور اپنے فقروں کے جمال کے ساتھ دلکش زبان ہے اور دنیا کی زبانوں میں سے کوئی

من الالسن الارضین ویعلمون انھا فائزۃ کل الفوز فی نظام المفردات و ما نول

زبان اس کے کمال تک نہیں پہنچتی اور وہ لوگ جانتے ہیں کہ عربی مفردات کے نظام میں کمال کے مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہے اور کسی

لسان ان یساویھا فی ھذہ الکمالات. و انھا کلمۃ جُرّبت مرارًا و سکّتت

زبان کی مجال نہیں جو اس کے کمالات میں اس کی برابری کر سکے اور یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو بارہا آزمایا گیا اور دشمنوں اور شریروں

اعداءً. واشرارًا. وذادت کل من صال انکارًا. فان کنت تنکر باصرار. فات کمثلھا

کا اس نے منہ بند کر دیا اور ہر یک ایسے شخص کو دفع کیا جو انکار کی راہ سے حملہ آور ہوا۔پس اگر تو اصرار سے انکار کرتا ہے تو اس کی

من اغیار. ولن تقدر ولو تموت کجراد الفلا. او تنتحر کالنوکی. فلا تکن

مثل دکھلا اور ہرگز تو مثل دکھلا نہیں سکے گا اگرچہ تو جنگل کی ٹڈیوں کی طرح مر جائے یا نادانوں کی طرح خودکشی کرے

مـنَ الـجـاهـلـيـن. والأسف كـلّ الأسف على بعض المستعجلين من المسيحيين ﴿۸۰﴾

پس جاہلوں میں سے مت ہو اور بعض اُن جلد بازوں پر نہایت افسوس ہے جو عیسائیوں میں سے حد سے

والـغـالـيـن الـمـعـتـديـن. انهـم حسبـوا الـلـسـان الهندية اعظم الالسنة. ومدحوها

زیادہ تجاوز کر گئے ہیں ۔ انہوں نے سنسکرت زبان کو سب زبانوں میں سے بہتر سمجھ لیا ہے اور واہی

بـالـخيالات الواهية وفرحوا بالأراء الكاذبة و ليسوا الا كحاطب ليل او اٰخذ غثاء

خیالات کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے اور ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی رات کو لکڑیاں اکٹھی

مـن سيـل او مـغتـرف مـن كـدرٍ لا مـاء معين. الا ترٰى الى اللسان الويدية الهندية

کرے یا پانی کا خس و خاشاک لے لے اور پانی کو چھوڑ دے یا مکدر پانی میں سے ایک گھونٹ لے اور

وغيـره مـن الالسـنة الاعـجمية كيف توجد اكثر الفاظها من قبيل البرى والنحت و

صاف پانی کو چھوڑ دے کیا تو ہندی زبان یعنی سنسکرت وغیرہ عجمی زبانوں کو نہیں دیکھتا کہ کیونکر اکثر الفاظ

شتـان ما بينها وبين المفرد البحت فخداج مفرداتها وقلّة ذات يدها و عسر حالاتها

ان کے تراش خراش کے قبیل سے ہیں یعنی مرکب ہیں پس ان کو خالص مفردات سے کیا نسبت ہے پس

يـدل عـلٰى ان تلك الالسنة ليست من حضرة العزة. و لا من زمان بدو البرية. بل

ان کی مفردات کا ناقص ہونا اور ان کی پونجی کم ہونی اس بات پر صاف دلیل ہے کہ وہ زبانیں خدا تعالیٰ

تشهد الفراسة الصحيحة و يفتى القلب والقريحة انها نُحتت عند هجوم الضرورات

کی طرف سے نہیں اور نہ ابتدائی زمانہ سے ہیں بلکہ فراست صحیح اور دل اور طبیعت فتویٰ دیتی ہے کہ وہ

وصيغت عند فُقدان المفردات. ليتخلص اهلها مخالب الفقر وانياب الحاجات وما

تمام زبانیں ضرورتوں کے وقت اور مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے گھڑی گئی ہیں تا ان زبانوں

خـطـرت بـبـال الاعـند ما مسّتِ الحاجة اليها. و ما ركبت الا اذا حث الوقت عليها

والے محتاجگی کے داموں سے نجات پاویں اور وہ ترکیبیں حاجت پیدا ہونے سے پہلے کسی کے دل میں نہیں

وقـد اقـربهـا زمـر الـمعادين بل يحكم الرأى الـمستقيم. و يشهـد الـعقل السليم

گزریں اور تبھی یاد آئیں جب وقت نے ان کی طرف رغبت دی بلکہ رائے مستقیم اور عقل سلیم حکم کرتی ہے

انّ اهل تلک الالسنة. واللغات المتفرقة. قوم تطاول علیهم زمان الغی ﴿۸۱﴾

کہ ان زبانوں اور لغت والی وہ قوم ہے جن پر گمراہی اور خذلان کا لمبا زمانہ گذر گیا۔ اور ان کی خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے مدد

والخذلان. وما اعانتهم ید الرحمان. وما وجدوا ما یجد اهل الحق والعرفان.

نہ کی۔ اور انہوں نے اس حقیقت کو نہ پایا جو حق اور معرفت کی اہل پاتی ہیں سو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زبان کو

فحلوا السنتهم بایدیهم لا بایدی الفیاض المنان. فکان غایة سعیهم ان ینحتوا

آراستہ کیا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس زبان سے آرائش نہیں پائی پس ان کی سعی زیادہ سے زیادہ یہ تھی کہ مفردات

بازاء مفرداتٍ انواع ترکیباتٍ. ففرحوا بحیلة فاسدة مصنوعة. وبعدوا من ثمار

کے مقابل پر ترکیبات کو گھڑیں پس وہ ایک حیلہ فاسد بناوٹی کے ساتھ خوش ہو گئے اور ایسے لطیف پھلوں سے دور جا پڑے

لطیفة لا مقطوعة ولا ممنوعة نافعة للاٰکلین. فبدت سوئتهم لاجل منقصة

جو نہ کاٹے جائیں اور نہ منع کئے جائیں جو عقلمندوں کو نفع دیتے تھے پس بباعث ناقص ہونے زبان کے ان کا عیب کھل گیا

اللغات. وانتقاص المفردات. وظهر انهم کانوا کاذبین. وکانوا یحمدون

اور مفردات کی کمی نے ان کی پردہ دری کی اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور وہ لوگ اپنی زبانوں کی ایسے غلو سے

السنتهم بصفات لا تستحق بها وکانوا فیها مفرطین فهتک اللّٰه اسرارهم

تعریف کرتے تھے جن کی وہ حق دار نہیں تھی اور ان بے جا تعریفوں میں حد سے زیادہ گذر گئے تھے سو خدا تعالیٰ نے ان

واذاقهم استکبارهم بما کانوا معتدین. وتراهم یعادون الحق والفرقان ولا

کے پردے پھاڑ دیئے اور ان کو ان کے تکبر کا مزہ چکھایا کیونکہ وہ حد سے زیادہ گذر گئے تھے اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ

یقبلون المحمود والمشهود والعیان ولا یترکون الحقد والعدوان ویمشون

حق اور فرقان کے دشمن ہیں اور کینہ اور ظلم کو نہیں چھوڑتے اور اندھوں کی طرح چلتے ہیں خاص کر کہ ہندو لوگ کہ ان کی

کالعمین . سیما الهنود فان سیرتهم الصدود وزادهم العنود وهم المزهوون. لا

سیرت حق سے روکنا ہے اور ان کا عناد حد سے بڑھ گیا ہے اور عُجب اور خود پسندی ان میں بہت ہے۔ خدا تعالیٰ سے

یخشون ولا یتواضعون ولا یتدبّرون کالخاشعین. وظنّوا ان لغتهم اکمل اللغات.

نہیں ڈرتے اور نہ تواضع اختیار کرتے ہیں اور نہ ڈرنے والوں کی طرح تدبر کرتے ہیں اور ان کا گمان ہے جو ان کی

﴿۸۲﴾ بلؔ قالوا انّها هی وحی رب السمٰوٰت و کذالک رضوا بالخزعبلات و خدعوا

زبان سب زبانوں سے زیادہ کامل ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ یہی الہامی زبان ہے اور اسی طرح وہ باطل باتوں

قلوبهم بالمفتریات و ما کانوا مستبصرین. و تجد لسانهم مجموعة التراکیبات خالیة

پر خوش ہوگئے اور اپنے دلوں کو افترا کی باتوں سے فریب دیا اور صاحب بصیرت نہیں تھے اور تُو ان کی زبان کو

عن نظام المفردات کانّ ربهم ماقدر الا علی تالیف المرکبات کما ما قدر الاعلی

محض ترکیبوں کا ایک مجموعہ پائے گا اور مفردات کے نظام سے خالی دیکھے گا گویا ان کا خدا صرف مرکبات کی

تالیف الابدان من الذرات و کان من العاجزین. و اما العربیة فقد عصمها اللّٰہ من هذه

تالیف پر قادر تھا جیسا کہ وہ صرف اس بات پر قادر تھا کہ ذروں کے جوڑنے سے بدنوں کو بناوے اور عاجزوں

الاضطرارات. واعطاها نظامًا کاملًا من المفردات. وان فی ذلک لاٰیة للمتوسّمین.

میں سے تھا۔ مگر عربی زبان کو خدا تعالیٰ نے ان تمام بے قراریوں سے بچایا اور مفردات کا نظام کامل اس کو بخشا

ولا یخفی علی لبیب ولا علی منشی ادیب اِنّ الالسنة الاُخریٰ قد احتاجت الٰی

اور اس میں فراست والوں کے لئے نشان ہے اور کسی دانا پر پوشیدہ نہیں اور نہ کسی انشا پرداز ادیب پر کہ دوسری زبانیں

ترکیبات شتّٰی و ما استخدمت المفردات کعربی مبین. وانت تعلم ان للمفردات.

انواع اقسام کی ترکیبوں کی محتاج ہیں اور وہ مفردات سے عربی کی طرح خدمت نہیں لیتیں اور تو جانتا ہے کہ مفردات کو

تقدم زمانی علی المرکبات. فانها مناط افترار ثغر التراکیب وعلیها تتوقف سلسلة

مرکبات پر تقدم زمانی ہے کیونکہ ترکیب کے باترتیب دانت اُسی سے ظاہر ہوتے ہیں اور انہیں پر سلسلہ تالیف اور

التألیف والترتیب فالذی کان مقدما فی الطبع والزمان فهو الذی صدر من الرّحمٰن

ترکیب کا موقوف ہے۔ پس وہ جو از رو زمانہ اور طبع کے مقدم ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ سے صادر ہوا ہے اور ہر یک

والیها ینحل کل مرکب عند ذوی العرفان. فهل تریٰ کما نریٰ او کنت من

ترکیب اسی کی طرف منحل ہوتی ہے پس کیا تو اس بات کو دیکھتا ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں یا پردہ میں ہے پھر اس میں کچھ

المحجوبین. ثم لا شک ان الالفاظ التی جمعت عند فقدان المفردات.

شک نہیں کہ جو الفاظ مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے جمع کئے گئے اور ضرورت پیش آنے سے

وَ اُقیمت مقامها عند هجوم الضرورات. قد نطقت بلسان الحال. انها ما اُبرزت ﴿۸۳﴾

ان کے قائم مقام کی گئی وہ بزبان حال بول رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت لئے گئے پس جبکہ ثابت ہو گیا

فی بزتها الاعند قحط المفردات والامحال. فاذا ثبت انها تلفیقات انسانیة

کہ وہ انسانی جوڑوں سے جمع کئے گئے اور ترکیبات اضطراریہ سے اکٹھے کئے گئے تو وہ اس بے نمونہ

وترکیبات اضطراریة فکیف تنسب الی البدیع الکامل الذی یسلک سبیل

بنانے والے کامل کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے کہ جو اختصار اور حکمت کے طریق کو اختیار کرتا ہے اور

الوجازة والحکمة و یحب طریق البساطة والوحدة. و لا یلجاء الٰی ترکیبات

بساطت اور وحدت کے طریق کو دوست رکھتا ہے اور غافلوں کی طرح نئی نئی ترکیبوں کی طرف محتاج نہیں

مستحدثة کالغافلین. بل هو اللّٰه الذی فطن من اول الامر الی معان مقصودة.

ہوتا بلکہ وہ خدا وہی ہے جس کے علم میں پہلے ہی سے معانی مقصودہ ہیں سو اس نے ان کے مقابل پر ہر یک

فوضع بازائها کل لفظٍ مفردٍ باوضاع محمودة. و کذٰلک سلک سبیل حکمة

لفظ مفرد رکھ دیا۔ سو اسی طرح وہ اپنی حکمت معہودہ کو عمل میں لایا اور وہ ایسا تو نہیں تھا جیسا کہ سونے کے

معهودة وما کان کالذی استیقظ بعد النوم او تنبّه بعد اللؤم. بل وضع بازاء کل طیفٍ

بعد جاگے یا ملامت کے بعد متنبہ ہو بلکہ ہر یک معنوی خیال کے مقابل پر ہر یک لفظ مفرد رکھ دیا ہے جو

معنویّ لفظًا مفردًا ککوکب درّی. ببیان جلیّ الا تعرفه وهو احسن الخالقین. اتظن

چمکدار موتی کی طرح ہے کیا تو اس کو نہیں پہچانتا اور وہ احسن الخالقین ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ

ان اللّٰه نسی سبیل الحکمة او بطّأ به مانع من هٰذه الارادة او ما کان قادرًا علٰی وضع

حکمت کی راہ کو بھول گیا یا کسی مخالف نے اس کو اس ارادہ سے روک دیا یا وہ معانی مقصودہ کے ظاہر کرنے

الالفاظ المفردة لاظهار المعانی المقصودة. فالجأه عجزه الی الکلمات المرکّبة

کے لئے الفاظ مفردہ کے بنانے پر قادر نہیں اس لئے اس کے عجز نے ترکیب اور نئے نئے جوڑوں کی

والترکیبات المستحدثة. واضطر الی ان یلفق لها الفاظ باستعانة التراکیب

طرف اس کو بے قرار کیا اور وہ اس بات کے لئے مضطر ہوا کہ معانی مقصودہ کے ادا کرنے کے لئے

﴿۸۴﴾ وؔ یعتمد علیها لا علی الطباع العجیب ویسلک مسلک المتکلفین. و انت

ترکیبوں کے جوڑتوڑ سے مدد لیوے اور ان ترکیبوں پر بھروسہ رکھے نہ مفردات کے طبعی اور عجیب نظام پر اور تکلف کرنے والوں کی راہ پر

ترٰی انّ بَنَّآءً عاقلا ذا معرفة اذا اراد ان یبنی صرحًا فی بلدة. او قصرًا فی جردة.

چلے اور تو دیکھتا ہے کہ ایک معمار عقلمند تجربہ کار جبکہ ایک حویلی کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی زمین پر ایک محل بنانا چاہتا ہے سو وہ اپنے

فیفطن فی اول امره الٰی کل ضرورة و ینظر کلما سیحتاج الیه عند سکونة.

کام کی ابتدا میں اپنی ہر یک ضرورت کو سمجھ جاتا ہے اور ہر یک امر کو جس کے بسنے کے وقت کسی وقت حاجت پڑے گی پہلے سے دیکھ لیتا

و ان کان یبنی لغیره فینبّهه ان کان فی غفلة. و لا یعمل عمل العمین بل یتصور فی

ہے اور اگر کسی غیر کے واسطے وہ مکان بناتا ہے تو اگر وہ غیر غفلت میں ہو تو اس کو خبردار کر دیتا ہے اور اندھوں کی طرح کوئی کام نہیں کرتا بلکہ

قلبه قبل البناء کل ما سیضطر الیه احد من الثُنّاء کالحجرات و الرفّ و الفناءِ

وہ عمارت بنانے سے پہلے ہی تمام ان باتوں کا اپنے دل میں تصور کر لیتا ہے جن کی طرف اس مکان میں رہنے والوں کو حاجت ہوگی جیسا

والمداخل و المخارج للسکناء. ومنافذ النور و الهواء. ومجالس الرجال و النساء.

کہ حُجرے اور مچان اور صحن اور آنے جانے کا مکان اور ہوا اور روشنی کے لئے کھڑکیاں اور روشندان اور مردوں کے بیٹھنے کی جگہ اور عورتوں

وبیت الخبز وبیت الخلاء وبیت الاضیاف و الواردین من الاحبّاء ومقام السائلین

کے رہنے کا مکان اور باورچی خانہ اور پاخانہ اور مہمانوں اور مسافروں اور دوستوں کے رہنے کی جگہ اور سوال کرنے والوں کے لئے

والفقراء. وما یحتاج الیه فی الصیف و الشتاء. و کذٰلک لا یغادر حاجة الا و یبنی

ٹھہرنے کی جگہ اور ایسے مکان جو گرمی کے موسم کے مناسب حال ہوں اور ایسے مکان جو جاڑے کے لئے ضروری ہوں اسی طرح کوئی

لها ما یسدّ ضرورة. حجرة کان او عُلّة سُلّما کان او مصطبة. او ما یسرّ القلب

ایسی حاجت نہیں ہوتی جس کے رفع کے لئے بقدر سدّ ضرورت کوئی مکان نہیں بناتا خواہ وہ حجرہ ہو یا بالا خانہ ہو یا زینہ ہو یا چبوترہ یا کوئی

کالبساتین. فالحاصل انه یبصر فی اول نظره کل ما سَتؤُولُ الیه لوازم

باغ ہو پس حاصل کلام یہ کہ وہ پہلی نظر میں ہی ان تمام امور کو دیکھ لیتا ہے جن کی طرف اس کے امر کے لوازم منجر ہوں گے اور ایسی کسی چیز کو

امره و لا ینسی شیئا سیطلبه احد من زمره ویتم الصرح کالمتدبّرین.

نہیں بھولتا جو کوئی اس کے گروہ میں سے کسی وقت اس کا طالب ہو اور اپنے مکان کو ایک مدبر انسان کی طرح پورا کرتا ہے

وَ اَمّا الجاهل الغبی و القلب المخطی فلا یرٰی خیره و شرّه الا بعد البناء. ویسلک ﴿۸۵﴾

مگر جاہل غبی اور خطا کرنے والا دل اپنے مکان کی برائی بھلائی پر اس وقت اطلاع پاتا ہے جبکہ مکان بن کر تیار ہو جاتا ہے

مسلک العشواء. ولا یرٰی المآل فی اول الحال. ولا ینظر الی ما سیحتاج الیه

اور اندھی اونٹنی کی طرح چلتا ہے اور انجام کار کو اول حال میں دیکھ نہیں سکتا اور جو کچھ آخر کسی وقت حاجتیں پڑیں گی ان پر اس

فی بعض الاحوال. فیبنی من غیر تقدیر وتنسیق وترتیب ولا یتدبر کذی معرفة

کی نظر نہیں ہوتی۔ پس وہ مکان کو بغیر کسی اندازہ اور ترتیب کے یوں بنا ڈالتا ہے۔ اور ایک دانشمند عارف کی طرح نظر نہیں

لبیبٍ ولا یفطن الٰی ما یلزم لمبناه. الا بعد ما سکنه وجرّب مثواه ووجده ناقصًا

کرتا اور نہیں سوچ سکتا کہ اس کی اس بنا کا انجام کیا ہوگا مگر اس وقت اس کو پتہ لگتا ہے جبکہ اس میں آباد ہوا اور آزمالیوے اور

وراه. فیشعر حینئذ انه لا یکفی لمباء ته فیتألم برویته بعد خبرته. ویبکی مرّة علی

نکما پاوے سو اس وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ اس کی بود و باش کے لئے کافی نہیں ہے سو اس مکان کے مشاہدہ اور آزمائش

فقدان مُنیته. واُخرٰی علٰی حُمقه وجهالته وضیعته فِضّتهٖ. وتطلع علٰی قلبه نار

کے بعد دردناک ہوتا ہے اور کبھی اپنی نامرادی پر روتا ہے اور کبھی اپنے حمق اور جہالت اور نقصان مایہ پر گریہ وزاری

حسرته بما لم یدر فی اول الامر مآل خطتهٖ کالعاقلین. فیتدارک ما فرط منه بعد

کرتا ہے اور اس کے دل پر حسرت کی آگ بھڑکتی ہے اس خیال سے کہ کیوں پہلے ان حرجوں اور نقصانوں پر میری نظر

ماری التفرقة واشتات. متأسّفا علٰی ما فات. و باکیا کالمتندّمین. فهٰذا الذهول

نہیں پڑی پس اب تجربہ کے بعد اور تفرقہ اور پریشانی اٹھانے کے پیچھے اپنے نقصانوں کا تدارک کرتا ہے۔ مگر دل

الذی یخالف العقل والحکمة. ویبائن القدرة والمعرفة الکاملة لا یُعزٰی الٰی

تأسف اور افسوس سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور روتا ہوا بگڑے ہوئے کی اصلاح کرتا ہے پس ایسا نسیان جو عقل اور حکمت

قدیرٍ الذی هو ذوالجلال والقوة. و خبیرٍ الذی یحیط الاشیاء بالعلم

کے مخالف اور معرفت کاملہ کے مغایر ہے اس خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا جو قادر اور بزرگ اور قوی اور علم اور

والحکمة. سبحانه هو یعلم الخفی والاخفٰی والقریب والاقصٰی ویعلم الغیب

حکمت کے ساتھ ہر یک چیز پر محیط ہو رہا ہے اور وہ پوشیدہ بلکہ پوشیدہ تر کو اور نزدیک و دور کو جانتا ہے اور وہ غیب کو

وؔ غیب الغیب. وفعله منزہ عن المعرّۃ والعیب. وانه لا یخطی کالناقصین ﴿۸۶﴾

اور غیب الغیب کو جانتا ہے اور اس کا فعل ہر یک عیب سے منزہ ہے اور ناقصوں کی طرح خطا نہیں کرتا اس کی

اُنظر الٰی ما خلق من قدرۃ کاملة. هل ترٰی فیه من فتور او منقصةٍ ثم ارجع

مخلوقات کی طرف دیکھ جو اس نے قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے تو کیا اس میں کچھ فتور یا نقصان پاتا ہے پھر

البصر هل ترٰی من فتور فی خلق ربّ العالمین. فکفاک لفهم الحقیقة ما

دوبارہ نظر کو پھیر کیا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں کچھ فتور پاتا ہے پس تجھے حقیقت کے سمجھنے کے لئے وہ باتیں کافی

ترٰی فی صحیفة الفطرۃ. ولن ترٰی اختلافًا فی خلقة حضرۃ الاحدیة فهٰذا

ہیں جو تو صحیفہ فطرت میں دیکھ رہا ہے اور تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں ہرگز اختلاف نہیں پائے گا پس زبانوں کی

هو المعیار المعرفة الالسنة فخذ المعیار. واعرف ما انار. واتق اللّٰه الذی

پہچان کے لئے یہی معیار ہے پس معیار کو پکڑ اور جو کچھ روشن ہوا اس کو دیکھ لے اور اس خدا سے ڈر جو متقیوں

یحبّ المتقین. واستفق ولا تکن من الغالین.

کو دوست رکھتا ہے اور ہوش میں آ اور غلو مت کر۔

و لا یریبک ما تجد فی اللسان الهندیة وغیرها من الالسنة قلیلًا

اور تجھ کو یہ بات شک میں نہ ڈالے کہ تو سنسکرت وغیرہ میں کچھ مفرد الفاظ پاتا ہے کیونکہ وہ الفاظ ان

من الالفاظ المفردۃ فانّها لیست من دارهم الخربة ولا من عیبتهم الممزقة

کے ویران گھر کی جائیداد نہیں ہے اور نہ ان کے پھٹے ہوئے جامہ دان کے یہ کپڑے ہیں بلکہ وہ تمام الفاظ چوری

بل هی کالاموال المسروقة. او الامتعة المستعارۃ فی بیت المساکین.

کے مال کی طرح ہیں یا مانگے ہوئے اسباب کی مانند ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ اطراد مواد سے خالی ہیں اور

والدلیل علیها انها خالیة عن اطراد المادۃ وغزارتها المُتَّسَقَةِ مع فقدان وجوہ

نیز ایسے مفردات کی کثرت سے بھی جو ترتیب تناسب کے ساتھ باہم واقعہ ہوں۔ اور ساتھ اس کے ان کی وجوہ

التسمیة. ولا یتحقق کنهها الا بعد ردها الی العربیة ولا یخدعک قلیلها

تسمیہ بھی مفقود ہیں اور ان کی کنہ ثابت نہیں ہوتی مگر بعد اس کے جو ہم ان کو عربی کی طرف رد کریں اور اس بات

فی تلک اللغات. فانّھا لا یوصل الی الغایات. ولا تکشف عن ساق معانی ﴿۸۷﴾

سے دھوکا نہ کھانا کہ کچھ کچھ وجوہ تسمیہ ان زبانوں میں موجود ہیں کیونکہ اس قدر پایا جانا اصل مقصود کی طرف رہبر

المفردات علٰی سبل اطراد اشتقاق المشتقات ونَبْشِ معادن الکلمات. بل

نہیں ہوسکتا اور مفردات کے معانی کے بھید کو نہیں کھولتا ایسے طور سے کہ الفاظ کا اطراد اشتقاق کر کے دکھلاوے اور

ھی تفھیم سطحی لخدع ذوی الجھلات وقوم عمین. وکلما یردّ لفظ الٰی

کلمات کی کانیں کھودے بلکہ وہ تو نادانوں کے لئے ایک سرسری سمجھ ہوتی ہے اور اندھوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور

منتھا مقام الردّ ویفتش اصله بالجھد والکد. فترٰی انه عربیةٌ ممسوخةٌ

جب کوئی ایک لفظ اس کی اصل تلاش کرتے کرتے محنت اور کوشش کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہنچایا جاوے پس تو

کانھا شاۃٌ مسلوخةٌ. وترٰی کل مضغة من ابداء **عربی مبین**. ولا نذکر

دیکھے گا کہ وہ عربی مسخ شدہ ہے گویا کہ وہ ایک بکری ہے جس کی کھال اتار لی گئی ہے اور تو ہر یک اس کے ٹکڑے کو

عبرانیة ولا سریانیة فی ھٰذا الکتاب فان اشتراک ذینک اللسانین مسلّم

عربی کے ٹکڑوں میں سے پائے گا اور ہم عبرانی اور سُریانی کا اس کتاب میں کچھ ذکر نہیں کرتے کیونکہ ان کا

عند ذوی الالباب من غیر الامتراء والارتیاب. وانھما مُحرّفتان من العربیة

اشتراک عقلمندوں کے نزدیک مسلّم امر ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں زبانیں خالص عربی کی تحریف سے

الخالصة. مع ابقاء اکثر القوانین الادبیة والتراکیب المتناسبة وانھم

پیدا ہوئی ہیں اور باوجود تحریف کے پھر اکثر قوانین ادبی باقی رہے ہیں اور ایسا ہی اکثر ترکیبیں بھی محفوظ رہی ہیں

کالسارقین. وکانت دار العربیة آنق من حدیقة زھرٍ و خمیلة شجرٍ ما راٰی

اور یہ چوروں کی طرح ہیں اور عربی کا گھر پھولوں کے باغ اور سبزہ درختوں کی جھاڑی سے زیادہ خوشنما تھا اور اس

اھلھا حر الھوی ولا حرق الجوٰی ذات عِقیان وعقار وغرب ونضار

کے اہل نے کسی خواہش کی گرمی اور کسی بھوک کی آگ نہیں دیکھی تھی اور یہ کہ صاحب زر اور مال اور چاندی اور

وحدائق وانھارٍ. وزھر وثمار. وعبید واحرارٍ. وجرد مربوطة. وجدةٍ

خالص سونے کا مالک تھا اس میں باغ تھے اور اس میں نہریں تھیں اور اس میں پھول تھے اور پھل تھے اور غلام تھے

مَغبوطة. وعمارات مرتفعة ومجالس منعقدة مزينةٍ. ثم انتشرت عقود الزحام من ﴿۸۸﴾

اور آزاد تھے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اس کے طویلہ میں تھے اور قابل رشک حشمت اور دولت تھی اور اونچی عمارتیں اور

الفساد. فسافروا واخذوا ما راج من الزاد. واحتمل كلّ بحسب الاستعداد

خوب سجی ہوئی مجلسیں تھیں پھر وہ تمام مجلسیں فساد کی وجہ سے اٹھ گئیں پس انہوں نے سفر کیا اور جو کچھ توشہ ملا وہ ہمراہ لے

وركبوا متن مطايا التفرقة والتضاد. وبدلو الصور بترك السداد. حتى جعلوا

لیا اور ہر یک نے اپنی حسب استعداد توشہ اٹھا لیا اور تفرقہ اور اختلاف کی سواریوں پر سوار ہو گئے اور بوجہ ترک سداد

الغدق جريمة. واللعل وثيمة. والوليمة وظيمة والحسنة جريمة والضليع حمارًا

اپنی صورتوں کو بدل ڈالا یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گٹھلی بنا دیا اور لعل کو پتھر بنا دیا اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا

والروضة مقفارًا وغادروا بيت الفصاحة انقٰى من الراحة وابعد من التلذذ والراحة

کر دیا اور نیکی کو بدی بنا دیا اور عمدہ گھوڑے کو گدھا کر دیا اور باغ کو بنجر زمین کر دیا اور فصاحت کے گھر کو ہتھیلی کی طرح

و ما بقيت حدائقها ولا ركيتها ولا مروجها ولا نضرتها و ما برح يمطر عليها مطر

خالی کر دیا اور لذت اور راحت سے دور پھینک دیا ان کے باغ باقی نہ رہے اور نہ ان کا کنواں اور ان کے سبزہ زار اور نہ

الشدائد وتتلقاها يد النوائب بالحصائد حتّٰى رمٰى متاعها بالكسا دو بدل صلاحها

ان کی تازگی اور سختیوں کا مینہ زبانوں پر برسنے لگا اور حوادث نے ان کو تلف کر دیا یہاں تک کہ ناروا جی سے ان کے مال

بالفساد فاصبحت دارها كالمنهوبين. كانّ اللص ابلطها او الغريم قعطها وكسح

کی تباہی ہوگئی اور اس کی صلاحیت فساد کے ساتھ بدل گئی پس ان گھروں کا ایسا حال ہوگیا کہ گویا چور نے ان کو لوٹ لیا

بيتها وخلى سفطها فصارت كالمعترين. وانت سمعت ان العربيّة نزلت فى

اور کچھ بھی نہ چھوڑا یا قرض خواہ نے اس کو سخت مواخذہ کیا اور ان کے گھر کو خالی کر دیا اور ان کی بستی میں کچھ بھی نہ چھوڑا

بدو الفطرة و جاء ت من حضرة الاحدية. ثم اذا تجرم ذٰلك القرن فطرٰى

پس وہ محتاجوں کی طرح ہو گئے اور تو سن چکا ہے کہ عربی زبان ابتدائے زمان میں نازل ہوئی ہے پھر جب وہ زمانہ گذر

على اذيالها الدرن. فالعبرية وغيرها كوسخ العربية. وفُضلة هذه المائدة

گیا تو اس کے دامنوں پر کچھ میل چڑھ گئی پس عبری اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں اور اسی مائدہ کا فضلہ ہیں

وآلعربية اوّل درٍّ لارضاع الفطرة الانسانية .و اول خرسة لتغذية ام البريّة ﴿۸۹﴾

اورعربی وہ پہلا دودھ ہے جو انسانی فطرت کو پلایا گیا اور وہ پہلی اچھوانی ہے جو مخلوقات کی ماں کو کھلائی گئی

من خير المطعمين. واليه اشار معطى القياس والحواس. ودافع وساوس

اور اسی کی طرف اس ذات نے اشارہ کیا ہے جس نے قیاس اور حواس کو پیدا کیا اور جس نے خناس کے

الخناس اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ [1]

وساوس کو دفع کیا۔ جو پہلا گھر یعنی بیت اللہ وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے

فاومٰى الى ان العربية سبقت الالسنة واحاطت الامكنة وهى اول غذاء

پس اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو عربی تمام زبانوں پر سبقت لے گئی اور تمام مکانوں پر محیط ہے

للناطقين. فان البيت لا يخلوا من مجمع الناس. والمجمع يحتاج الى الكلام

اور وہ بولنے والوں کی پہلی غذا ہے کیونکہ گھر لوگوں کے مجمع سے خالی نہیں ہوتا اور مجمع دفع حاجت اور باہم

لدفع الحوائج والاستيناس. فان المعاشرة موقوفة على الفهم والتفهيم كما

انس پکڑنے کے لئے کلام کی طرف محتاج ہوتا ہے کیونکہ معاشرت فہم اور تفہیم پر موقوف ہے جیسا کہ زیرک

لا يخفى على الزكى الفهيم وكذالك قوله تعالى وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ

اور فہیم پر یہ بات پوشیدہ نہیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ یاد کر جب ہم نے ابراہیم کو دوبارہ بنانے

الۡبَيۡتِ [2] دليل على كون مكة اول العمارات فلا تسكت كالمَيْت وكن من

کے لئے وہ مکان دکھلایا جہاں ابتدا میں بیت اللہ تھا۔ یہ قول صاف بتلا رہا ہے کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت ہے

المتيقظين. فحاصل المقالات ان مكة كانت اول العمارات. ثم خربت

پس مردہ کی طرح چپ مت ہو جا اور جاگنے والوں کی طرح ہو۔ پس حاصل کلام یہ کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت

من الحادثات وسيل الأفات. فلزم ذلك البيان. ان العربية كانت اول

تھی پھر حادثات اور سیل آفات سے خراب ہو گیا پس اس بیان سے یہ لازم آیا کہ ہر یک زبان کے وجود

كل ما كان. وعلمها اللّٰه اٰدم وكمل بها الانسان. ثم حرفت هٰذه

سے پہلے عربی زبان تھی اور خدا نے آدم کو ہی زبان سکھلائی تھی اور اسی کے ساتھ انسان کو کامل کیا گیا

اپنے کا ذریعہ ہوا تو اس میں صاف اشارہ ہے کہ وہ ایسے گھر پر واقع ہے جس کی زبان تمام دنیا کی زبانوں سے مشارکت رکھتی ہے اور یہی اُمّ الالسنہ ہونے کی حقیقت ہے۔ منہ

[1] اٰل عمران:۹۷ [2] الحج:۲۷

نوٹ: جبکہ بیت اللہ تمام عالم کے لئے ہدایت

﴿۹۰﴾ الّلغت الاصلية. ومسخت الكلمات النورانية. و فات النظام الكامل الموزون.

پھر یہ زبان محرف اور مبدل کی گئی اور وہ نورانی کلمے مسخ کئے گئے اور نظام کامل فوت ہوگیا اور موتی چھپا ہوا ضائع ہوگیا اور

وضاع الدرّ المكنون. وخلف من بعدهم خلف تباعدوا عن العربية. ومسخوها

ناخلف لوگ بعد میں آئے جو عربی سے دور جا پڑے اور عربی زبان کو مسخ کردیا اور بدل ڈالا یہاں تک کہ ان زبانوں کو نئی

وبدلوها حتى جعلوها كالالسنة الجديدة وما بقى الا قليل يتكلمون بها من

زبانوں کی طرح کردیا اور عربی تھوڑی رہ گئی جس کو تھوڑے آدمی زمین پر بولتے تھے اور دوسرے لوگوں نے تو کل الفاظ

بعض الأدميّين. والأخرون حرفوا كلمها عن مواضعها وبعّدوا جواهرها عن

عربی کو اس کے مواضع سے بدل ڈالا اور اس کے جواہر کو ان کی معدنوں اور مکانوں سے دور ڈال دیا۔ لہٰذا وہ

معادنها و اماكنها فصارت السنة جديدة فى اعين الغافلين. ونضى منها خلعة

زبانیں لوگوں کی نظر میں نہیں دکھائی دیں۔ اور نفیس پیرایوں کا خلعت ان سے اتارا گیا اور وہ ننگی جلد والی اور کھلی کھلی

حللها النفيسة و جعلت عارى الجلدة بادى العورة تبذء ها اعين الناظرين.

ننگی کی گئیں جن کو دیکھ کر نظریں کراہت کرتی ہیں اور اسی وجہ سے تو ان زبانوں کو دیکھتا ہے کہ وہ نظام سے گری ہوئی

فلاجل ذٰلك تراها ساقطة عن النظام والقواعد الطبعية. ومتفرقة غير منتظمة.

اور قواعد طبعیہ سے خالی اور متفرق جنگلوں کی لکڑیوں کی طرح غیر منتظم اور ایک دوسری سے دور پڑی ہیں اور تو دیکھتا

كخشب الفلا المتباعدة وتشاهد انها تائهةٌ لا ذرا لها و لا دار و لا سكك و لا

ہے کہ وہ آوارہ ہیں نہ ان کا کوئی گھر اور نہ ہمسایہ۔ اور تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ ان کے مفردات اور ان کی نظر میں کوئی

جوار وترى ان مفرداتها متبدّدة لا انساب بينها وعارية ابدت وصُمتها وشينها

نسبت باہم باقی نہیں رہی اور وہ ایسی ننگی ہیں کہ ان کا عیب اور داغ کھل گیا اور یہ اس لئے ہوا کہ نظام ضائع ہوگیا اور

وذالك بما ضاع النظام و ما بقى القوام ورعتها الانعام فترٰى كانها ارض بذيّة

قوام باقی نہ رہا اور چارپائے بولیوں کو چر گئے اور تو دیکھتا ہے کہ گویا وہ ایسی زمین ہے جس میں کوئی سبزہ وغیرہ نہیں

او موماة مخوفة مجنّة تبذء ها عين المحقّقين. و ما حسن الأن شانها

اور ایسا خوفناک جنگل ہے جس میں جن رہتے ہیں جس سے محققوں کی آنکھیں کراہت کرتی ہیں اور اب ان کی

وؔ ما ابدء صبیانھا. ولکن الظالمین یخدعون الجاھلین. اضاعت نسبًا متماثلة ﴿۹۱﴾

حالت کچھ اچھی نہیں ہوگئی اور ان کے بچوں نے بعد گر جانے کے پھر دانت نہیں نکالے مگر ظالم لوگ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں بلکہ ان

واقدامًا متشابھة. فصارت کاناسٍ متفرقة الاراءِ او اوباش مختلفة الاھواء متغائرین

زبانوں نے نسب متماثلہ کو ضائع کر دیا اور ایسا ہی اقدام متشابہ کو بھی پس وہ زبانیں ایسی ہوگئیں جیسا کہ مختلف رایوں کے لوگ ہوتے ہیں

غیر متحدین. فکانّ بعضھا علٰی رباوة متخصرًا بھراوة وبعضھا فی وھاد ساقطا

یا جیسے اوباش جو متفرق آرزوئیں رکھتے ہیں جن کی ایک دوسرے کے مخالف خواہش ہوتی ہے پس گویا بعض ان کے ایک ٹیلے پر ہیں

کجماد و بعضھا فقدت اساریر وجه التسمیة. کانه اغمی علیھا او اخذتھا مرض

ایک سوٹے کے ساتھ اپنی تہیگاہ کو سہارے دیئے ہوئے اور بعض گڑھے میں پڑے ہوئے جیسے بے جان اور بعض وجہ تسمیہ کے نشانوں کو

السکتة او کانت من المحقّوین. وبعضھا بدا کریه الشکل کثیر الاختلال کانه

کھو بیٹھے ہیں گویا ان کو غشی پڑی ہے یا سکتہ کی مرض ہوگئی یا پیٹ کی درد نے پکڑا اور بعض بری شکل کے ساتھ ظاہر ہوئے اور صورت بگڑ گئی

ابدی کالاطفال حتی بذء تھا اعین الناظرین. والبعض لفع وجھه برداءٍ ونکّر

گویا ان کو بچوں کی طرح چیچک نکل آئی یہاں تک کہ دیکھنے والوں نے ان سے کراہت کی۔ اور بعض نے چادر کے ساتھ اپنا منہ لپیٹ لیا

شخصه لحیاءٍ. والبعض الاٰخر صبّغ الاطمار ودلّس و اٰری کانه تطلّس. ومنھا الفاظ

اور اپنی ہیئت کو مارے حیا کے بدلا لیا اور بعض نے اپنے کپڑے رنگین کر ڈالے اور تدلیس کی اور ظاہر کیا کہ گویا اس نے طیلسان پہنا ہے

بقیت علٰی صورھا الاصلیة. و ما غیّر وجھھا. حرّ ھواجر الغربة. وما زلزل اقدامھا

اور بعض ایسے ہیں جو اپنی اصلی صورتوں پر باقی رہی اور پردیس کی دھوپ اور دوپہر کی گرمی نے ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا اور تفرقہ کی

اعصار التفرقة. بل بقی لھا نشرتنم نفحاته و ترشد الٰی روض الحق فوحاته و تُعرف

سخت ہوا نے ان کے قدموں کو جنبش نہیں دی بلکہ ان کی ایک خوشبو باقی رہ گئی جس کی لہریں پوشیدہ بھید کو ظاہر کر رہی ہیں اور جن کا مہکنا

بتارّج عُرفھا. ومناعت غرفھا. وتصبی القلوب کجمیل خدین. بید انّھا اخرجت

حق کے باغ کی خبر دے رہا ہے اور اپنی خوشبو کے مہکنے سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور اپنی کھڑکیوں کی بلندی سے دیکھی جاتی ہیں اور خوبصورت

من المنازل المقرّرة. و بعدت من الاوطان الموروثیة. و بوعدت من الاتراب

انسان کیطرح دل کو کھینچتی ہیں ہاں اتنا ہے کہ وہ اپنے منازل مقررہ سے نکالے گئے اور اپنے موروثی وطنوں سے دور کیئے گئے

﴿۹۲﴾ وَ ھِیلَ علیھا الزوایدُ کھیل التراب واخفیت کالمیّتین. بل دُفنت کالموءود .

اور اپنے ہم عمروں سے الگ کئے گئے اور ان پر زوائد ڈالے گئے جیسا کہ مٹی ڈالی جاتی ہے اور مردوں کی طرح وہ چھپائے گئے بلکہ وہ زندہ

فما مادھا احد کالودود. ثم رُدّ علیھا عھد تذکار الوطن. والحنین الی العطن.

درگور انسان کی طرح دفن کئے گئے پس کسی نے دوست کی طرح ان کو کھانا نہ کھلایا پھر ان پر وطن یاد کرنے کا زمانہ رد کیا گیا اور وطن کی محبت

فاستعدت لتقویض خیام الغیبة. واسرجت جواد الاوبة. بعد ما کانت کالامعة

پیدا ہوگئی پس وہ غربت کے خیموں کو اکھاڑنے کے لئے کھڑے ہوگئے اور بازگشت کے گھوڑوں پر زینیں کھینچ لیں بعد اس کے کہ وہ ایک

وکانت کرفاقٍ مستعدّین. غیر انّھا کانت محتاجة الیٰ رجل یؤمّھا فی المسیر.

ہر جائی آدمی کی طرح تھے اور ہم سفر یاروں کی طرح مستعد ہوگئے مگر صرف اتنی بات تھی کہ وہ ایسے شخص کے محتاج تھے جو راہ میں ان کا پیشوا

وما کان سبیل من دون استصحاب الخفیر. فاتیناھا واخذناھا کاخذ الوارث

ہو اور بجز رہبر کے اور کوئی سبیل نہیں تھا پس ہم ان کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے انہیں یوں لے لیا جیسا کہ کوئی اپنی وراثت کا مال لے لیتا ہے

متاع المیراث وبعثناھا من الاجداث بعد ما سمع نعیھا من الزمن النّثاث. فھی

اور ہم نے انہیں قبروں میں سے اٹھایا بعد اس کے جو خبر دینے والے زمانہ نے ان کی موت کی خبر دی۔ پس ایک زمانہ کے بعد انہوں نے اپنا

بعد امدٍ رأتْ کناسھا. و وافت اناسھا. ونقلت الیٰ قصرھا. بعد ما حصلھا

گھر دیکھا اور اپنے لوگوں کو ملے اور اپنے محل کی طرف آئے بعد اس کے جو سختیوں نے انہیں اپنی قید میں کر دیا تھا پس گویا وہ اس دوست کی

الشدائد تحت اَسرھا. وکانھا کانت کالف یُفقد. و یسترجع له بعد مناحة تُعقد

طرح تھے جو مفقود الخبر ہو جائے اور ماتم داری کی مجلس کے بعد اس پر انا للہ کہا جائے سو ہم نے انہیں مردے کی لاش کی طرح نکالا یا اس غلام کی

فاخرجناھا کنعش المیت او الغلام الأبق من البیت. او کطیب الاعراق. اللاحق

طرح پکڑا جو گھر سے بھاگ گیا ہو یا اس شریف نجیب کی طرح ان کو واپس لیا جو بدکاروں سے جا ملا ہو یا اس صاحب نسب کی طرح ہم نے

بالفساق اوالنسیب المھجور من الاقارب. او الابن الغائب الھارب. او اطفال

ان کو لے لیا جو اپنے عزیزوں سے دور پڑ گیا ہو یا اس بیٹے کی طرح جو گم ہوگیا ہو اور بھاگ گیا ہو یا ان بچوں کی طرح جو ڈوب گئے ہوں سو

منغمسین. فمنھا ما لم یر انثلام حبّة فی زمن فُرقةٍ متطاولة وازمنة بعیدة مخوفةٍ

بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے جدائی کے زمانہ میں ایک دانہ کا نقصان نہ اٹھایا اور صحت سلامت کے ساتھ اپنے وطن میں لوٹ آئے

وَ قَفَلَ كما سافر بصحة وسلامة وصلاح وعافية. و منها ما غيرها حر السقام ﴿۹۳﴾
اور بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو بیماری نے متغیر کر دیا یہاں تک کہ بیخ کنی تک نوبت پہنچا دی اور جنازوں کی
حتى بلغ الٰى الاخترام. وصارت كالجنائز. بعد ما كانت من اهل الجوائز.
طرح ہو گئے بعد اس کے جو صاحب جود اور کرم تھے اور لمبے سے منہ نکل آئے۔ بعد اس کے جو موتی کی طرح
وظهرت بوجه مسنون بعد ما كانت كدُرٍّ مكنونٍ و ذهب حُسنها و بهائها و غاب
تھے اور ان کی خوبصورتی اور خوبی سب جاتی رہی اور تمام نور گم ہو گیا۔ اور وہ اس بڈھے کی طرح نکل آئے
نورها وضيائها. وتراء ت كشيخ مسلوب الطاقة بعد ما كانت كغيد مليح
جس کی طاقت سب جاتی رہی بعد اس کے جو وہ نازک اندام اور خوش قامت عورتوں کی طرح تھے یا اس
الرشاقة. او كظليع لذيذ السياقة. او كجمازة لا يلحقها العناء. ولا تواهقها وجناء.
گھوڑے کی طرح تھے جس کی مزہ دار چال ہو یا اس تیز رو اونٹنی کی طرح جس کو ماندگی کے رنج پہنچ نہ سکے اور
ولا يخالف هذا البيان الا الذى جهل الحقيقة اومان. فلا شك ان الحق ابلج.
اس بیان کا بجز ایسے شخص کے کوئی مخالف نہیں ہوگا۔ جو حقیقت سے بے خبر اور دروغ گو ہو۔ پس کچھ شک نہیں کہ
والباطل لجلج. وشن على الباطل عسكر الحق واليقين. هذا شان مفردات
حق روشن ہو گیا اور باطل گم ہو گیا اور باطل پر حق اور یقین کا لشکر ٹوٹ پڑا یہ تو عربی کے مفردات کی شان ہے مگر
العربية و اما مركبا تها فهى ارفع شانًا عند اهل البصيرة. فان المسك واللّؤلؤ
اس کے مرکبات تو اس سے بھی بڑھ کر اہل بصیرت کے نزدیک شان بلند رکھتے ہیں کیونکہ مشک اور موتی جب
اذا خُلطا لغرض من الاغراض فلا شك ان هذا المركب اشدوا قوى لدفع
کسی غرض سے ملائے جائیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مرکب دفع امراض کے لئے نہایت قوی ہوگا اور تو جانتا ہے
الامراض وانت تعلم ان مركبات النبات قد تحدث فيها كيفية خارقة للعادات
کہ کبھی نباتات کے مرکبات میں کوئی ایسی کیفیت خارق للعادت پیدا ہوتی ہے جو بہت سی آفات سے نفع دیتی
نافعة لكثير من الأفات. فكيف تركيب مفردات قد علی شانها. واشرق بُرهانها
ہے۔ پھر کیونکر ان مفردات کی ترکیب عجیب و غریب نہ ہو جن کی شان بلند اور جن کی برہان روشن ہے

۹۴ وَاعجب الخلق لمعانها فانها نورٌ علٰی نورٍ. ومفتاح لسرّ مستور و اٰية عظيمة

اور جن کی چمک نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ وہ ترکیب نور علیٰ نور ہے اور پوشیدہ بھید کے لئے کنجی ہے اور ہدایت

للمسترشدين والسرّ فی عظمته مركبات العربية انها ركّبت من المفردات

طلب کرنے والوں کے لئے نشان بزرگ ہے اور عربی کے مرکبات کا عظیم الشان ہونا اس وجہ سے ہے جو بابرکت مفردات

المباركة التی توجد فيها غزارة المادة. والنظام الكامل علی سبيل الحكمة.

سے ان کی ترکیب ہے وہ مفردات جن میں مواد بکثرت پائے جاتے ہیں اور نیز نظام پُرحکمت پایا جاتا ہے لہٰذا ان کے

فتولد فی مركباتها معانی كثيرة بتأثير المفردات. ثم بادخال اللام والتنوينات.

مرکبات میں مفردات کی تاثیر سے بہت سے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بوجہ الف لام اور تنوین اور انواع اقسام کی ترتیب

و بكشحٍ مخصر من لطائف الترتيبات. واَمّا لغات اُخرٰی والسنة شتّٰی. فستعلم

کے نئے نئے معنے نکلتے ہیں مگر دوسری زبانیں اور متفرق بولیاں یہ مرتبہ نہیں رکھتیں اور عنقریب تو ان کی حقیقت کو جان لے گا

عجرها وبجرها وسنبدی لک حصاتها وحجرها وندعوا الی الحق قومًا

اور ہم عنقریب ان کے سنگریزے اور پتھر تیرے پر ظاہر کردیں گے تا کہ ہم منصف لوگوں کو حق کی طرف بلاویں۔ وہ بولیاں

منصفين. انّها اَلسنة ما اعطی لها بيان ولا لمعان. الا غمغمة ودُخان. ولذالک

کچھ ایسی بولیاں ہیں کہ ان کو بیان اور چمک نہیں دی گئی مگر ناک میں بولنا اور دھواں سو اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ ہر یک جستجو

اردنا لنظهر علٰی كل مستطلع دخيلة امرها وحقيقة سرّها وكسوف قمرها

کرنے والے پر ان کی اندرونی حقیقت ظاہر کردیں اور ان کے بھید کی حقیقت کھول دیں اور ان کے قمر کا کسوف بیان کردیں

لتستبين تصلف الكاذبين فان كنتم لا تؤمنون ببراعة العربية وعزازتها. ولا تقرون

تا کہ جھوٹوں کی لاف زنی کھل جائے پس اگر تم عربی کی بزرگی اور ارجمندی پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی تیز رو اونٹنی کی بزرگی

بعظمة جمازتها. فارونی فی لسانكم مثل كمالاتها. ومفردات كمفرداتها.

کے تم قائل نہیں ہوتے پس تم اس کے کمالات کا نمونہ اپنی زبان میں مجھے دکھاؤ اور اس کے مفردات کے مقابل پر مفردات

ومركبات كمركباتها. ومعارف كمعارفها ونكاتها ان كنتم صٰدقين.

اور مرکبات کے مقابل پر مرکبات اور معارف کے مقابل پر معارف مجھ کو دکھلاؤ اگر تم سچے ہو۔

وٓ لا حیٰوۃ بعد الخزی یا معشر الاعداء. فقوموا ان کانت ذرۃ من ﴿۹۵﴾

اور ذلت کے بعد اے مخالفو کیا زندگی ہے پس اگر ذرا بھی حیا ہے تو اٹھو یا کسی گہرے کوئیں میں

الحیاء. او ابخعوا فی غیابۃ الخوقاء. و موتوا کالمتندّمین. و ان کنتم تنھضون

ڈوب کر ہلاک ہو جاؤ۔ اور شرم زدہ لوگوں کی طرح مر جاؤ اور اگر مقابلہ کے لئے اٹھتے ہو تو میں تم کو بطور

للمقابلۃ فانی مجیزکم خمسۃ اٰلاف من الدراھم المروّجۃ بعد ان تکملوا

انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا بشرطیکہ تم موافق شرائط جواب دو اور دو ثالث قسم کے ساتھ گواہی دیں۔

شرائط ھٰذہ الدعوۃ ویشھد حَکمان بالحلف عند الشھادۃ لیتمّ حجّتی عند

تا عقلمندوں کے نزدیک میری حجت پوری ہو جائے اور کسی عذر کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ میرے پرتاوان

النحاریر. ولا یبق ندحۃ المعاذیر. وھذا علیّ غرامۃ لو کنتُ من الکاذبین.

ہے اگر میں کاذب ہوں پس اس انعام کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبانوں کی حمایت کرنے کے

فقومُوا لاخذ ھٰذہ الصلۃ او لحمایۃ لغاتکم الناقصۃ. ان کنتم حامین واجمعوا

لئے کچھ ہمت کرو اور میری شرط کا روپیہ جہاں چاہو جمع کرا لو اگر کچھ شک ہو یا ڈرتے ہو اور جو تم طلب کرو

عین شریطتی این تشاء ون. ان کنتم ترتابون او تخافون وانی اقبل کلما

میں سب قبول کروں گا اور جو لکھواؤ میں لکھوں گا اور جو تم پوچھو میں جواب شافی دوں گا تا ہو کہ تم مطمئن ہو

تطلبون. واکتب کلما تستملئون. واُبضع فی کلّ ما تسئلون. لعلکم تطمئنون

جاؤ اور تا ہو کہ تم یقین کرو اور جو کچھ تم کہو میں کروں گا اگر تم انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم

بھا ولعلکم تستیقنون. وافعل کلما تأمرون لو امرتم منصفین. و ما ارید ان اشق

پر کچھ مشقت ڈالوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو بدی کے ساتھ کسی پر دوڑتے ہیں اور مجھ کو انشاء اللہ

علیکم وما کنت من المتترعین. وستجدونی انشاء اللّٰہ من المقسطین. و انی

انصاف پسند پاؤ گے اور میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب زبانیں بند ہو جائیں گی اور وساوس قید میں ڈالے

اریٰ انّ الالسنۃ ستزم والوساوس تجذع. والحجۃ تتم. ویفر الاعداء مشفقین مما

جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی اور دشمن ہماری دستاویزوں کو دیکھ کر بھاگ جائیں گے

﴿۹۶﴾ فِی ایدینا و مرتعدین. و انا لملاقوھم بعون اللّٰہ ذی الجلال ولو فرّوا علٰی لاحقة

کانپتے ہوئے بھاگیں گے اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ تعاقب کر کے ان کو جاملیں گے اور ان کو جائے گریز نہیں اگرچہ

الآطال. ثم مفرّوھم مُحجرین. ولا مناص لھم ولو نزوا فی السکاک. الا بعد

وہ پتلی کمر والے گھوڑوں پر دوڑے ہوں پھر ہم زور دیں گے تا وہ بھاگیں یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے

سواد الوجہ و الاحلیلاک. و اذا اشرعنا الرمح علٰی العدا. و ارینا المدٰی

سوراخ میں جاگھسیں اور جب ہم نے نیزہ کو دشمنوں پر ہلایا اور کاردیں دکھلائیں اور موت کے گھوڑوں کو

وعبطنا افراس الردا. فترٰی انّھم یبدون نواجذھم غیر ضاحکین. وما کتبت من

سرپٹ دوڑایا پس تو انہیں دیکھے گا کہ بغیر ہنسنے کے دانت نکال رہے ہیں اور میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا

عندی ولکن الھمنی ربّی. و ایّدنی فی امری. فتاقت نفسی الی ان افض ختم

بلکہ میرے خدا نے مجھے الہام کیا اور میرے امر میں مجھے تائید کی پس میرے نفس نے خواہش کی کہ میں اس بھید کی

ھٰذا السر. و اُری الخلق ما ارانی ذو الفضل و النصر و انہ ذو الفضل المبین.

مہر کھولوں اور لوگوں کو وہ معارف دکھلاؤں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دکھلائے اور وہ صاحب فضل مبین کا ہے۔

وحاصل ما کتبنا فی ھذہ المقدمة ان العربیة اُمّ الاَلسنة و وحی اللّٰہ ذی

اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ عربی اُمّ الالسنہ ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی ہے جو صاحب مجد اور

المجد و العزّة و غیرھا کرشٌ من ھٰذہ المطرة القاشرة. و ما لھا سبدٌ ولا لبدٌ الا من

عزت ہے اور دوسری زبانیں اس بزرگ مینہ میں سے چند قطرے ہیں اور ان کا قلیل و کثیر تمام اسی زبان میں سے ہے اور

ھٰذہ اللھجة. و ان العربیة تقسّم الامور وضعًا کما قسمھا اللّٰہ طبعًا وفی ذٰلک

عربی زبان وضع کی رو سے امور کو ایسے طور سے تقسیم کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں طبعی تقسیم کی ہے اور اس میں

اٰیات للمتوسّمین. وانّھا تجری فی کل سکک بھٰذا الاشتراط و تتجافٰی عن

فراست والوں کے لئے نشان ہے اور وہ ہر یک کوچہ میں اسی شرط سے چلتی ہے اور تجاوز سے پرہیز کرتی ہے اور خدا تعالیٰ

الاشتطاط و نزھھا اللّٰہ عن ضیق الربع. و وسع مربعھا لاضیاف الطبع

نے اس کو گھر کے تنگ ہونے سے پاک کر دیا ہے اور اس کے گھر کو طبع کے مہمانوں کے لئے وسیع کر دیا ہے

فدّعت ضیوف الفطرة الی القریٰ. و مطائب ما تُشتھیٰ. واثبتت انھا من ﴿۹۷﴾

پس اس نے نیچرل مہمانوں کو دعوت کے لئے بلایا اور عمدہ اور قابل رغبت کھانے تیار کر کے ان کو مدعو کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ مالداروں اور

المتمولین المُعطِین. فلا تمل الٰی زبون. و لا تُغض علی صفقةٍ مغبون اتستبدل

دینے والوں میں سے ہے پس تو کسی مغلوب کی طرف میل مت کر اور خسارہ کی بیع پر چشم پوشی مت کر کیا تو اچھی اور بہتر کو چھوڑ کر ادنیٰ کو

الذی ھو ادنٰی بالذی ھو خیر فافکر ساعة یا عار العیر. واطلب سبل الموفقین.

اختیار کرے گا پس کچھ تھوڑی دیر فکر کر اے گدھے کی جائے ننگ اور توفیق یافتہ لوگوں کی راہ ڈھونڈ اور جان کہ وہ برگزیدہ علوم کی طرف رہنما

واعلم انّھا خفیر الی العلوم النخب من غیر الوجی والتعب. فمن قصدھا فقد

ہے بغیر اس کے کہ کچھ ماندگی اور فرسودگی پیش آوے پس جس نے اس کا قصد کیا وہ سونے کی طرف گیا اور جو شخص جدا ہونے کے ساتھ اس

ذھب الی الذھب ومن باعدھا بالھجر. فقد رضی بایثار الھجر وھوی فی ھوة

سے دور ہو گیا۔ وہ بے ہودہ گوئی پر راضی ہو گیا اور نیچے رہنے والوں کے گڑھے میں گر گیا۔ اور عربی اپنے جمال کے ساتھ غیر کی حاجت سے

السافلین. وانّھا غانیة زیّنت نفسھا بکمال النظام. وتجلّت بالحسن التام ولکل

لاپرواہ ہے اور کمال نظام کے ساتھ اپنے نفس کو اس نے آراستہ کیا ہے اور حسن تام کے ساتھ اس نے تجلی فرمائی ہے اور ہر یک سائل کا سوال

سائل قامت بالاجابة حتی ثبتت ثروتھا. وانجابت غشاوة الاسترابة واعتقبت

قبول کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ اس کی دولتمندی ثابت ہو گئی اور شک دور ہو گیا اور وہ فطرت اور نیچر کے اسباب کے پیچھے

دواعی الطبع. ووسعت لھافناء الربع. وحلّت بکل ماحل تقسیم طبعیٌّ بل حملہ

پیچھے چل رہی ہے اور ان کے لئے اپنے گھر کو بہت وسیع بنا رکھا ہے اور وہ ہر یک ایسی جگہ میں اترے جہاں تقسیم طبعی اتری بلکہ اس کو ایسے

کما یحمل اوزارًا مھری. وطابقت حتی اعجبت الناظرین. فھی شجرة مبارکة

اٹھالیا جیسے اونٹ بوجھ کو اٹھاتا ہے اور اس سے ایسی مطابق آ گئی کہ دیکھنے والے کو تعجب میں ڈالا پس وہ ایسا درخت ہے جس کی شاخیں بال

اغصانھا کالبرید. واصولھا کالوصید. وموادھا کالیقطین. وانا لا نسلم ان

مرتب کی طرح ہیں اور اس کے اصول اس بوٹے کی طرح ہیں جس کی جڑیں آپس میں ملی ہوئی ہوں اور ہم اس بات کو تسلیم نہیں کریں گے

کمال نظامھا یوجد فی غیرھا. او یبلغھا لسان فی سیرھا. نعم نسلم ان کل

کہ اس کے نظام کا کمال اس کے غیر میں بھی پایا جاتا یا اس کے سیر میں کوئی زبان اس کے برابر ہے ہاں ہم اس قدر قبول کرتے ہیں کہ

﴿۹۸﴾ لغّت من اللغات. تشتمل علی قدر من المفردات لکنّها ناقصة کالبیوت

ہر یک زبان زبانوں میں سے کسی قدر مفردات پر مشتمل ہے۔ مگر وہ زبانیں خراب شدہ اور مسمار شدہ گھروں کی طرح ناقص

المنهدمة الخربة او کالقفة التی یئس اهلها من الزهر و الثمرة. و لا تریٰ

ہیں یا وہ ایسی ہیں جیسے ایک بوسیدہ اور خشک درخت جس کا مالک اس کے پھل اور پھول سے ناامید ہو چکا اور تو مفردات کی

دهوم المفردات فی تلک الالسن المحارفة المقلوبة الّا قلیلًا غیر کافٍ

کثرت کو ان نامبارک زبانوں میں نہیں پائے گا۔ مگر کچھ تھوڑا سا جو مہمات مطلوبہ کے لئے غیر کافی ہے اور تو سن چکا ہے کہ

للمهمات المطلوبة. وانت سمعت انها کانت عربیة فی اوائل الازمنة. ثم

وہ زبانیں ابتداء زمانہ میں عربی تھیں پھر مسخ ہو کر ایک نہایت بُری صورت میں ظاہر ہوئیں سو اسی وجہ سے تو ان کو مردار کی

مسخت فبدت باقبح الصورة. فلذٰلک تراها مُنْتِنةً کالجیفة. وخاوی

طرح بدبودار پاتا ہے اور ان کے ترکش کو شکست یافتہ لوگوں کی طرح خالی دیکھتا ہے اور تو ان زبانوں کو کھلی کھلی ذلت میں

الوفاض کاهل الذل والهزیمة. وتجد انها السنة بادیة الذلة. لیس بیدها

پاتا ہے ان کے ہاتھ میں مواد لغات کا کوئی بھاری ذخیرہ نہیں اور نہ اشتقاق کی دولت اور وجہ تسمیہ ان کے پاس ہے اور ان کے

غزارة المادة. ولا دولة الاشتقاق ووجه التسمیة و لصقت الفاظها بمعانیها کقتین.

الفاظ اُن کے معانی کو ایسے چمٹے ہیں جیسے چچڑی یعنی معانی کا خون پیتے ہیں اور ان کو بے رونق اور کمزور کرتے ہیں اور اپنے

وانها بتلادها لا توفی النظام. ولا تکمل الکلام وما کان لاهلها ان یکتبوا بها قصّةً.

گھر کے سرمایہ کے ساتھ جو وراثت سے اس کو ملا ہے۔ کسی قصہ کے نظام کو پورا نہیں کر سکتے اور کسی کلام کو کامل نہیں بنا سکتے اور

او یملوا حکایةً مبسوطة بحیث ان تواغد القصص نظام المفردات وتقابل

ان کے اہل کو یہ طاقت نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی قصہ لکھیں یا کوئی مفصل حکایت تحریر میں لاوے اس طرح پر کہ مفردات کا

التقسیم الطبعی فی جمیع الخطوات و انّ هذا حق ولیس من الترهات

نظام قصوں کے ساتھ دوش بدوش چلا جائے اور ہر یک قدم میں طبعی تقسیم کے مقابل پڑے اور یہ بیان حق ہے واہیات باتوں

و لاجله کتبنا فی العربیة هذه العبارات. و قدمنا هذه المقدمة کالکماة.

میں سے نہیں ہے اور اس کیلئے ہم نے ان عبارتوں کو عربی میں لکھا ہے اور اس مقدمہ کو بہادر سپاہیوں کی طرح آگے کیا ہے

لنقطع عرق الخصومات. و لعل العدا يتفكرون فی حللها. اوی يأتون بألسنها من ﴿۹۹﴾

تا ہم جھگڑوں کی جڑ کاٹ دیں تا کہ ہمارے مخالف ان عبارتوں کے پیرایوں میں غور کریں یا اگر سچے ہیں تو

مثلها ان كانوا صادقين. وقد سمعتم ان مفردا تها تواضخ نقوش تقسيم الفطرة.

اپنی اپنی زبانوں میں ان عبارتوں کی نظیر پیش کریں۔ اور تم سن چکے ہو کہ عربی کے مفردات فطرتی تقسیم کے

وتعطی كلما أعطی عند التقاسيم الطبعية. و تصنع كل لفظ فی المواضع التی

دوش بدوش چلے جاتے ہیں اور جو کچھ طبعی تقسیم نے دیا وہ سب مال دیتے ہیں اور ہر ایک لفظ کو ایسے موقعہ پر

طلبتها الضرورة الداعية او اقتضتها الصفات الإلٰهية ولا تمشی كالتّائهين.

رکھتے ہیں جس کو پیش آمدہ ضرورت نے طلب کیا ہے یا صفات الٰہیہ نے اس کو چاہا ہے۔ اور آوارہ گرد لوگوں

و ترٰی فروق الكلمات كما ارت فروقها دواعی الضرورات. وتظهر فی نظام

کی طرح نہیں چلتے اور کلمات کے فرقوں کو وہ ایسے دکھاتے ہیں جیسا کہ ضرورتوں کے وجوہ نے ان کو دکھایا ہے

المفردات كلما اظهر القسّام فی مرأة الواقعات. فكذٰلک نطلب من

اور مفردات کے نظام میں وہ تمام باتیں ظاہر کرتے ہیں جو قسّام ازل نے واقعات کے آئینہ میں ظاہر کی ہیں

المخاصمين. وما قلنا هذا القول كصفير اللاعبين. بل ارينا كلها كالمحققين.

پس انہیں باتوں کی نظیر ہم مخالفوں سے مانگتے ہیں اور ہم نے اس قول کو کھیلنے والوں کی سیٹی کی طرح نہیں کہا بلکہ

واثبتنا ان العربية قد وقعت كرجل رحيب الباع خصيب الرباع متناسبة

ہم نے اس کو محققوں کی طرح دکھلایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ عربی اس مرد کی طرح ہے جو فراخ دست اور

الاعضاء موزون الطباع. مطّلعة علٰی ذات صدر الفطرة. وحامل فوائد ها

کثیر المال ہو اور نیز متناسب الاعضاء اور موزوں الطبع ہو۔ عربی زبان فطرت کے اسرار پر مطلع ہے اور اس کے یکتا

كالمطيّة فان كنتم من خيل هٰذا الميدان. او للسانكم كمثلها يدان. فاتوا بها

موتیوں کے لئے یہ سواری کی طرح ہے پس اگر تم اس میدان کے سوار ہو یا تمہاری زبان کو اس کے موافق طاقت

يامعشر اهل العدوان وحزب المتعصبين. و ان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا اللّٰه الذی

ہے پس اے ظالم لوگو اپنے زبانوں کو پیش کرو اور اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے سو اس خدا سے ڈرو

﴿۱۰۰﴾ یخزی الکاذبین.

جو جھوٹوں کو ذلیل کرتا ہے۔

والاٰن نکشف علیکم سرفروق الکلمات لعل اللّٰہ یھدیکم الٰی طرق

اور اب ہم تم پر کلموں کے فرقوں کا بھید کھولتے ہیں تا شاید خدا تعالیٰ تمہیں راست روی اور ثابت قدمی

الصواب والثبات. او تکونون من المتفکرین. فاعلموا ان فروق الکلمات تتبع

کی راہ دکھاوے یا تم سوچنے والے بن جاؤ۔ پس اب جان لو کہ کلموں کے فرق ان فرقوں کے تابع ہیں جو کائنات

فروقا توجد فی الکائنات. وکذالک قضٰی احسن الخالقین. وامّا الفروق

میں پائے جاتے ہیں اور اسی طرح احسن الخالقین نے ارادہ فرمایا ہے۔ مگر وہ فرق جو کائنات کی پیدائش میں

التی توجد فی خلقة الکائنات. وتتراءٰی فی صحف الفطرة کالبدیھیات

پائے جاتے ہیں اور فطرت کے صحیفوں میں بدیہیات کی طرح نظر آتے ہیں پس ہم تیرے پر ان کا ایک نمونہ

فنکشف علیک نموذجًا منھا فی خلقة الانسان لعلک تفھم الحقیقة کذوی

انسان کی پیدائش کے بارے میں کھولتے ہیں تا تو اس کو اہل عرفان کی طرح سمجھ جائے یا تو طالبوں میں سے ہو

العرفان او تکون من الطالبین. فانظر ان الانسان اذا قُلِّب فی مراتب الخلقة.

جائے پس تو دیکھ کہ جب انسان پیدائش کے مراتب میں پھیرا گیا اور حیز فعل سے قوت کی طرف لایا گیا اور طبعی

و اُخرج الٰی حیز الفعل من القوة. واعطی صورًا فی المجالی الطبعیّة وقفّا

جلوہ گاہوں میں قسم قسم کی صورتیں دیا گیا اور بعض قسم پیدائش بعض کے پیچھے آئیں اور ان میں باہم تفرقہ اور تمیز

بعضھا بعضًا بالتمایز والتفرقة. فجمعت ھٰھنا مدارج تقتضی لانفسھا الاسماء

ہوا پس اس جگہ کئی مدارج پیدا ہوئے جو اپنے لئے ناموں کو چاہتے تھے پس عربی نے ان کو ان کے نام عطا کئے

فاعطتھا العربیة و اکملت العطاء. کالاسخیاء المتموّلین. وتفصیله ان اللّٰہ اذا

اور اپنے عطیہ کو کامل کیا جیسے سخی اور مالدار لوگوں کا کام ہوتا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے

اراد خلق الانسان. فبدء خلقه من سلالة طین مطھر من الادران فلذٰلک

انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اس کو اس مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام قویٰ کا عطر تھا اور میلوں سے پاک تھا

سمّاه اٰدم عند الخطاب و فی الکتاب لما خلقه من التراب و لما جمع فیه ﴿۱۰۱﴾
اس کا نام خطاب اور کتاب میں آدم رکھا اس لئے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اور سارے جہان
فضائل العالمین. و کذٰلک خمر فی طینه اُنسانِ. اُنس ما خُلق منه و انس
کی خوبیاں اس میں بھر دیں اور نیز اس کی طینت میں دو اُنس رکھ دیئے ایک تو اُسی شے کا اُنس
الخالق الرحمان کما یوجد اُنس الاُمّ والاب فی الصبیان. فدعاه باسم الانسان.
جس سے وہ مخلوق ہوا دوسرا خالق رحمان کا اُنس جیسے بچوں میں ماں باپ کا اُنس پایا جاتا ہے
وهذا مبنیٌّ علی التثنیة من المنان. لیدل لفظ الانسین علٰی کلتی الصفتین الی
اس لئے اس کا نام انسان رکھا۔ یہ اسم تثنیہ ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان دو اُنسوں کا لفظ ان دو
انقطاع الزمان ویکون من المتذکّرین. ثم بدل قانون القدرة باذن اللّٰه ذی العزّة
صفتوں کو بتاتا رہے پھر خدا تعالیٰ کے ارادہ سے قانون قدرت میں یوں تبدیلی واقع ہوئی کہ کئی
والحکمة وخلق الانسان بعد تغیرات فی اَرْحامِ اُمّهاتٍ. فسمی **التغیّر الاُوْلٰی**
تغیرات کے بعد ماؤں کے رحموں کے معرفت اس کی آفرینش ہونے لگی سو پہلے تغیر کا نام
ماءً دافقًا و **نُطْفةً**. والثّانی الذی یزداد فیه اثر الحیات **علقةً** والثالث الذی زاد
ماء دافق اور نطفہ رکھا۔ اور دوسرے کا نام جس میں زندگی کا نشان ترقی کرتا ہے علقہ رکھا اور
الی قدر المضغ شدة وضاها فی قدره لقمة فسمی لهذا **مضغة** والرابع الذی
تیسرے کا نام جو درشتی میں ایک لقمہ کے اندازہ کی مانند ہوا مضغہ رکھا اور چوتھا تغیر جو صلابت
زاد من قدر اللقمة. و مع ذٰلک بلغ الٰی مُنتهی الصلابة و اَودعها اللّٰه حِکمًا
اور قدر میں لقمہ سے ترقی کر گیا اور بڑی بڑی حکمتوں پر اس کا نظام خلقت مشتمل ہوا وہ عظام کے
عظیمة خلقة ونظامًا فسمّاها **عظامًا** بما بلغت العظمة و زادت شرفًا وکما
نام سے موسوم ہوا اس لئے وہ عظمت اور شرف اور قدر و مقام میں انتہا کو پہنچ گیا اور اس لئے
ومقامًا و بما رکب بعضها بالعظام من رب العالمین. والخامس **اللحم** الذی
بھی کہ ہڈیوں سے اس کے بعض حصے ترکیب پذیر ہوئے اور پانچویں کا نام لحم ہوا اس لئے کہ

زادَ علیها کالحُلّة و صار سبب کمال الحسن و الزینة فسمی **لحمًا** بما لُوحِم بالعظام ﴿۱۰۲﴾

لحم عربی میں ایک چیز کے پیوند اور لحوق کو کہتے ہیں جب وہ چیز دوسرے سے ملتی

الصلبة وصاربها کذوی اللحمة والسادس خلق اٰخر و سمی **نفسًا** لنفاستها و لطافتها

اور پیوند کرتی ہے سو گوشت کپڑا کی طرح باقی جسم پر ملتا ہے اور نیز اس لئے

و سرائتها فی الاعضاء وعزّتها. وسمی جمیعها باسم **الجنین**. فَتبارک اللّٰه اَحسَنُ

بھی کہ گوشت سخت ہڈیوں سے ملتا ہے اور ان کو باہم ملاتا ہے اور خویشی

الخالقین. ثم اذا خرج الجنین من بطن الاُمّة. و تولّد باذن اللّٰه ذی القدرة فسمی

قرابت ان میں بخشتا ہے اور چھٹے کو خلق آخر کہا اور اسے کمال نفاست اور

ولیدًا فی هذه اللهجة. ثم اذا صبا الٰی ثدی الاُمّ للرضاع فسمی **صبیًّا** و **رضیعًا** الی

اعضاء میں سرایت کرنے کے سبب سے نفس بھی کہا اور پھر اس سارے مجموعہ کا نام

مُدی الارضاع. ثم بعد الفطام سمی فطیما وقطیعا فی هذا اللسان ثم اذا دبّ و نما

جنین ہوا پھر جنین جب ماں کے پیٹ سے نکلا تو اس کا نام ولید ہوا پھر جب دودھ

و اری اکثر اٰثار الحیوان فسمی دارجًا فی ذٰلک الزمان ثم اذا بلغ طوله اربعة اشبار

پینے کو پستان مادر کی طرف جھکا تو صبی نام ہوا اور ایام شیر خوارگی تک رضیع

فهو رباعی عند اولی الابصار. واذا بلغ خمسة فهو خماسی. واذا سقطت رواضعه

نام ہوا پھر دودھ چھڑانے کے بعد فطیم و قطیع ہوا پھر ذرا نشوونما کے بعد

فهو مثغور عند العرب. واذا نبتت بعد السقوط فهو ومثغر عند ذوی الادب. واذا

دارج پھر جو چار بالشت کا ہوا تو رباعی اور جو پانچ کا ہوا تو خماسی اور

تجاوز عشر سنین فهو مترعرع عند العربیین. واذا شارف الاحتلام و کرب الماء

جب دودھ کے دانت جھڑ گئے تو مثغور اور جو پھر اُگے تو مثغر اور جو دس برس کا ہوا

لیمطر الجهام فهو یافع ومراهق قد بلغ البلوغ التام. واذا احتلم

تو مترعرع اور جو احتلام کے قریب پہنچا تو یافع اور مراهق اور جب

واجتمعت قوته و کملت طاقته فھو حَزُوَرٌ. ثم من الثلٰثین الی الاربعین شاب ففرح مسرور. ثم ﴿۱۰۳﴾

پوری طاقت اور کمال جوانی کو پہنچا توحزور پھرتیس سے چالیس تک شباب پھر ساٹھ

بعد ذٰلک کھل الی ان یستوفی الستین. ثم بعد ذلک شیخ ثم خرف مفند ومن

برس تک کہل پھرشیخ پھرخرف اسی طرح ہر یک حصہ عمر کے لئے عربی زبان میں الگ

المستضعفین. وکذالک بازاءِ کل حصة عمر اسم علحدة فی عربی مبین واذا مات فھو

الگ نام ہے اور جب مرا تو متوفی نام ہوا اور یہ وہی لفظ ہے جس میں نادانوں

المتوفی الذی یختصم فی لفظه حزب الجاھلین. وکذلک کلما تحقق فی الانسان طبعا

کا گروہ اب تک جھگڑ رہا ہے اسی منوال پر انسان کی ہر طبعی حالت کیلئے عربی میں

یوجد فی العربیة وضعًا و کلما تریٰ فی الحس والعیان تجد بازائه لفظًا فی ھذا اللسان و لا

ایک لفظ موضوع ہوگا اور ہر یک مشہود ومحسوس کے لئے اس میں ایک لفظ ضرور ہے

تجد نظیرہ فی العالمین. و أیُّ حجّةٍ اکبر من ھٰذا لو کنتم مُبْصرین. فتامل تامل المنتقد. وا نظر

جس کی دوسری زبانوں میں نظیر نہیں اور جب اس کی نظیر کہیں نہیں تو اس سے بڑھ

بالمصباح المتقد. واحلل محل المستبصرین. و ان کنت تقترح ان تسمع منی فی اشتراک

کر اور کیا حجت ہوسکتی ہے دانشمندی کے چراغ لے کر ڈھونڈو اور غور کرو اور

الالسنة فکفاک لفظ الامّ والامّة. فان ھذا لفظ تشارک فیه اللسان الھندیة والعربیة. و کذلک

اگر اشتراک السنہ کی مثال پوچھنا چاہو تو لفظ ام اور امہ کافی ہے یہ لفظ ہندی

اللسان الفارسیة والانکلیزیة. بل کلھا کما تشھد التجربة الصحیحة فانظر کالمنقدین و قد ظھر

عربی فارسی انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اور تجربہ اس پر گواہ ہے

من وجه التسمیة. ان ھذا اللفظ دخل فی الالسن الا عجمیة من العربیة فان التسمیة بحقیقة لا

اور وجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ

توجد الّا فی ھٰذا اللسان. و اما غیرہ فلا یخلوا من التصنع فی البیان. فان من شان التسمیة

تسمیہ اسی زبان میں ہے اوراوروں میں بناوٹ اور تکلف ہے کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

﴿۱۰۴﴾ الحقیقیة التی ھی من حضرۃ العزۃ. ان لا تنفک بزمن من الازمنۃ الثلٰثۃ وتکون للمسمی

کی شان یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی وہ مسمّٰی سے الگ نہ ہو اور کبھی بھی کوئی اس سے اس کو

کالعرض اللازم و ان تجایؤہ فی ھذہ النشأۃ ولا یفرض فرض فارض کونھا فی وقت من الامور

الگ نہ کر سکے اور انسانی تصنع کی بُو بھی اس میں نہ پائی جائے اور دیکھنے سننے والا اس کی

المنفکۃ و لا تکون کالامور المستحدثۃ المصنوعۃ و لا توجد فیھا ریح التصنعات الانسیّۃ و

نسبت پکار اٹھے کہ لا ریب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میزان سے سچ اور جھوٹ کو

یقرّ من استشف جوھرھا بانھا من رب العالمین. فخذ بیدیک ھٰذا المیزان. ثم اعرف بھا من

وزن کرو اور مفتری کی راہ نہ چلو بس یہی ہے جو اس مقدمہ میں ہم نے لکھنا چاہا اور نظام

صدق ومان. ولا تتبع سبل المفترین. وھٰذا اٰخر ما اردنا من ایراد المقدمۃ. و کتبناھا لِاراۃ

کے دکھانے کو ہم نے یہ سب قلم بند کیا تم سب کچھ سن ہی چکے ہو اب اس سے فائدہ اٹھاؤ

النظام فی الرسالۃ و قد وعیتَ ما قصصنا علیک من الادلّۃ. ففکّر فیھا واجتن ثمرۃ البراعۃ.

اور خدا سے بصیرت مانگو اور اسی کے ساتھ فیصلہ کرو اور اگر عربی زبان کی اس ملک کے

واحکم بما اراک اللّٰہ و لا تکن کالمتجاھلین. و لا یختلج فی قلبک ان العربیۃ قد حقرت فی

لوگوں نے قدر نہیں کی ۔ تو اس کی کیا پروا ہے اس لئے کہ ان بگڑی طبیعت کے لوگوں کا

اعین سُکّانِ ھٰذہ البلاد. وان جواھرھا قد رمیت بالکساد فان ھذا من فساد اھل الزمان وان

قبلہ ہمت بجز چاندی سونے اور کھانے پینے کے برتنوں کے اور کچھ نہیں جب میں نے ان

قصوی بغیتھم طلب الصریف والعقیان وحُمادیٰ ھمتھم ھوی الموائد والجفان وانھم من

موتیوں کو انتظام کے سلک میں منسلک کرنا چاہا تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ عربی زبان میں

المفتونین وانی لما اردت ان انضد جواھر الکلام واسلکھا فی سمط الانتظام. القی فی روعی ان

ہی انہیں منضبط کروں اور زبان ہندی میں لکھ کر ان کی آب و تاب کو تباہ نہ کروں اور

اکتبھا فی ھٰذہ اللھجۃ. و لا اخفی بروقھا فی البُرقۃ الھندیۃ. و أسرح النواظر فی النواضر الاصلیۃ

میں نے چاہا کہ آنکھوں کے مویشی کے لئے اصلی چراگاہ پیش کروں جو عربی ہے ۔